آٹھہ لاکہہ ستاون ہزار آٹھہ سو ستتر فٹ مکعب ہے اور اس چنائی کا بڑا حصہ قعر دریا مین ہے۔ پس جسقدر گوے دریا مین گلائے گئے ہین اگر اتنی عمارت سطح زمین پر بنائی جاتی تو طول مین قریب دو میل اور ایک فرلانگ کے ہوتی انیسوین مارچ ۱۸۶۶ء کو اس پل کا اوّل چپک رکہا گیا۔ اٹھارہوین اکتوبر ۱۸۶۹ء سے اسکا زاید کام شروع ہوا اور اخیر شہتیر تیرہوین جون سنہ ۱۸۷۰ء کو طغیانی آب کے خوف سے جہٹ پٹ چڑہایا گیا۔ اسموقع پر ٹہیکہ دارون نے رات دن کام کیا اور اسکا ثمرہ انکو یہہ ملا کہ کامیاب ہوے۔ اگر شہتیر چڑہنے سے پہلے ہی دریا طغیانی پر آجاتا تو کل کارروائی اور اس قطعہ کے اجرا مین چار مہینے کا توقف ہوجاتا کل ساڑہے چار سال کا عرصہ اس پل کی تیاری مین اور امرتسر سے غازی آباد تک اس لین کے تیار ہونے مین صرف ہوا۔

اگست گذشتہ مین **سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر** ہمارے گورنر سابق نے اس پل پر بذریعہ ٹرولی یعنی ہٹیل گذر کر ہمکو افتخار بخشا تہا۔ صاحب موصوف اپنی چٹھی مین جو مقام عدن سے آئی تہی اپنے کو اس کل لین کا منشاء اوّل لکہتے ہین اور یہہ ہی لکہتے ہین کہ جیسی جلدی اور فن انجنیری کی خوبی کے ساتھہ یہہ ریلوے تیار ہوئی ایسی (میرے نزدیک) ہندوستان مین کوئی ریل تیار نہین ہوئی

مجھکو یقین ہے کہ حضور کے نزدیک بھی بریسی صاحب اور وائیس
صاحب اور ہنفری صاحب ٹھیکہ داران اسوجہ سے کہ اُنہون نے
بڑی خوبی اور سرعت سے اس کار عظیم کو ختم کیا اور نیز مسٹر جوزف ہیریسن
صاحب کمپنی کے چیف انجنیر اور اُنکے اہل عملہ جو اس کام کے نگران تھے
نہایت قابل تعریف ہین - اِس کام کے اسقدر کامیابی کے ساتھہ ختم ہونیکا زیادہ تر
باعث یہہ ہے کہ کمپنی کو گورنمنٹ پنجاب کا اعتماد حاصل رہا اور اُس سے امداد بھی ملتی
رہی - سر رابرٹ منٹگمری صاحب اور سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر
سرکاری اور نج کے طور پر بھی مساعی جمیلہ فرماتے رہے - کمپنی کو صاحبان ممدوح
اور نیز کرنل ڈرامنڈ صاحب کنسلٹنگ انجنیر کا (جو اب رخصت پر ہین)
اور اُنکے جانشین کرنل پال لرڈ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے - ان صاحبان
کے ساتھہ مجھکو بحیثیت وکیل کمپنی نہایت ارتباط اور سرکاری تعلق رہا ہے اور
ہر ایک سوال کے باب مین جو کمپنی اور لوکل گورنمنٹ کے باہم پیدا ہوا میرا اور
اِنکا اتفاق رائے رہا ہے - اور سر ہنری ڈیورنڈ صاحب لفٹننٹ
گورنر حال کی ذات پر مجھکو پورا بھروسہ ہے کہ ہمارے مشترکہ کامون مین ایسی ہی مدد اور
توجہ فرماوینگے اور اُمید ہے کہ جب وہ اس کمپنی کے کام کو جو بڑی کامیابی کے

ساتہہ ختم ہوا ہے ملاحظہ فرماینگے تو بیشک کمپنی کے حق مین جیسے حکام ماسبق
نے کیا ہے یہہ سفارش فرماینگے کہ سندہ کی ریلوے لین کی تعمیر بہی بنظر ترقی
دخانی کشتیون کے اس کمپنی کو سپرد کیجاے۔

مین حضور اور راجہ صاحب بہادر کپورتہلہ کا جنہون نے ہمارے کام کی
تیاری کو اپنے اپنے علاقہ مین مدد دی ہے کمپنی کی جانب سے شکریہ ادا کرتا
ہون - آج صبح کو جو بتیس منٹ مین دریاے ستلج کے کنارہ کے میدان سے
اور پانچ منٹ مین خاص دریا پرسے عبور کیا ہے اس سے اُس تاخیر اور
اُن دقتون اور خوفون کو یاد کرکے جو کثرت بارش کے زمانہ مین اس دریا سے
عبور کرنے مین واقع ہوتے تہے حضور کو اُن فواید کا جو اس پُل کی تعمیر سے عموماً
اہل ہند کو حاصل ہوے ہین کچہہ خیال ہوا ہوگا - اور ترقی تجارت کے باب مین
جن غم احم امور کو کمپنی نے رفع کیا ہے اُن مین سے ایک اس پُل کی
تعمیر ہے سنہ ۱۸۴۳ع مین جب دریاے ستلج گورنمنٹ انگریزی کے علاقہ کی سرحد گنا
جاتا تہا اُسوقت مجہکو لارڈ ایلنبرا صاحب نے کرنل رچمنڈ صاحب ایجنٹ
گورنر جنرل انبالہ کا اسسٹنٹ مقرر فرمایا تہا اس موقع پر مجہکو کلکتہ سے الہ آباد
تک دخانی جہاز کے ذریعہ سے پہنچنے مین ایک مہینا صرف ہوا تہا اور وہان سے

مین بسواری پالکی شب و روز چل کر آٹھہ روز مین لدہیانہ پہنچا تہا۔ مگر اب لاہور سے کلکتہ تک کی مسافت چہیاسٹھہ گہنٹے مین طے ہو سکتی ہے۔ ایک بہنگی پارسل کے محصول مین جسکا وزن نرخ حال کے بموجب بچیس سیر سے زیادہ نہوتا بغیر مدد ریلوے کے کلکتہ سے لاہور تک پچاس روپیہ خرچ کرنے پڑتے تہے اور اب اسیقدر وزن کا پارسل ریلوے کے ذریعہ سے کل آٹھہ روپیہ نو آنہ خرچ ہو کر جتنے عرصہ مین پہلے پہونچ سکتا تہا اس سے کوئی دس روز پہلے پہنچ سکتا ہے۔ پہلے ایک من کہانڈ کے (مین اس جنس کی مثال اس سبب سے دیتا ہون کہ یہہ جالندہر دوآبہ سے دساور کو بہت جاتی ہے) ڈاک بہنگی کے ذریعہ سے اتنے فاصلہ پر لیجانے مین ساٹھ روپیہ سوا دو آنہ صرف ہوتے تہے اور اب دو روپیہ سات آنے نو پائی خرچ ہوتے ہین اور بیس روز کا پہیر بچتا ہے۔ لارڈ لارنس صاحب بہادر نے جو سپیچ انبالہ کی لین کہولنے کیوقت فرمائی تہی اس سے مترشح ہوتا تہا کہ اُنکے نزدیک یہہ فوائد ایک صرف کثیر سے حاصل ہوے ہین صاحب ممدوح نے یہہ بہی فرمایا تہا کہ اس لین پر تخمینا ڈیڑہ لاکہہ روپیہ فی میل صرف ہوا ہے اور مدراس لین پر ایک لاکہہ بیس ہزار اور اودہ پر اسی ہزار فی میل خرچ ہوا ہے مگر صاحب ممدوح نے اس بات کو تسلیم فرمایا تہا کہ ہندوستانکی ریلونکی

کی تاریخ مین یادگار رہنے کے قابل ہے حضور نے حال مین نہر سرہند
کی تعمیر کی بابت گورنمنٹ سے معاہدہ فرمایا ہے یہہ نہر دریاے ستلج سے کاٹی
جائیگی اور اس سے علاقجات مشترکہ کی آٹہہ لاکہہ ایکڑ زمین مین تخمیناً ہنس؟ ملین یعنی
دو کروڑ روپیہ سکہ رایج الوقت کے صرف سے آبپاشی ہوا کریگی۔

آپ جو اپنے دارالریاست مین تاربرقی جاری فرماکر اسکا سلسلہ علاقہ
انگریزی کی تاربرقی سے ملانا چاہتے ہین اس سے آپکی رعایا کو ہندوستان کی تجارتگاہون
کے ساتہہ لمحہ بہر مین رسل و رسایل کرنے اور تمام عالم کی خبرون سے واقف ہونے
کا بڑا فایدہ حاصل ہوگا۔ جو سعی حضور نے ترقی تعلیم اور نیز ان اشخاص کے نام قایم
رہنے کیواسطے فرمائی ہے جنہون نے اس باب مین کوششین کی ہین اُسکا اظہار
حضور کے فیاضانہ عطیات سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک عطیہ تو حضور کیجانب سے منٹگمری
ہال کے واسطے دیا گیا جو خاص کر ان ہندوستانی روسا کی امداد سے تعمیر ہوا ہے
جو اُس حاکم کو جسکے نام پر اس عمارت کا نام رکہا گیا ہے دل و جان سے یاد رکہتے
ہین۔ دوسرا عطیہ حضور نے لاہور کالج کیواسطے عنایت فرمایا جسکے بانی مبانی پنجاب
کے ایک اور حکمران یعنی سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر تہے جنکا نام
ہم سبکو عزیز ہے علاوہ ان عطیات کے حضور نے ایک رقم کثیر لارنس سایلم کی

امداد کیواسطے دی ہے جو اُس شخص کے نام نامی پر بنایا گیا ہے جسکی حکومت کا
آفتاب شان وشوکت کے ساتہہ غروب ہو کر ایسی آب وتاب چہوڑ گیا ہے جسپر
تاریکی کبہی غالب نہین آئیگی۔

حضور کی روشن ضمیری کی ان نظایر سے جن پر مین اپنے بیان کو محدود کرتا
ہون اس بات کے آثار پائے جاتے ہین کہ عنقریب ہم اس بڑی ریلوے کے
ساتہہ ایک اور ریلوے کو دیکہینگے جو حضور کی دارالریاست کو اُس سے ملادیگی
اور اُمید ہے کہ جس اولوالعزمی کے کام کا ختم ہونا آپ اسوقت ظاہر فرماتے ہین
اُسکے ساتہہ تجارتی قصبات کو ایک پختہ سڑک کے ذریعہ سے ملادینے مین آپ
اپنے علاقہ کی منفعت خیال فرمائینگے۔

اب مجہکو حضور سے صرف یہہ درخواست کرنی باقی ہے کہ حضور ہمارے کام
کے اس حصہ کے کہولنے کی رسم جو پنجاب کے دارالخلافہ کو بندرگاہ کلکتہ اور بمبئی کے
ساتہہ ملاتا ہے ادا فرمائین۔

اسکے جواب مین مہاراج نے کہڑے ہو کر مندرجہ ذیل سپیچ فرمائی۔

سپیچ

میجر جنرل ایبٹ صاحب - اس مبارک تقریب کیلئے آنیسے

جسکے اتمام پر کلکتہ بمبئی اور لاہور کا بلکہ تینون مشہور سلسلہائے ریلوی واقع ہند کا کامل ہونا منحصر تہا اور جسکے واسطے جناب نواب معلے القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کشور ہند خود تشریف لانیکا قصد رکہتے تہے مجہکو فی الواقع نہایت خوشی اور فخر کا مقام ہے۔ بیشک یہہ پہلا موقع ہے کہ جسمین کوئی ہندوستانی رئیس اپنے ملک کے ایسے عظیم المرتبہ کام مین اس حیثیت سے مصروف ہوا ہو جسطرح پر کہ مجہکو اسکے کرنیکا فخر دیا گیا ہے۔ مین اسوجہہ سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب و نواب معلے القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کا بہت شکر گذار ہون۔ چونکہ حکام عالیمقام گورنمنٹ موجودہ ہندوستان کی نیک تجویزین ہمیشہ پیرو ان فیاض ارادون کی ہین جو ہماری مہربان شاہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ ہر وقت نسبت عزت و بہبودی روسا و رعایائے ہند کو خاطر عالی رکہتی ہین اسلئے مین بصدق دل دعا کرتا ہون کہ خداوند تعالے سایۂ اقبال حضرت ملکہ معظمہ کو ہمارے سرون پر سلامت رکہے۔

اسمین شک نہین کہ اس روشن زمانہ مین بہی بہت سی لوگ منشاء گورنمنٹ سے بخوبی آگاہ نہین ہین مگر امید ہے کہ آجکی تقریب سے اس ملک کے لوگ اس بات سے آگاہ ہوجائینگے کہ گورنمنٹ حضرت ملکہ معظمہ کے نزدیک جیسے صاحبان انگریز رکن سلطنت متصور ہین ویسے ہی بلا خیال مغایرت روسا ہند کی نسبت بہی بنظر عنایت ہے

اور یقین ہے کہ یہہ خیال آیندہ کو اقوام ہند کے دل مین بہ نسبت حال زیادہ تر باعث
محبت گورنمنٹ انگریزی کا ہوگا۔

جنرل ایبٹ صاحب ۔ بیشک یہہ امر نہایت موجب مسرت ہے
کہ یہہ ریلوے بلا کسی قسم کے جبر و تشدد کے جاری ہوئی ہے اور آغاز کار سے ہی رعایا کو
نفع ہونا شروع ہوا ہے۔

کُل افسران پنجاب ریلوے کی کوششین قابل تعریف ہین۔ اور بیشک جیسا کہ آپنے
بیان کیا مسٹر **لیسی** اور **وائیس** اور **ہنفری** صاحبان ٹھیکہ داران و صاحبان
انجنیر جنکے اہتمام سے مختلف حصّے اس ریلوے کے بتخصیص یہہ ستلج کا بڑا پل اس قدر
جلدی سے تیّار ہوگیا قابل تحسین ہین اور اُمید ہے کہ نام انکا ہمیشہ تاریخ ریلوے ہائے
اس ملک مین یادرہیگا۔ بعض حکام اعلےٰ گورنمنٹ پنجاب کی توجہ و امداد کی جو آپنے
تعریف فرمائی میری دانست مین اُنکی توجہہ کا شکریہ صرف ریلوے کمپنی پر ہی واجب
نہین ہے بلکہ عموماً تمام پنجاب کو اُنکا مرہون منت ہونا چاہیئے۔

فواید اجرائے ریلوے جو آپنے اس عمدہ ایڈریس مین بیان کیئے ہین اگر بروئے حقیقت
دیکھا جائے تو اس سے بھی زیادہ ہین اور اُمید ہے کہ یہہ فواید ہمیشہ روز افزون ہونگے
اور جبکہ طریقہ مسافرت و تجارت زمانہ سابق کو آج کے طریقہ کے ساتھہ مقابلہ کیا جائے

ہر شخص بہت آسانی سے سمجھہ سکتا ہے کہ منجملہ برکات حکومت گورنمنٹ انگلشیہ ملک ہند مین ریلونکا جاری ہونا ایک برکت عظیم متصور ہے۔ آپنے جو براہ مہربانی خطاب سٹار آف انڈیا ملنے کی مبارکباد دی ہے اور میرے والد ماجد مرحوم کی بعض مشکل اوقات کی خیر خواہیونکا ذکر کیا ہے مین دلی شکرگذاری سے اس مبارکباد کو قبول کرتا ہون۔ چونکہ آپ اُن افسرونمین سے ہین جنکو میرے خاندان کے حالات سے بخوبی آگاہی ہے اسلئے یہہ کہنا شاید کچھہ نامناسب نہین ہے کہ ابتدا سنہ ۱۸۰۴ع سے میرے بزرگ جو بوجہہ خیر خواہی ہائے متواترہ پیشگاہ گورنمنٹ سے مورد اعزاز ہوتے رہے ہین یہہ امر بیشک موجب میرے فخر کا ہے کہ گورنمنٹ کی خیر خواہی اور قوم انگریز کی محبّت اور سرکار ملکہ معظمہ کی مہربانی و عنایت مجھکو اپنے بزرگون سے گویا ارث ملی ہے اور سب سے زیادہ میرے لئے یہہ امر موجب مسرت ہے کہ پٹیالہ دیسی ہند مین خاندان پٹیالہ ہی پہلا گھرانا ہے جسمین دوبارہ سٹار آف انڈیا مرحمت ہوا اور سرکار ملکہ معظمہ کی یہہ ایسی نوازش ہے کہ جسکا شکریہ مجھسے ادا نہین ہو سکتا۔

آپنے جو چند کلمات خاص میرے حق مین بیان فرمائے یہہ آپکی مہربانی ہے لیکن مین یہہ خیال کرتا ہون کہ اپنی رعایا اور ہمولنون کی نفع رسانی کے فرض عظیم مین سے مینے ابھی کچھہ نہین کیا۔ اور آپنے جو بعض آرزو ہائے نیک میری

ریاست کی نسبت ظاہر کی ہین اُسکے لیے آپکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ خدا آپکی آرزوئین پوری کرے۔

میجر جنرل ایبٹ صاحب۔ اب مین آپکو اور آپکی کمپنی کو اور تمام میہمانان وصاحبان عالیشان اور رؤسا و شرفاء ہندوستانی موجودہ دربار کو مبارکباد دیتا ہون کہ آجکی تاریخ سے پُل ستلج کھولا گیا۔ اور پنجاب کی ریلون کا پورا ہونا جس کام پر منحصر تھا آج بفضل خدا وہ اتمام کو پہنچا۔

میعاد بلوغ کا پورا ہونا اور مہاراج کا اس تقریب سے دربار کرنا

جب کونسل ریجنسی موقوف کی گئی اور مہاراج کو بذات خاص حکمرانی کا اختیار دیا گیا تب اٹھارہ برس حد بلوغ کے پورا ہونے مین سات مہینے باقی تھے پس کچہ تو اسوجہہ سے اور کچہہ اس سبب سے کہ جنرل ٹیلر صاحب بہادر اس امر مین متفق الراے تھے گورنمنٹ نے ایک ملایم طور سے یہہ شرط لگادی تھی کہ اُس مدت کے ختم ہونے تک دربار وغیرہ خوشی کی رسمین جو ایسے موقعون پر ہوا کرتی تھین ملتوی رکھی جائین جسکا اصل مقصد یہہ تھا کہ اگر کسی طرح کی بدانتظامی ہوگی تو کچہہ اور تدبیر کیجائیگی۔ مگر مہاراج ریجنسی کے زمانہ کے جھگڑون

سے مختلف طور کے تجربے حاصل کر چکے تھے اور اس امر سے واقف تھے کہ
انکو اپنے اس بڑے کام مین کیا کیا مشکلین پیش ہین اسپر انہون نے ایسی
احتیاط اور بردباری اور فیاضی کے ساتھ کارروائی کی کہ باوجود بہت سی مزاحمتون
کے وہ سب مشکلات پر غالب آگئے اور مدت معہودہ ختم ہوگئی اور اسی عرصہ مین جنرل
ٹیلر صاحب بہادر بھی کمشنری امرتسر کو تبدیل ہوگئے۔ اور یکم اکتوبر سنہ ۱۸۵۸ء
سے ہماری تینون ریاستون کا پولیٹکل کام گورنمنٹ پنجاب نے سیدھا اپنے متعلق کرلیا
پس بائیسوین نومبر سنہ مذکور کو مہاراج نے بڑی شان و شوکت سے دربار منعقد فرمایا
اور مسٹر لیپل گرفن صاحب بہادر انڈر سکرٹری اور کرنل کرافٹن صاحب
بہادر سکرٹری صیغہ آبپاشی گورنمنٹ پنجاب کو جو نہر ستلج کے متعلق ایک معاملہ
کے تصفیہ کیواسطے آئے ہوئے تھے اور کرنل ڈوایر صاحب بہادر
ڈپٹی کمشنر سرسہ کو جو ولایت کو جاتے تھے دوستانہ طور پر شریک کیا اور حاضرین
کو علی قدر مراتب قریب ستر ہزار روپیہ کے خلعت اور سونیکے کڑے اور
دوشالے وغیرہ عطا فرمائے اور راقم اور ماسٹر رامچند صاحب جنکو
جولائی سنہ ۱۸۶۰ء مین مہاراج نے ازراہ قدرشناسی بہ طلب کرلیا تھا اور جنہون نے
گذشتہ فساد مین عمدہ خدمات کی تھین اور سید امداد علی صاحب دیوان اور میرے

چہوٹے بہائی **خلیفہ سید محمد حسین صاحب** میر منشی کو کم و بیش ہزار ہزار روپیہ کی آمدنی کا ایک ایک گانو اور **سردار گنڈا سنگہہ** (بخشی گنڈا سنگہہ صاحب) کو دس ہلون کی زمین دوام کیواسطے عنایت ہوی اور اسکی سندین مہاراج نے اپنے ہاتہہ سے مرحمت فرمائین اور **راقم** کو اسکے علاوہ **خان بہادر** کا خطاب بہی عطا ہوا۔ چنانچہ جو سند مجہکو عنایت ہوئی تہی وہ یہ ہے۔

سند

عاملان حال و استقبال معلوم کرین کہ بلحاظ نمک حلالی و صلہ خدمات قابل قدر رفعت و عوالی مرتبت ابہت و معالی منزلت اعتضاد دوستان **خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر** وزیر اعظم ریاست جو سال گذشتہ مین جبکہ بعض اہلکاران نمک حرام کی شرارت سے اس ریاست کا حال نہایت ابتر تہا علی الاتصال اُنسے ظہور مین آئین۔ موضع عطاپور پرگنہ چناتہل جمعی ایک ہزار اسّی روپیہ بطور جاگیر نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ مع خطاب خانی و بہادری و خلعت مفصلہ ذیل برائے دوام عطا او مرحمت کیا گیا لہذا چاہیئے کہ دیہہ مذکور سے کسیطرح متعرض نہون تاکید سمجہین۔

المرقوم اٹہائیسوان پروشٹہ ماہ کاتک سمت ۱۹۲۰ مطابق بائیسوین نومبر ۱۸۶۳ء

تفصیل عطیہ

موضع عطا پور گپنہ چنار تھل جمعی ایکہزار	خلعت دو ہزار روپیہ کا حسین تو پارچہ
اسی روپیہ نصفی حال لغاﻪ	ایکہزار کے اور ایک ہزار کی تین رقم
الـ ۹ ہزار	جواہر عین

اسموقع پر میرے دوست منشی تلسی رام صاحب ساکن سلطانپور ضلع سہارنپور متخلص بعزیز نے جو ریاست کے ایک معزز عہدہ دار تھے اور جنکی وفات کا مجھکو بڑا افسوس ہے " اختیار کلی پایا " نہایت عمدہ مادۂ تاریخ پایا۔

مہاراج کا ملک بانگر اور پرگنات نارنول او رکانوڈ مین دورہ کرنا

ان دنون پرگنات اکال گڈہ (مونک) اور نروانہ مین جو ریاست کی قسمت جنوبی کا ایک حصہ ہین اور جنمین ایک لاکہہ آٹہہ ہزار سے زیادہ لوگ آباد ہین قحط کے باعث سے بہت تکلیف تہی اور پرگنات نارنول او رکانوڈ کو بہی مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کی وفات کے بعد کسی نے جاکر نہین دیکہا تہا جہان کے اکثر معاملات توجہ طلب تہے اسلئے آخر نومبر ۱۸۶۲ع مین مہاراج نے اُس طرف کو کوچ فرمایا اور سامانہ کے راستہ سے منزل بمنزل ہر ایک مقام پر

رعایا کا عرض حال سنتے ہوئے روانہ ہوئے پہنچے جو پرگنہ بانگر کا صدر مقام ہے اور بعد لینے
رپورٹ ناظم ضلع کے ساٹھ ہزار روپیہ بطور تقاوی زمینداروں کو عنایت فرمایا اور یہہ
حکم دیا کہ معاملہ کا روپیہ جو بقدر ایک لاکہہ اکسٹھ ہزار پانسو روپیہ کے تہا وقت مناسب تک
اسکا وصول ملتوی کیا جائے اور جینید اور دادری ہوتے ہوئے نارنول پہنچے اور
قریب دو ہفتہ کے قیام فرمایا اور پانچہزار روپیہ سال سے زیادہ آمدنی کے کئی
محصول جو مختلف ناموں سے نامزد تہے اور حکام سابق کے زمانہ سے لئے جاتے
تہے اور جنسے رعایا کو بڑی تکلیف تہی معاف فرمائے اور آٹھہ ہزار روپیہ سے
زیادہ کی معافیات ریزہ اور سالم جنکی ضبطی کی تجویز **مہاراج نرندرسنگھہ صاحب**
بہادر کے عہد مین ہوچکی تہی اور بوجوہات خاص ابتک اسکی تعمیل نہین ہوئی تہی
حین حیات قابضان حال معاف فرمائین اور ان امور سے فارغ ہوکر آخر دسمبر مین
پٹیالہ مین تشریف فرما ہوئے۔

ملک کے انتظام مین چند نمایان اور مفید اصلاحون کا ہونا

اس سال کے واقعات مین سے چونکہ جوڈیشل اور مال کے انتظام کی اصلاح
و تبدیل ہی ایک قابل الذکر واقعہ ہے اسلئے ہم اسکو مفصل بیان کرتے ہین۔
واضح ہو کہ **مہاراج نرندرسنگھہ صاحب بہادر** کے عہد مین ملک پٹیالہ

پرگنون مین منقسم تہا اور ہر ایک پرگنہ مین مال اور فوجداری کے کام کیواسطے ایک ایک تحصیلدار اور تھانہ دار مقرر تہا لیکن جب اُنکی زندگی کے اخیر سال مین مُلک کی جمع نقد مقرر کی گئی تو قلت کار کے خیال سے ایک ایک کی جگہہ دو دو پرگنے تحصیلدارون کو سُپرد ہوئے اور نایب عدالت ضلع کا عہدہ تخفیف مین آکر مُقدّمات دیوانی و فوجداری کی سماعت اور تجویز اور نگرانی پولیس کا اختیار بہی انکو دیا گیا چنانچہ مال کے معاملات مین وہ تحصیلدار اور عدالت کے کام مین نایب ناظم کہلانے لگے انکو اختیار تہا کہ ایکہزار روپیہ تک کے مُقدمات دیوانی اور تین برس تک کی قید کے لایق مقدمات فوجداری کی سماعت اور تجویز کرین یہی طریقہ کونسل کے عہد مین بہی جاری رہا اور اسکے نتایج کی نسبت کچہہ غور ہوئی جس سے یہہ بڑا نقصان ریاست کو پہنچا کہ بحساب اوسط ایک لاکہہ بیس ہزار روپیہ زیادہ سال بسال معاملہ مین سے ٹوٹتا رہا اور سات برس کے عرصہ مین قریب ساڑہے آٹہہ لاکہہ روپیہ کے وصول سے باقی رہگیا جسکا سبب یہ تہا کہ جو جمع مہاراج نرانـدر سنگھہ صاحب بہادر اور پہر کونسل کے زمانہ مین جس بست سالہ اور دہ سالہ اوسط آمدنی کی روسے تشخیص جمع کی گئی تہی وہ اُسوقت کی آمدنی کی اوسط تہی جب کہ ہر ایک پیداوار زمین کا نرخ اُسوقت کے نرخ سے دو چند

سے بہی زیادہ ارزان تہا بلکہ یہہ سبب تہا کہ کثرت کار عدالت کے باعث سے تحصیلدارون
کو معاملات مال کیطرف توجہ کرنیکی فرصت نہتی اور تحصیل مال کا مدار صرف اُن دس دس
دس روپیہ ماہوار کے نیم سرکاری محرّرون پر تہا جو گماشتے کہلاتے تہے اور
اُنمین سے ایک تحصیل کے صدر مقام مین اور دوسرا دوسرے پرگنہ مین رہتا تہا
پس اس قباحت کے دفعیہ کے واسطے آخر دسمبر مین مقدمات جوڈیشل کی سماعت
کا اختیار تحصیلدارون سے لیلیا گیا اور ہر ایک نظامت مین باستثنائے نظامت
مہندر گڈہ جہان کام کم تہا اور ایک ہی شخص کافی تہا دو دو نئے عہدہ دار ملقب بہ نائب
ناظم اس کام کیواسطے مقرر کئے گئے اور تحصیلدارون کو صرف تحصیل مال اور دعاوی حد سماعت
تک سماعت مقدمات اراضی زرعی اور اُسکے متعلق حقوق کا اختیار رہا اور چونکہ
اسوقت تک تہانہ دارون کو بہی پچاس روپیہ تک کے مقدمات دیوانی کی سماعت
اور تجویز کا اختیار تہا اور اس سے اُنکے اصل کام (پولیس) مین ہرج رہتا تہا
اُنسے بہی یہہ اختیار لیا گیا اور اس انتظام سے قریب سولہ ہزار روپیہ سال کے جو خرچ
بڑہتا تہا اُسکا یہہ تدارک کیا گیا کہ تحصیلون اور تہانون اور نظامتون کے عملہ مین
مناسب طور سے تخفیف کی گئی جس سے یہہ خرچ نکل آیا۔

یہہ پہلی اصلاح تہی جو اس سال وقوع مین آئی اب دوسری اصلاح کی کیفیت

سنہ ۱۸۶۲ کہ مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین اوّل نظامت مہندرگڈہ اور پہر اسکی تقلید سے نظامت اناحدگڈہ مین خزانے مقرر کئے گئے تہے اور کونسل کے زمانہ مین اگرچہ ایک دفعہ سب نظامتون مین خزانے مقرر کئے جانیکے واسطے تحریک ہوئی لیکن مہاراج کے اختیار پانے تک اسمین کچہہ حکم نہوا اور یہہ معاملہ اسیطرح زیر تجویز چلا آیا اور نظامت کرم گڈہ امرگڈہ اور پنجور کا روپیہ سیدہا خزانہ پٹیالہ مین داخل ہوتا رہا جسمین بیشمار قباحتین تہین اور جنکا دفعیہ بغیر اسکے ممکن نتہا کہ اُنمین بہی خزانے مقرر کئے جائین پس اسی سال مین انمین بہی خزانے مقرر کئے گئے اور عموماً یہہ قاعدہ مقرر ہوا کہ جب روپیہ کے داخلہ کا موقع آئے تو پٹواری ایک مناسب تقطیع کے کاغذ پر اسامی وار حساب لکہکر اپنے اور نمبرداروں کے مہر و دستخط سے تحصیل مین داخل کرے اور تحصیل مین سیاہہ کے ساتہہ مقابلہ ہوکر تحصیلدار کا دستخط ثبت ہوکر واپس دیا جائے اور وہی کاغذ خزانہ مین پیش کیا جائے اور خزانہ سے تاریخ داخلہ ثبت ہوکر خزانچی کی تصدیق سے واپس دیا جائے اور یہہ کاغذ اُنسے لیکر دیہہ وار تحصیل مین بہت احتیاط کے ساتہہ رکہے جائین اور جب کل ضلع کا روپیہ داخل ہوجائے فوراً خزانہ صدر مین بہیجدیا جائے۔

تیسری اصلاح یہہ ہوئی کہ ترتیب حساب کا طریقہ جس سے فصل وار اور اسامی وار

جمع و وصول کا حال معلوم نہین ہو سکتا تہا اور یہہ ہی ایک بڑا سبب باقی ٹوٹتے
رہنے کا تہا بدلا گیا اور حساب کے نئے نقشے تجویز ہو کر دیئے گئے اور گماشتے موقوف ہو کر
سرکار کیطرف سے ایک ایک سیاہہ نویس اور دو دو معاون سیاہہ نویس مقرر ہوئے
اور تحصیلون میں جو دفتر رہتا تہا اور تحصیلدار کی تبدیلی یا معزولی کے وقت گماشتے
صرف گوشوارہ کی ایک نقل نئے تحصیلدار کو دیکر سب کاغذ اپنے ساتہہ لیجاتے تہے
جسکا بڑا باعث یہہ تہا کہ محکمہ صدر مال کے عہدہ دارون کی بے معنی حجتون کے سبب سے
عرصہ دراز تک حساب کی صفائی نہوتی تہی اور اس سبب سے مجبوراً اُنکو کاغذ
اپنے پاس رکہنے پڑتے تہے اسکی ممانعت ہوئی اور تحصیلون مین باضابطہ دفتر رہنے کا حکم ہوا
چوتہی اصلاح ادہکاری کے متعلق تہی - یہہ ایک رعایت تہی جو زرعت
ہمیشہ برہمنون اور سیدون اور فقیرون کے ساتہہ مہاراج بابا آلا سنگہہ صاحب
بہادر کے عہد سے ہوتی چلی آتی تہی اور جن پرگنون مین عموماً معاملہ کی تہائی لینے
کا دستور تہا وہان اُن سے رعایتاً چوتہائی اور مشخصہ کی حالت مین (اگر کبہی ہوتا)
اُوسکی نسبت نصف لیا جاتا تہا اور اسکو ادہکاری کہتے تہے مگر کوئی ایسا قاعدہ
مقرر نہ تہا کہ جس سے اس رعایت کا استعمال بیجا اور ناجائز طور پر نہو سکے اور وہی
لوگ مستفید ہو سکین جو حقیقتاً مستحق ہون چنانچہ نمبردارون کو اختیار تہا کہ جسکو چاہتے

زمین کاشت کیواسطے دیدیتے اور ادہکاری دلا دیتے اور ایسا ہی ہوتا تہا کہ دیدہ و دانستہ خود اس سے فائدہ اٹہاتے اور تحصیلدار اور گماشتے بغیر اسکے کہ تحقیق کرین صرف اُنکے کہنے پر یہہ رقم مجرا دیدیتے اور یہہ ایک ناجایز دست اندازی تہی جو سرکار کے حق واجب مین کیجاتی تہی۔ پس بنظر حفاظت حق سرکار اور انضباط قاعدہ کے یہہ تجویز ہوا کہ جو برہمن یا سید یا فقیر زمین کے مالک مستقل ہون یا مالک ہون مگر اپنے ہاتہہ سے یا اپنے نوکرون سے کاشت نکرتے ہون یا مالک اور خود کاشت ہون مگر ملازم سرکار ہون اُنکو یہہ حق مجرا ندیا جائے اور یہہ رعایت انہین دیہات اور پرگنات مین منحصر سمجہی جائے جہان پہلے سے اسکا عملدرآمد ہوا اور برہمنون کی طرح سوڈہی بہی (جنکی تعظیم سکہہ مذہب مین واجب ہے) آیندہ سے اس رعایت کے مستحق سمجہے جائین چنانچہ تحقیقات ہوکر جو جو شخص مستحق ثابت ہوئے اُنکے نام جمعبندی کے کاغذون مین لکہے گئے۔ اور ان اصلاحون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ایک ہی سال کے اندر اسٹامپ وغیرہ کی آمدنی قریب اکتالیس ۴۱ ہزار کے بڑہگئی اور ادہکاری کی رقم نوے ۹۰ ہزار سے قریب پینتالیس ۴۵ ہزار کے رہگئی اور بمقابلہ رقم ایک لاکہہ پچاس ہزار دو سو پینتیس ۲۳۵ روپیہ کے جو سمت ۱۹۲۶ مین وصول سے باقی رہا تہا سمت ۱۹۲۸ مین ایک لاکہہ چہتیس ۳۶ ہزار نو سو بارہ روپیہ باقی رہا جسمین سے بانوے ہزار آٹہہ سو تیئیس ۲۳ روپیہ پرگنہ بانگر

(نروانہ) اور گوبندگڑہ (بٹھنڈہ) مین خشک سالی کے سبب سے ٹہکنا ملتوی رکہا گیا تہا۔

مہاراجکا کلکتہ تشریف لیجانا اور اُسکے متعلق حالات

اب چونکہ سٹار آف انڈیا کا دربار عنقریب ہونیوالا تہا۔ اسلئے بیسوین جنوری ۱۹۰۸ء کو کلکتہ کو سوار ہوئے اور سیر کی غرض سے علیگڈہ اور کانپور مین ایک ایک دن قیام کیا۔ کانپور مین کپڑا بُننے کے کارخانے اور اُن مظلوم انگریزون کی یادگار کو دیکہا جو بدبخت ناناصاحب[1] المشہور نانا راؤ ۱۸۵۷ء کے مشہور باغی نے پندرہوین جولائی سنہ مذکور کو نہایت بیرحمی اور سنگدلی سے قتل کرا کر ایک خشک کنوین

---

[1] یہہ ایک برہمن کا لڑکا تہا اور دہوندو پنتہ اسکا نام تہا مگر جب باجی راؤ پیشوا نے ۱۸۲۷ء میں لاولدی کے سبب سے اسکو اپنا متبنے بنایا تو اسکا لقب ناناصاحب ہوا۔ باجی راؤ کو سرکار انگریزی سے پانچ لاکہہ روپیہ سال پنشن ملتی تہی اور وہ بٹہور مین جو کانپور کے قریب گنگا کے کنارے ایک چہوٹا سا قصبہ اور ہندوؤن کا تیرتہہ ہے رہتا تہا۔ جب وہ ۱۸۵۱ء مین مرگیا تو اسنے اُس پنشن کا دعوی کیا مگر باوجود ولایت تک کوشش کرنیکے وہ اسکو نملی شاید یہی سبب اسکو سرکار انگریزی کے ساتہہ رنجش کا تہا جو غدر ۱۸۵۷ء مین ظاہر ہوا۔ آغاز سرکشی مین یہہ اپنے کو سرکار انگریزی کا بڑا ہوا خواہ ظاہر کرتا رہا لیکن جب پانچوین جون کی رات کو کانپور کی چہاؤنی کی فوج باغی ہوکر دلی کیطرف کوچ کرگئی یہہ یک بخت پہر گیا اور اسکو اپنے ساتہہ لوٹا لایا اور انگریزی

مین ڈالدیئے تہے۔ اس یادگار کے باغ کی فضا اور سرسبزی کو دیکہکر اگرچہ دیکہنے والے کا دل خوش ہوجاتا ہے مگر اُس پردرد اور افسوسناک واقعہ کو یاد کرکے جو اُن بیچارے بےبس اور بیکس انگریزون اور لیڈیون اور معصوم بچّون پر ایک وحشی صفت انسان کے ہاتہہ سے گذرا نہایت افسردگی حاصل ہوتی ہے۔

کپڑا بننے کا کارخانہ جسمین روی صاف کرنے اور دہننے کاتنے اور بننے وغیرہ کی عجیب عجیب کلین ہین دید کے قابل ہے اور اسکو دیکہکر غور کرنیوالے کو معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے جسکے سبب سے یورپ کی قومین ایسی پر منفعت اور حیرت انگیز چیزونکی ایجاد پر قادر ہوگئی ہین۔

یہان سے سوار ہوکر عظیم آباد (پٹنہ) مین ٹہرے اور اُسی روز گورداوہ کی ہوجاکر بردوان پہنچے اور مہاراجہ بردوان کی کوٹہی مین دو روز قیام کیا اور اٹہائیسوین کو سپیشل ٹرین مین ایکبجے کلکتہ پہنچے اور حکام انگریزی نے معمولی

دمدمہ پر توپین لگائین اور جب چہبیسوین کو محصورین نے مجبور ہوکر اسکے پیغام صلح اور امن کو منظور کرلیا اور الہ آباد جانیکے واسطے تیار ہوکر گہاٹ پر آئے اور کشتیون پر سوار ہونے لگے تو وہ کشتیان توپکی گولیون جلکے سوا چند میل جاکر ملیگئے اور باقی وہان ہی قتل کیے گئے اور عورتین اور بچے قیدخانہ مین بہیجدیے اور پندرہوین جولای کو جب اسکی فوج نے جنرل ہنری ہیولاک صاحب بہادر سے اونگ کے

تعظیم و تکریم کے ساتھہ لاکر اُتارا اور تیئیسوین کو نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر سے رسوم مقررہ کے موافق پبلک ملاقات اور اگلے دن بازدید ہوئی۔ اب اگرچہ یہہ اُمید تھی کہ فروری کے پہلے ہفتہ مین کیپن دربار ہوگا مگر لارڈ **نیپیر صاحب بہادر** کمانڈر انچیف بعض سرکاری ضرورتون کے باعث سے ابھی کلکتہ نہین پہنچ سکتے تھے اس سبب سے ستائیسوین ماہ مذکور تک دربار ملتوی ہوگیا اور مہاراج باجازت نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر جریدہ گیا کے تیرتہہ کو جسکا پہلے ارادہ تہا تشریف لیگئے اور وہان سے فارغ ہوکر اٹہارہوین فروری کو پہر کلکتہ مین رونق افروز ہوے اور ستائیسوین کو دربار ہوکر سٹار آف انڈیا کا اوّل درجہ کا تمغہ انکو دیا گیا۔

یہہ دربار بڑے جاہ و حشم کے ساتھہ ہوا تہا اور قریب ڈیڑہ ہزار کے انگریز اور لیڈیان اور ہندوستانی امرا و شرفا اسمین موجود تہے مگر باختیار ہندوستانی روسا مین سے صرف مہاراجہ صاحب بہادر جیپور ہی تہے۔ یہہ دربار گورنمنٹ ہوس کے ماربل ہال

مقام شکست کہائی تو اُن تمام عورتون اور بچون کو بہی جو بقدر دو سو کے تہے قتل کرادیا اور پچاس گز کے فاصلہ سے یہہ بیرحم تماشا دیکہا کیا اور جب صبح ہوئی اور معلوم ہوا کہ دو چار مظلوم بچے اور عورتین اُنمین سے زندہ باقی ہین تو انکو زندہ ہی مُردون کے ساتہہ اُس کنوئین مین ڈلوادیا جسکا ذکر متن مین ہے۔ ۱۲ مولف

مین ہوا تہا اور ہال کے سرے پر عین وسط مین تخت رکہا گیا تہا اور آسمانی رنگ کا ریشمی سائبان لگا یا گیا تہا جو سامنے کے سوا سب طرف سے تخت کو گہیرے ہوئے تہا جب دربار مرتب ہو گیا تو ٹہیک پانچ بجے نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر بہ حیثیت گرینڈ ماسٹر یعنی رئیس اعظم طبقہ اعلے ستار آف انڈیا انگلستان کی اس رسم قدیم کے موافق کہ ادنے درجہ والے آگے اور اعلی درجہ والے پیچہے ہون پروسیشن (جلوس) کے ساتہہ جو بترتیب ذیل مرتب تہا داخل دربار ہوئے یعنی اوّل علم بردار پہر چوبدار پہر پروسیشن کا مارشل (یعنی حکمران) پہر صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ہند۔ پہر صاحب سکرٹری آرڈر یعنی سکرٹری طبقہ جلیل ستارہ ہند۔ پہر صاحبان خطاب درجہ سوم ستارہ ہند جو آٹہہ شخص تہے دو دو کرکے پہر صاحبان خطاب درجہ دوم ستارہ ہند جو تین آدمی تہے یکے بعد دیگرے پہر صاحبان خطاب درجہ اوّل ستارہ ہند جنمین سے صرف ایک **مہاراجہ رام سنگہہ صاحب بہادر** والی جیپور موجود تہے۔ پہر مہاراجہ صاحب بہادر موصوف کے ہمراہی دو دو کرکے۔ پہر صاحب ملیٹری سکرٹری ویسرائے بہادر پہر صاحب پرایوٹ سکرٹری ویسرائے بہادر۔ پہر صاحب علم بردار حضور گرینڈ ماسٹر بہادر پہر ہز اکسیلنسی گرینڈ ماسٹر بہادر اور اُنکے دو پیش خدمت لڑکے جنکو انگریزی مین پیج کہتے

چین اور جو سٹار آف انڈیا کے جُبّہ کا دامن جو بہت لمبا ہوتا ہے تہامے رہتی چین
جب پروسیشن ہال مین داخل ہوا تو شاہانہ سلامی سر ہوئی اور تمام حاضرین کہڑے
ہو گئے اور اُسیطرح کہڑے رہے جبتک ہز اکسیلینسی گرینڈ ماسٹر بہادر نے تخت پر
جلوس فرمایا۔ پہر صاحب سکرٹری آرڈر نے حسب الحکم بیان کیا کہ دربار شروع ہُوا
اور صاحبان خطاب درجہ اوّل کے نام پُکارے۔ مہاراجہ صاحب بہادر والی جیپور
نے کہڑے ہو کر اپنی طرف سے اور صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ نے غیر حاضرین
کیطرف سے بموجب ضابطہ اس دربار کے جواب دیا۔ جب صاحب سکرٹری بہادر یہہ
بیان کر چکے کہ فرمان شاہی کے بموجب اس دربار مین یہہ کام درپیش ہے کہ عالیجناب
مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ اور شاہزادہ **غلام محمد صاحب** اور **سر ولیم گرے**
صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بنگالہ کو تمغہ عطا کیا جاوے تو مع حسب انڈر سکرٹری بہادر
فارن ڈپارٹمنٹ مہاراج کے استقبال کیواسطے دربار سے باہر آئے۔ مہاراج پانچ بجنے
سے چند منٹ پیشتر قیامگاہ سے گورنمنٹ ہوس کیطرف روانہ ہو چکے تہے چنانچہ پانچ
بجے پانچ منٹ پر سواری داخل ہوئی اور گورنمنٹ ہوس کی بڑی ڈیوڑہی کے نیچے
کے زینہ پر صاحب فارن سکرٹری اور انڈر سکرٹری نے اور جب زینہ کی چوٹی پر
پہنچے تو **سر رچرڈ ٹمپل صاحب بہادر** اور **مہاراجہ سر جی منگل سنگہہ صاحب**

بہادر صاحبان خطاب درجہ دوم ستارہ ہند نے استقبال کیا اور پہر بترتیب ذیل پروسیشن تیار ہوکر ہال مین داخل ہوا۔ یعنی اوّل علم بردار پہر چوبدار پہر مسٹر وِن صاحب بہادر انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ اشیاء علامت آرڈر یعنی تمغہ وغیرہ کو دونون ہاتہون پر رکہے ہوئے پہر مسٹر ایچیسن صاحب بہادر سکرٹری آرڈر پہر سر رچرڈ ٹمپل صاحب بہادر ممبر کونسل پہر مہاراجہ سر جے منگل سنگہ صاحب بہادر جو ممالک بنگالہ مین ایک بہت بڑے زمیندار ہین پہر کپتان منی صاحب بہادر جو منجانب گورنمنٹ مہاراج کی خاطر تواضع کے لئے مامور تہے اور جنکے ہاتہہ مین مہاراج کا لپٹا ہوا نشان تہا پہر مہاراجہ صاحب بہادر اور اُنکے پیچ یعنی (پیش خدمت) پہر آٹہہ اہلکار اور مُصاحب دو دو کرکے یعنی راقم اور پروفیسر رامچندر صاحب سیّد امداد علی صاحب دیوان۔ اور خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میر منشی۔ سردار پرتاب سنگہ صاحب انجہانی سپہ سالار۔ اور سردار دیوا سنگہ صاحب حاکم صدر عدالت۔ سردار گنڈا سنگہ صاحب مُصاحب خاص و منتظم ڈیوڑہی یعنی ملٹری سکرٹری اور سیّد محمد علی صاحب مُعتمد متعینہ محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب۔

جب مہاراج داخل دربار ہوئے تو گارڈ تعظیمی نے سلامی ادا کی اور وہ نواب و دیگر

بہادر کی طرح رسم تسلیم ادا کر کے قاعدہ کے موافق اپنی کرسی کے آگے کھڑے ہو گئے جو تخت کے بائین جانب مہاراجہ صاحب بہادر جیپور کی کرسی کے مقابل تہی اور سب ہمراہی اپنی اپنی کرسیون پر جو اُنکی کرسی کے عقب مین تہین بیٹھ گئے. مگر دونون ہیچ اُنکی کرسی کے پیچھے کھڑے رہے بعد اسکے صاحب سکرٹری بہادر نے آداب بجالا کر فرمان شاہی ہز اکسیلنسی گرینڈ ماسٹر بہادر کے حوالہ کیا اور حکم ہوا کہ رسومات آرڈر ادا کیجائین - پس مہاراج تخت کے قریب گئے اور صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ اُس میز پر سے جسپر تمغہ وغیرہ رکہا ہوا تہا تمغہ کا گلوبند (جو طلائی مینا کا ہوتا ہے) اُٹہا کر آداب بجالائے اور حضور گرینڈ ماسٹر بہادر کے حوالہ کیا اور صاحب سکرٹری نے فرمان موصوف الصدر حضور ممدوح کے ہاتہ سے لیکر باآواز بلند پڑہا جسکا یہہ ترجمہ ہے -

فرمان

وکٹوریا بفضل خدا مالک سلطنت متحدہ گریٹ برٹن و ایرلینڈ اور ملکہ حامی المذہب اور ساورن یعنی سلطان طبقہ جلیل ستارہ ہند عالیجناب مہاراجہ مہندر سنگہہ والی پٹیالہ کو سلام پہنچا کر فرماتی ہین چونکہ ہماری خواہش ہے کہ آپکو ایک ایسا نشان اپنے الطاف شاہانہ کا عطا فرمائین جو ہمارے اُس خیال قدردانی کو ظاہر کرے جو

ہم آپکی ذات اور اُن خدمات کی نسبت رکھتے ہیں جو آپنے ہماری سلطنت واقع ہندمین کی ہین ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ آپکو ایک رُکن جماعت اوّل طبقہ اعلےٰ ستارۂ ہند کا نامزد اور مقرر کرین - پس ہم آپکو بذریعہ ان پریزنٹس یعنی (عطیّات یا ہدایا) کے منصب نایٹ گرینڈ کمانڈر طبقہ مذکور کا عطا فرماتے ہین اور معہذا ہم اختیار دیتے ہین کہ آپ اُس عزّت اور منصب پر جو ایک نایٹ گرینڈ کمانڈر طبقہ مذکور کو حاصل ہے قابض ہوکر اُن تمام حقوق سے جو من حیث الجمع والانفراد متعلق اور مضاف اس منصب کے ہین مستفید ہون عطا کیا گیا۔ ہمارے دربار واقع بال مورل کیسل (یعنی قلعہ بال مورل) سے ساتھہ ہمارے دستخط اور مہر ہمارے طبقہ موصوفہ کے بتاریخ امروزہ یعنی اٹھائیسوین مئی ۱۸۷۰ء مطابق ۲۳ سنہ جلوس -

اور مہاراج کومنبر کے پاس لیگئے اور حسب ایما حضور گرینڈ ماسٹر بہادر ایک جونیر نایٹ یعنی صاحب خطاب درجہ دوم نے خطاب کا تمغہ اور پرتلا اور دوسرے نایٹ نے خطاب کا ستارہ صاحب موصوف کے ہاتہہ سے لیکر مہاراج کے زیب لباس کیا پہر دونون نے خطاب کا جُبّہ پہنادیا بعد اسکے مہاراج آداب بجالائے اور حضور گرینڈ ماسٹر بہادر نے کہڑے ہوکر اپنے ہاتہہ سے گلوبند مہاراج کو پہنایا اور کلمات مندرجہ ذیل ارشاد کیئے ،، بنام و بحکم حضرت ملکہ معظمہ مین یہان آراستہ کرتا

ہون آپکو معزز نشانون سٹار آف انڈیا سے جس طرب اعلے کا ملکہ معظمہ نے براہ
عنایت خوش ہو کر آپکو ایک نائیٹ گرینڈ کمانڈر مقرر کیا ہے ،،

ان رسمون کے ادا ہونیکے بعد مہاراج کی سترہ توپونکی سلامی سر ہوئی اور صاحب سکرٹری آرڈر نے حسب قاعدہ نئے نائیٹ یعنی مہاراج کا پورانے نائٹ یعنی مہاراجہ صاحب بہادر والی جیپور سے مصافحہ کرایا اور پہر اُس میز کے پاس لائے جہان اُس معمولی اقرارنامہ پر مہاراج نے دستخط کیے جو موافق قوانین اس خطاب جلیل کے ہر ایک مخاطب سے لکہوایا جاتا ہے۔ اسکے بعد مہاراج آداب بجالا کر اپنی کرسی کے آگے کہڑے ہو گئے اور اُنکا نشان کہولا گیا جسکو خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میر منشی تا اختتام باقی رسوم رسم کے موافق مہاراج کے سر پر ہلاتے رہے اور ترُم بجنے لگا اور صاحب سکرٹری آرڈر نے فخریہ طور پر مہاراج کے القاب کو بالفاظ مندرجہ ذیل باآواز بلند بیان کیا۔ ہز ہائی نس فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان مہندر سنگہہ مہندر بہادر والی پٹیالہ نائیٹ گرینڈ کمانڈر آف دی موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا۔ جب یہہ رسمین ختم ہو چکین تو مہاراج اپنی کرسی پر بیٹہہ گئے۔ اسکے بعد شاہزادہ غلام محمد

صاحب خلف سلطان ٹیپو مرحوم اور سر ولیم گرے صاحب لفٹننٹ گورنر بنگالہ کو درجہ دوم کا تمغہ عطا ہوا اور اسی تاریخ کی شب کو مہاراج کے اعزاز اور توقیر کے لئے گورنمنٹ ہوس کے احاطہ مین آتشبازی چھوٹی اور ایک بڑا ڈنر (دعوت) ہوا جسمین بہت سے ہندوستانی امرا و شرفا بھی عزت بخش کئے گئے تہے گو مذہب کی پابندی سے خورد و نوش مین شریک نتہے۔ جب کہانیسے فراغت ہوچکی تو نواب ویسرائے گورنر جنرل بہادر نے اوّل حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام نامی کا ٹوسٹ[1] پیا اور پہر مہاراج کے نام سے ٹوسٹ کی تحریک کرتے وقت اہل مجلس کیطرف مخاطب ہو کر مندرجہ ذیل سپیچ فرمائی۔

سپیچ

سر ولیم گرے۔ لیڈیز جنٹلمین میرےلیے ایسا مسرت آمیز فرض ہے کہ مین آپ صاحبون کے سامنے عالیجناب مہندر سنگھ مہاراجہ پٹیالہ نایٹ گرینڈ

---

[1] فرنگستان مین رسم ہے کہ جس شخص سے محبت رکھتے ہین اسکے نام سے خوشی کی تقریبات یا آپس کی ملاقات کے جلسون مین شراب پیتےہین اور مراد یہ ہوتی ہے کہ شراب پینے والا اس عزیز یا دوست کی سلامتی چاہتا ہے اور یہ طریق خاص کمال محبت کی نشانی سمجہا جاتا ہے اور اسکو انگریزی مین ٹوسٹ کہتے ہین۔ ۱۲ مولف

کمانڈر آف دی سٹار آف انڈیا کا ڈوسٹ ہون۔ اس جلسہ عظیم کا ہر ایک ممبر آج کی
شب ایسے مقام پر حاضر ہونیسے فرو خوش ہوا ہوگا کہ اسکو ہندوستان کے رئیس
خاندانون مین سے ایک نہایت ممتاز خاندان کے ری پریزنٹیٹیو (قایم مقام) کی
مراسم تعظیم کے ادا کرنیکی قابلیت حاصل ہوئی۔ آغاز ۱۸۰۹ء سے جبکہ مہاراجہ
رنجیت سنگھہ نے ازروے عہدنامہ ستلج کے اس پار کی ریاستون کی سرداری
کے دعوی سے دست برداری کی والیان پٹیالہ اور گورنمنٹ برطانیہ کے مابین
مستقل محبت اور خیال فواید طرفین بلاتغیر قایم رہا ہے اگرچہ یہہ امر ممکن ہے کہ احیاناً بعض
اختلاف واقع ہوے ہون لیکن جانچنے سے معلوم ہوگا کہ اختلافات مذکورہ
بعض امور خفیفہ ہی مین ہوے ہونگے۔ چنانچہ ایک عام طور پر مین کہہ سکتا ہون کہ حال
کی صدی کے آغاز سے جسقدر زمانہ گذرا ہے اُس کُل مدت کے اندر اس گورنمنٹ
اور والیان پٹیالہ کی دوستی مین کبھی خلل واقع نہین ہوا۔ بہت دُور تک سنین ماضیہ
پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ ہنگام جنگ گورکہا اُسوقت کے فرمانروا ے
پٹیالہ نے ہماری فوجونکو جو اکٹرلونی صاحب کے تحت حکومت تہین کسقدر
باسامان اور عمدہ مدد دی تہی اور جبکہ پہلے پہل سکہون سے لڑائی شروع ہوی تو
مہاراجہ کرم سنگھہ نے باوجود شدت مرض لارڈ ہارڈنگ صاحب کو امور جنگ

مین بہت عمدہ مدد دی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دریای ستلج پر فتوحات عظیم حاصل ہوئین مہاراجہ ممدوح نے جنگ فیروزشہر کے ایک دن بعد انتقال کیا اور اُنکے بعد **مہاراج نراندر سنگہہ** والدرئیس حال نے جنسے آجکی شب ہم یہان ملاقی ہین اپنے تمام عہد حکومت مین سلطنت انگلشیہ کی نسبت وہی دلی خیرخواہی ظاہر کی جو اُنکے آبا مین من حیث الامتیاز نمایان تہی بلکہ بموقع ایّام ظلمت آمیز غدر اُنہون نے بتخصیص نمایان تر خدمات کر دکہائین۔ (چیرز)

اس مجمع مین بہت سے وہ لوگ موجود ہین جنہین یاد ہوگا کہ مہاراجہ صاحب کے والد کسقدر عظیم اور عمدہ خدمات کرنیکے لائق تہے اور اُنہون نے اُس قابل یادگار زمانہ مین وہ لیاقت ظاہر کردی۔ اُنہون نے دکہا دیا کہ ایک سکہہ رئیس اُن بہت سی مہربانیون اور امدادون کی کسطرح سے تلافی اور قدرشناسی کرسکتا ہے جو اُسنے اور اُسکے بزرگون نے سرکار انگریزی سے حاصل کی ہون۔ بہت سے لوگ جو اس جلسہ مین موجود ہین امید ہے کہ یاد رکہتے ہونگے کہ جسوقت غدر اور وقوع حوادث میرٹھہ اور دہلی کی خبر پٹیالہ مین پہنچی مہاراجہ صاحب کے والد نے کسطرح فوراً مع تمام اپنے لشکر کے جو اُسوقت اُنکے زیر حکم تہا اعانت اور امداد حکام انگریزی کی غرض سے انبالہ کو کوچ کیا اور بعد اسکے معاً کس سرعت سے اُنکے تمام

ہاتی اور اونٹ اور گاڑیان اس مراد سے کالکا کو روانہ ہوئین کہ سباٹو اور ڈگشائی کی گورہ فوج کو میدان کیطرف آنیمین آسانی ہوجائے اور اُنکی فوجون نے بہت سی ہفتون تک انبالہ اور بہت سے مقامات قرب وجوار کے سنبھال رکھنے مین کسطرح سے مدد دی۔

بہت سے لوگ یاد رکھتے ہونگے کہ پہلور سے کرنال تک ٹرنک کلان کا رستہ اُنکی فوج نے کسطرح سے محفوظ اور اسصورت سے ایک ضروری آمد و رفت کو بے روک جاری رکہا (جیمز) ہم سب جانتے ہین کہ اُنہون نے محاصرہ دہلی کے زمانہ مین کیسا سلوک کیا اور کسطرح سے ایک شایستہ دستہ فوج تحت حکم سردار پرتاب سنگھہ روانہ کیا اور محاصرہ مین بذات خود شریک ہونیسے فقط اسواسطے باز رکہے گئے تہے کہ ہمارے حکّام کی دانست مین اُنہین کے ملک مین اُنکا قیام اور جگہہ جانیکی نسبت زیادہ تر مفید سمجہا گیا تہا۔ کسطرح سے اُنہون نے اَیّام جنگ مین ایک عمدہ جمعیّت فوج کو ہمارے لئے مُہیّا کر دیا جسمین آٹہہ ضرب توپ اور پانچہزار سپاہی تہے۔ کسطرح سے اُنہون نے دہلی کے شاہ باغی کی ہر ایک کوشش کو رد کر دیا جو اُنکو سرکار انگریزی کی خیرخواہی سے ورغلاتا تہا۔ کس مہمان نوازی اور محبّت سے اُنہون نے مختلف پناہ گیرون کو جو سرسہ۔ رہتک

اور حصار اور بہت سے اضلاع قرب و جوار سے آپکے گئے جگہ دی[1] ہم سبکو یاد ہے کہ آیندہ سال یعنی (۱۸۵۸ء) مین انکی فوج نے ریاست دھولپور کے اندر انتظام بحال کرنے مین کسطرح سے مدد دی۔ ریاست گوالیار مین انکی فوج نے کیسے اچھے کام کئے اور کسطرح سے انہون نے اودہ مین خدمت کرنیکے لئے ایک فوج خاص تیار کردی۔ مین جانتا ہون کہ وہ ممتاز شخص جو آجکل افواج ہند کا رہنما ہے یعنی (لارڈ نیپیر آف مگدالا سپہ سالار کشور ہند) اگر اسوقت یہان حاضر ہوتا تو سب سے پہلے شہادت عینی کے طور پر اس امداد عظیم کی نسبت تصدیق کرتا جو والی پٹیالہ نے ۱۸۵۷ء کے سنین بد مین دی تہی۔

مجھے شک نہین ہے کہ آپ لوگون نے آج کے روز مشاہدہ کیا ہے کہ مینے کسطرح سے حسب الحکم محکم حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا مہاراجہ پٹیالہ اپنے ممتحن اور وفادار دوست کے خلعت کو وہ نہایت عظیم عزت عطا کی ہے جو ملکہ معظمہ کسی بڑے ہندوستانی رئیس کو عطا کر سکتی ہین۔

دو سال سے مہاراجہ صاحب کے ساتھ مجھے بذات خود اتفاق دوستی حاصل ہے

---

[1] ان سپاہیون اور صاحبان انگریز سے مراد ہے جو ان اضلاع مین غدر ہوجانیکی وجہ سے بہاگ کے عملداری پٹیالہ مین آگئے رہے تہے۔ ۱۲ مولف

اور مین تعمق کی نظر سے اُنکے طریق کو دیکھتا رہا ہون۔ پس کہہ سکتا ہون کہ اُنہون نے اپنے باپ کے قدم بقدم چلنے کی نسبت بہہ وجوہ رغبت ظاہر کی ہے سرکار کیجانب سے برابر ایسے ہندوستانی رئیس کی نسبت اعانت کیجاتی ہے کہ جو ایمانداری اور ہوشیاری سے ریاست اور رعایا کے فرایض اواکرنیمین کوشش کرتا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے دانائی اور خوبی سے اپنی ریاست کے انتظام کرنے مین بہت سے موقعون پر سرکار کی اس اعانت کی کامل قدرشناسی کی ہے۔ چنانچہ اُنہون نے اپنے اختیار کے زمانہ مین جو تہوڑے ہی دنون سے حاصل ہوا ہے ظاہر کردیا کہ اُنکو اپنی رعایا کی تعلیم کے باب مین کسقدر توجہہ ہے جسکی نسبت مین امید کرتا ہون کہ زیر نگرانی رامچندر جو کچہہ دنون تک مہاراج کو پڑہایا کرتے تہے اور اب سررشتہ تعلیم پٹیالہ کے ڈایرکٹر ہین ترقی پذیر ہورہی ہے۔ ہمکو یقین ہے کہ ہندوستان کی کسی اَور ریاست کی نسبت معاملہ تعلیم اس ریاست مین کچہہ کم رونق پذیر نہوگا اور توجہ مین بہی کمی نہوگی (چیرز) حاضرین مین سے جو صاحب اس امر سے بخوبی آگاہ ہونا چاہین وہ صرف اُس عمدہ اور مفید رپورٹ کو ملاحظہ فرمائین جو مہاراجہ صاحب کے ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم نے چند روز ہوئی چہپائی ہے۔

آجکل مہاراج پٹیالہ اور انبالہ کے درمیان اپنے صرف سے تار برقی قایم کرنے مین مصروف ہین اور ایک بہت بڑا معاملہ حال مین نہر سہرند کی بابت مہاراج کی ہدایت کے بموجب ختم ہوا ہے۔ اُنہون نے آبپاشی کے کار اہم کے لئے اپنی ریاست کے زر آمدنی سالانہ سے ساڑھے سات لاکھہ روپیہ تک اس امر عظیم (یعنی نہر) کے لئے مقرر فرمایا ہے مجھے یقین کامل ہے کہ عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر نے جیسا کہ شروع کیا ہے حتی الوسع بہمہ وجوہ نیک نیت اور عقلمند حاکم کے فرایض ادا کرنے مین کوشش کرینگے۔

خدا نکرے کہ ایسا موقع ہو کہ انہین میدان جنگ مین اپنے آباو اجداد کیطرح ہمکو مدد دینا پڑے اُمید ہے کہ لڑائی کے دن کبہی نہ آینگے اور یہہ ضرورت کبہی نہ واقع ہوگی لیکن اگر ایسا اتفاق ہو تو مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے والد اور بزرگون کی مانند وفادار اور خیر خواہ اور راست باز پائے جائینگے۔

اب مین جناب معلے کو اس پسندیدہ رتبہ سٹار آف انڈیا کی دلی مبارکباد دیتا ہون اور مین خوش ہون کہ خوش قسمتی سے یہان اُن رسمیات کی بجا آوری مین مجھکو بڑا حصہ ملا جنکے سبب سے حسب الحکم حضرت ملکہ معظمہ انکا نام مشاہیر کی اُس فہرست مین درج ہوا جسمین اُن اکابر کا نام مندرج ہے جنہون نے سالہا سال

ہندوستان کی خدمت کی ہے اور اس ملک کی نسبت محبت ظاہر کی ہے اور
وہ فہرست اُن لوگون کے اسماء پر مشتمل ہے کہ جو قدامت خاندان یا ہندی
یا زبان دانی یا علوم یا شجاعت کے سبب سے مشہور ہین۔ خدا کرے آپ ہمیشہ
اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا کا ایک لایق ممبر اپنے آپکو ثابت کرین
اس عمدہ تقریر کے ختم ہوتے پر سب صاحبون نے مہاراج کے نام سے
ٹوسٹ پیا اور یہہ مہاراج نے کھڑے ہو کر نواب ویسرائے بہادر کے سپیچ کے
جواب مین ایک مختصر مگر سنجیدہ تقریر کی جسمین حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کی
نوازش اور مرحمت اور نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کی مہربانی کا گرمجوشی
کے ساتھہ شکریہ ادا کیا اور اس سبب سے زیادہ تر اظہار شکر گذاری کیا کہ ہندوستان
کے رئیس خاندانون مین سے صرف اُنہین کا خاندان ایسا ہے جسکو دوبارہ
خطاب جلیل ستارہ ہند کی عزت حاصل ہوئی ہے اور یہہ بات اُنکے بلکہ
تمام خاندان پہول کیواسطے باعث افتخار ہے۔

ہز ایکسیلینسی ارل میو صاحب بہادر کا مہاراج کو اپنے ساتھہ شکار کو لیجانا اور مہاراج کا ٹون ہال کلکتہ مین امرا و شرفا انگریزی اور ہندوستانی کی دعوت کرنا

ہز ایکسیلینسی ارل میو صاحب بہادر کو شکار کا بہت شوق تہا اور جب وہ اکتوبر
گذشتہ مین پٹیالہ تشریف لائے تہے تو مہاراج کے ساتہہ شکار کو بہی تشریف لیگئے تہے
پس اب جو دربار وغیرہ کے کام سے فراغت ہو گئی تو بنگشا کو جو کلکتہ سے قریب
ایکسو چالیس ۱۴۰ میل کے شرق کیطرف ایک مقام ہے شکار کیواسطے تشریف لیگئے
اور مہاراج کو بہی اپنے ساتہہ لیگئے۔ اور بعد سیر و شکار پانچوین مارچ
کی شام کو لوٹ کر کلکتہ مین آئے اور ساتوین کی رات کو ٹون ہال مین ہماری طرف
سے دعوت کا جلسہ ہوا جسکا اہتمام مہاراج کی خواہش سے میجر آنریبل برک
صاحب بہادر ملیٹری سکرٹری و برادر خورد جناب لارڈ میو صاحب
بہادر نے بڑی خوبی سے کیا تہا۔ اس دعوت مین صاحبان انگریز اور
لیڈیون کے سوا قریب سو کے کلکتہ کے ہندوستانی امرا و شرفا بہی بلائے
گئے تہے۔ مہاراج کا منشا بال (رقص) کیواسطے تہا مگر بسبب ایام لنٹ
(صیام) جو ملت عیسوی مین مقدس ایام ہین نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر
نے بال کا ہونا مناسب نسمجہا اسواسطے کانسرٹ کی مجلس ہوی جسمین صرف
گانا بجانا اور تفریحاً کچہہ کہانا پینا ہوتا ہے۔ ٹون ہال نہایت تکلف سے سجایا گیا
تہا اور اندر اور باہر گیاس کی روشنی کے نہایت خوشنما پہول اور حلقے وغیرہ بنائے

گئے تہے جسکے سبب سے فرش پر چہنٹی چلتی ہوئی معلوم ہوتی تہی۔ آٹہہ بجے لوگونکی
آمد شروع ہوئی اور نو بجے کے بعد نواب ولیر آ بہادر تشریف لائے اور مہاراج نے سواری
تک استقبال کرکے بجائے مناسب لاکر بیٹہایا اور گانا شروع ہوا۔ گانے والے اُنکی کے
ملک کے آدمی تہے اور کہتے ہیں کہ نہایت ہی عمدہ گاتے تہے کیونکہ ہم تو نہیں سمجہے
تہے کہ کیا گاتے ہیں اور کیسا گاتے ہیں غرض کئی گہنٹہ تک یہ جلسہ رہا اور قریب
بارہ بجے کے ختم ہوا اور اگلے دن شام کو مہاراج پٹیالہ کو سوار ہو آئے۔ اور دسوین
کو بنارس مین رونق افروز ہوئے۔ اسی روز شام کو مہاراج ایشری پرشاد
نراین سنگھ صاحب بہادر مہاراجہ بنارس جنکے ساتہہ مہاراج نرندر سنگھ
صاحب بہادر کے عہد سے دوستانہ راہ ورسم جاری تہی اور مہاراج
وجے رام گجپتی راج بہادر مہاراجہ وزیانگرام جنسے تازہ ملاقات تہی ملاقات
کیواسطے تشریف لائے اور چونکہ عنقریب یہان ایک بڑا میلہ ہونے والا تہا (جسکو
لوگ بڑہوا منگل کا میلہ کہتے ہیں) اُنکے کہنے سے پندرہوین تک اُسکے دیکہنے
کیواسطے ٹہر گئے اور اس عرصہ مین معابد اور مکانات کی پوجا اور سیر کی اور دونون صاحبون
کی ملاقات بازدید کیواسطے تشریف لیگئے۔ اور جب میلہ کا دن آیا تو انکو مہاراجہ
صاحب بنارس کی ایک عمدہ کشتی مین سوار ہوکر اُسکے دیکہنے کو گئے اور قریب

چار بجے واپس آئے - چونکہ رات تہی اور موسم بہی کسیقدر ٹہنڈا تہا اور گرد و غبار اور
اور اسی قسم کی کثافتین جو ہمارے ہندوستانی میلون کے لوازم ہین نہین سب
لوگ اس سیر سے خوش ہوئے - یہہ میلہ دریا مین ہوتا ہے اور لوگ اپنی اپنی کشتیون
کے سجانے اور سامان ناچ رنگ وغیرہ کے بہم پہنچانے مین بہت کوششین کرتے
ہین چنانچہ مہاراجہ صاحب بہادر بنارس اور وزیانگرام کے ہان جو کئی بڑی بڑی
کشتیان جوڑکر پاٹ دیجاتی ہین اور اُسکو یہان کے لوگ گہاٹ کہتے ہین اُسکے
سجانے اور آراستہ کرنے مین بڑاہی تکلف کیا جاتا ہے - غرض یہان سے فارغ
ہوکر پندرہوین کی شام کو الہ آباد کو سوار ہوآئے اور سر ولیم میور صاحب بہادر
لفٹنٹ گورنر اضلاع شمالی و مغربی سے ملکر اٹہارہوین کو پٹیالہ مین رونق افروز ہوے

راجہ بہگوان سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ کی وفات اور راجہ ہیرا سنگہہ صاحب بہادر کو ریاست کا ملنا اور خاندان نابہہ کی مختصر تاریخ

راجہ بہرپور سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ کا لا ولد وفات پانا اور موافق منشار
فقرہ سوم سند مورخہ پنجم مئی ۱۸۶۰ء کے اُنکے چہوٹے بہائی راجہ بہگوان سنگہہ
صاحب بہادر کا مسند نشین کیا جانا ناظرین پہلے پڑہ چکے ہین افسوس ہے

که قضا نے انکو بہی زیادہ مہلت نہ دی اور انکا بہی سل کی بیماری سے اکتیسوین[۳۱] مئی
۱۸۷۱ء کو قریب تیس ۳۰ برس کے سن مین انتقال ہو گیا اور چونکہ انہون نے بہی لاولد
ہی قضا کی اسلئے پہر اُسی قاعدہ پر عمل کرنیکی ضرورت ہوئی جسکی رو سے یہ مسندنشین
کئے گئے تہے چنانچہ خبر کے پہنچتے ہی **مسٹر لیپل ہنری گرفن صاحب بہادر**
سکرٹری گورنمنٹ پنجاب اس معاملہ کے تصفیہ کیواسطے تشریف لائے اور مہاراج
اور راجہ **رگہبیر سنگہ صاحب بہادر** والی جیند کی راے دریافت کی چونکہ
سند کی رو سے ایسی حالت مین خاندان پہول کا ہر ایک شخص رئیس متوفی کی
جانشینی کیواسطے منتخب کیا جا سکتا ہے اور یہہ ضرور نہین ہے کہ اُسکا قرابتدار
ہی ہو اسلئے ممکن تہا کہ مہاراج اپنے خاندان یعنی **سردار رامچند صاحب** عرف راما
کی اولاد کی شاخون تلود۔ بہدوڑ وغیرہ مین سے کسیکو منتخب فرماتے مگر انہون نے
اسکو خلاف مصلحت و انصاف خیال کیا اور انکے بڑے بہائی **چودہری تلوک چند
صاحب** عرف تلوکا کی اولاد مین سے ہی کسیکا منتخب کیا جانا پسند کیا اور چونکہ
خاندان نابہہ مین سے کوئی باقی نہ تہا اسلئے ضرور ہوا کہ چودہری صاحب کی اولاد کی
دوسری شاخ مین سے جسمین خاندان دیال پورہ اور جیند اور اُسکی شاخ بڈرکہان
ہین کوئی شخص تجویز کیا جاے۔ پس بڈرکہان کی شاخ مین سے جو کسیقدر ذی مقدرت

بہی تہے مہاراج نے سردار ہیرا سنگھہ صاحب کو جو شجرہ کی رو سے زیادہ حقدار تہے منتخب فرمایا۔ راجہ رگھبیر سنگھہ صاحب بہادر اگرچہ یہہ تو چاہتے تہے کہ ریاست نابہہ بہی اُنکے خاندان مین آجائے مگر سابقہ رنجشون کے سبب سے سردار ہیرا سنگھہ صاحب کا رئیس نابہہ ہونا جو اُنکی برابر کی مدّتی نہین چاہتے تہے بلکہ یہہ چاہتے تہے کہ سردار ہیرا سنگھہ صاحب کے چچیرے بہائی سردار بہگوان سنگھہ کے نابالغ لڑکے کو رئیس بنایا جائے مگر نابالغ لڑکے کے مسند نشین کئے جانیمین بہت قباحتین تہین اور بڑے بہائی کے ہوتے چہوٹے بہائی کے لڑکے کو بوجہہ رئیس نہین بنایا جا سکتا تہا اسلئے مسٹر گرفن صاحب نے بہی مہاراج کی راسے اتفاق کیا اور آخرکار راجہ صاحب بہادر بہی راضی ہو گئے اور منظوری گورنمنٹ ہند بہادون سُدی دشمی سمت ۱۹۲۸ مطابق دہم اگست ۱۸۷۱ء کو راجہ ہیرا سنگھہ صاحب بہادر معمولی رسوم کے ساتہہ مسند نشین کئے گئے اور یہہ امر مہاراج کی ناموری کا باعث ہوا چونکہ ہمنے اپنی اس کتاب مین ایک موقع پر مختصر طور پر خاندان جینذ کی تاریخ لکہی ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاندان نابہہ کی تاریخ بہی لکہین تاکہ ہماری یہہ کتاب جو دراصل خاندان فیشان پٹیالہ کی تاریخ ہے تقریباً تمام خاندان پہولکی تاریخ بن جائے۔

واضح ہو کہ چودہری تلوک چند صاحب کے انتقال کے بعد ۱۶۸۷ء مین
جب انکا ترکہ انکے بیٹون چودہری گوردت سنگہ اور سردار سکہیہ چین سنگہ
مین تقسیم ہوگیا چودہری گوردت سنگہ کے بیٹے سردار صوتیا سنگہ نے
دہنولہ اور سنگرور کو آباد کیا اور قرب و جوار کے اور کئی مقامات اپنے ہمسایون
کو مغلوب کرکے دبا لئے مگر ۱۷۰۵ء مین باپ کے سامنے ہی انکا انتقال ہوگیا۔ اسلئے ۱۷۲۲ء
مین جب چودہری گوردت سنگہ صاحب نے قضا کی سردار صوتیا سنگہ
کے فرزند اکبر چودہری ہمیر سنگہ صاحب بہادر خاندان نابہہ کے سرپرست
ہوئے اور سنگرور انکے چھوٹے بہائی سردار کپور سنگہ کے حصہ مین آیا جنہون نے
کچہہ عرصہ بعد کپور گڈہ کو آباد کیا مگر انہون نے لاولد قضا کی اور انکی زوجہ راج کنور نے جو اخیر کو
رانی راج کنور کہلائین چودہری ہمیر سنگہ صاحب بہادر نے گود کر لیا اور اس سبب
سنگرور اور کپور گڈہ بہی انکے قبضہ مین آگیا اور چونکہ یہہ شجاع اور مستعد شخص تہے اپنے
علاقہ کو بڑہانا شروع کیا چنانچہ ۱۷۵۵ء مین قصبہ نابہہ جسکے نام سے یہہ ریاست مشہور
ہے آباد کیا اور اسکے چار برس بعد موضع بہادسون پر قبضہ کیا۔ ۱۷۶۳ء کی سرہند
کی مشہور لڑائی کے موقع پر جسمین نواب زین خان مارا گیا پرگنہ املوہ انکے حصہ مین
آیا اور ۱۷۷۶ء مین رحیم داد خان جو سلطنت دہلی کیطرف سے اضلاع حصار

وسرسہ کا حاکم تہا ہماری فوج کے مقابلہ مین جیند کے مقام مارا گیا یہہ روڑی کے
پرگنہ پر جو ترسہ کے قریب ایک مقام ہے قابض ہوگئے مگر سنگرور انکے قبضہ مین رہا -
راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر والی جیند نے چہین لیا جیسا کہ ایک موقع پر ہم
پہلے لکہہ آئے ہین - انہون نے اپنا سکہ بہی جاری کیا جو ایک علامت خودمختاری
کی ہے - سنہ ۱۷۸۳ء مین جب انکا انتقال ہوا انکے ولیعہد راجہ جسونت سنگہہ
صاحب بہادر جو رانی راج کنور صاحب کے پیٹ سے سنہ ۱۷۷۵ء مین پیدا ہوئے
تہے آٹہہ برس کے تہے اسواسطے انکی سوتیلی والدہ رانی دیسو صاحب جو
چودہری صاحب بہادر کے قید ہوجانیکے وقت راجہ گجپت سنگہہ صاحب کے
ساتہہ بہت جرات سے لڑتی رہی تہین اور اس سبب سے کہ انکی لڑکیان بی بی
سبہا کنور اور سدا کنور سردار صاحب سنگہہ بہنگی[1] رئیس گجرات اور سردار
جے سنگہہ کنہیا رئیس بٹالہ سے بیاہی ہوئی تہین بہ نسبت اپنی ہمسر رانیون
کے زیادہ اقتدار رکہتی تہین سنہ ۱۷۹۰ء تک ریاست کے کاروبار کا سرانجام کرتی ہین
اور سنہ مذکور مین جب انکا انتقال ہوگیا راجہ صاحب بہادر بذاتہ حکمران ہوئے اور
سنہ ۱۸۰۹ء مین مسٹر سیٹن صاحب رزیڈنٹ دہلی کی وساطت سے بادشاہ

---

[1] ان دونون سردارون کا کسیقدر تاریخی حال ہماری اس کتاب کے حاشیہ مین ملیگا - مولف

دہلی سے ہر اکسلنسی سر ہنری مالونڈر راجہ جسونت سنگہہ بہادر کا خطاب حاصل کیا اور اب سے چودہری کے عوض نابہہ کے رئیس بہی راجہ کہلانیکے مستحق ہوئے۔ اگرچہ یہہ بڑے دانشمند اور مآل اندیش شخص تہے مگر کنور رنجیت سنگہہ کے ساتہہ باوجودیکہ صرف وہی ایک لڑکا تہا انکی بڑی ناچاقی رہی اور جسکے نتیجہ میں اثنا مین نالشین اور جہگڑے ہوا کئے اور یہان تک نوبت پہنچی کہ ۱۸۲۴ء مین راجہ صاحب نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ ہمارے قتل کے درپے ہے اور مقدمہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند کے حضور تک پہنچا مگر چونکہ کوئی معقول وجہ اس الزام کے صحیح سمجہے جانیکی نہی کنور رنجیت سنگہہ بری ہوا اور سردار راجا سنگہہ لدہران والہ بہی جسکو راجہ صاحب نے کنور رنجیت سنگہہ کی اغوا کی علت مین قید کر لیا تہا اور جو اسکی ننہیال مین سے تہا رہا کرا دیا گیا۔

جب سے یہہ ان بن شروع ہوئی تہی راجہ صاحب نے ایک اور شادی کر لی تہی اور اس سے جو لڑکا پیدا ہوا تہا اسکو بہت چاہتے تہے اور انکا یہہ ارادہ ہوگیا تہا کہ کنور رنجیت سنگہہ کو محروم الارث کر کے اسکو ولیعہد بنائین مگر انکو اپنے اس ارادہ پر عمل کرنیکی نوبت نہ آئی تہی کہ قضا نے اسکا خود ہی فیصلہ کر دیا یعنی ستر ہوین جون ۱۸۳۲ء کو کنور رنجیت سنگہہ کا دفعتاً انتقال ہوگیا اور چونکہ اسکی

لاش پر ایسے نشان معلوم ہوتے تھے جن سے قتل کا گمان ہوتا تھا اسکی رانیون نے راجہ صاحب کے ذمہ اسکے مروا ڈالنے کا الزام لگایا مگر کچھہ دنون بعد اسکی والدہ رانی دیا کنور صاحب نے جو اس دعوی مین اپنی بہوؤن کے ساتھہ شریک تہین سر جارج کلارک صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کو لکھہ بہیجا کہ مجھکو ہرگز یقین نہین کہ راجہ صاحب نے اپنے بیٹے کو قتل کرایا ہو اور یہہ مقدمہ رفع دفع ہو گیا لیکن تعجب ہے کہ اس سے دو برس پہلے کنور رنجیت سنگھہ کا بیٹا کنور سنتوکھہ سنگھہ بہی اسیطرح دفعتاً مر گیا تہا اور اسوقت بہی عموماً لوگون کو یہہ یقین تہا کہ اُسکے دادا نے اسکو زہر دلوایا ہے۔

یہہ اگرچہ ہماری ریاست کو ہمیشہ رشک و حسد کی نظر سے دیکھتے اور ایسی تدبیرین کرتے تہے جن سے ہمکو نہایت نقصان پہنچ سکتا تہا چنانچہ اُن حالات کے پڑھنے سے جو ہم اپنی ریاست کی خاص تاریخ مین مفصّل لکھہ چکے ہین معلوم ہو سکتا ہے اور ہمسایہ ریاستون کے ساتھہ بہی انکا برتاؤ اسی قسم کا تہا مگر خاص اپنی رعایا کے ساتھہ انکا طرز سلوک بہت اچہا تہا اور انتظام بہی خوب تہا۔

بائیسوین مئی سنہ ۱۸۴۰ع کو چہیاسٹہہ برس کی عمر مین انکا انتقال ہوا اور پانچوین تاریخ سنہ مذکور کو انکے چاہتے بیٹے راجہ دیوا ندر سنگھہ صاحب اٹھارہ برس کے

سن مین مسند نشین ہوے انکو ابتداے عمر سے ہی طبعی فتورِ عقل اور خوشامدیون
کی صحبت کے باعث سے طبیعت مین ایک عجیب طرح کا خیال پیدا ہو گیا یعنی
وہ اپنے کو سری کرشن مہاراج کا اوتار سمجھنے اور لوگون سے عموماً اپنے سامنے
ڈنڈوت اور سجدہ کرانے اور سری مہاراج کہلانے لگے اور نابہہ کا جو چھوٹا سا قصبہ
ہے ،، سری نابہہ کول ،، نام رکھدیا اور بعض خوشامدی برہمنون سے جنہون نے
انکو کچھہ پڑھایا بھی تھا اپنے اقبال اور طاقت کی تعریف کے شلوک اور استتیان سُن
سُن کر اُنکی طبیعت مین یہہ خیال جم گیا کہ ہم ضرور بہت بڑے
مہاراجہ ہوجاینگے اور مزاج مین ایسی رعونت سماگئی کہ حکّام انگریزی کو بھی خفّت کی
نظر سے دیکھنے لگے اور مُہم افغانستان کے نتیجہ سے جو ایک اتفاقی امر تھا سرکار
انگریزی کی کمزوری اُنکے دلمین جم گئی اور اسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ ستلج کی لڑائی کے موقع
پر اُنکی طرف سے رسد رسانی وغیرہ مین پہلوتہی اور اغماض کا ہونا حکّام انگریزی کو
متیقن ہو گیا اور اس الزام مین ریاست کی چوتھائی ضبط ہو گئی اور وہ معزول
کر کے متھرا کو بھیجے گئے مگر اب بھی وہ خیالات اُنکی طبیعت سے نگئے اور وہانکی رعایا سے
بھی اُسی قسم کی تعظیم و تکریم کے طالب ہونے اور تکلیف دینے لگے جس سے گورنمنٹ
اضلاع مغربی و شمالی کی یہہ راے ہوئی کہ یا تو وہ زیر حراست کئے جائین یا کسی اور جگہہ

بہیجدئے جائین چنانچہ ۱۸۵۵ء کے اخیر مین آلموڑہ بہیجے گئے اور ۱۸۶۵ء
مین وہان ہی قضا کر گئے۔

انکی معزولی کے وقت انکے بڑے صاحبزادے راجہ بہرپور سنگھ صاحب
بہادر جو سات برس کے تہے مسند نشین کئے گئے۔ اور انکی سوتیلی والدہ
مائی چند کنور صاحب جو بڑی عقلمند اور دانا انکی تہین سرپرست اور سردار
گوربخش سنگھ اور دیوان بجالی مل۔ اور سردار فتح سنگھ گل بطور کونسل انکے
پیشدست مقرر کئے گئے۔

انکو سولہوان برس تہا کہ ۱۸۵۷ء کا مشہور غدر برپا ہوا اور لدہیانہ کا انتظام
اور حفاظت انکے ذمہ ہوی جہان مفسدہ کے فرو ہونے تک کبہی وہ اور کبہی انکے
چہوٹے بہای کنور بہگوان سنگھ صاحب مع اپنی فوج کے موجود رہے۔
جالندہر کی باغی فوج سے انکی سپاہ کی کسیقدر موٹہ بہیڑ بہی ہوی جسمین طرفین کے
کچہہ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اسکے علاوہ انکے تین سو سپاہی دلی کے مورچہ
پر حاضر رہے اور ڈہائی لاکہہ روپیہ بہی گورنمنٹ کو قرض دیا اور جو خدمت طلب
کی گئی اسکو نہایت ہواخواہی اور نیک مزاجی کے ساتہہ بجالائے دہلی جانیکا
بہی ارادہ ظاہر کیا مگر کم عمری کے باعث سے بہیجا جانا نامناسب سمجہا گیا اور

ان خدمات کے صلہ مین باول اور کانتی کے پرگنون مین سے جو ریاست جہجر کی ضبطی مین گورنمنٹ کے ہاتہ آئے تہے قریب ایک لاکہ روپیہ کا علاقہ دوام کے واسطے انکو ملا اور سات پارچہ سے پندرہ پارچہ کا خلعت آیندہ کے لئے اور گیارہ توپ کی سلامی مقرر ہوئی اور ملاقات کے موقع پر نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند کیطرف سے صاحب فارن سکرٹری کا بازدید کیواسطے آنا مقرر ہوا جو بعد کو نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند کا بذاتہ بازدید فرمانا تجویز ہوا اور خطاب مین الفاظ **فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولت انگلشیہ** بڑہائے گئے اور **لارڈ کیننگ صاحب بہادر** نے دربار انبالہ مین شکریہ ادا کیا اور وہ سب حقوق عطا ہوئے جو ہمکو اور **راجہ سروپ سنگہ صاحب بہادر** والی جیند کو ملے مگر ایک یہہ نقصان بہی ہوا کہ نواب گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے موقع پر جو رومال نابہہ کو رو سا جیند پر تقدیم ہوتی تہی وہ جاتی رہی اور **راجہ سروپ سنگہ صاحب بہادر** والی جیند نے اسی دربار کے موقع پر جہگڑا کرکے اپنا نمبر پہلے کرالیا۔

ستمبر ۱۸۶۳ء مین یہہ کونسل واضع آئین و قانون کے ممبر بنائے گئے مگر بیماری کے سبب سے کلکتہ جا نہین سکے اور اس سے چند روز بعد انکا انتقال ہوگیا۔

نابالغی کے زمانہ مین انکو فارسی پڑہائی گئی تہی مگر جوان ہوکر انگریزی کا انکو خود شوق ہوا چنانچہ ریاست کے کام سے جب فرصت ملتی برابر انگریزی کی کتابون کا مطالعہ کرتے یا تصویرکشی کی مشق کرتے جسکا انکو بڑا شوق تہا۔ انکی حالت سے امید ہوتی تہی کہ اگر زندہ رہتے تو ایک ایسے شخص ہوتے جیساکہ اس بڑے منصب (ریاست) کے لئے شایان ہے۔

انکی وفات کے بعد انکے چہوٹے بہائی راجہ بہگوان سنگہ صاحب بہادر مسندنشین کئے گئے مگر گدی پر بیٹہتے ہی وہ خوفناک جہگڑون مین پہنس گئے اور اگرچہ اس سخت و سنگین الزام سے بچ گئے جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ آئے ہین مگر اہلکارون کے باہمی فساد خصوصاً اُنکے وکیل متعینہ محکمہ ایجنٹی انبالہ کی خودغرضیون کے باعث سے جو یہہ چاہتا تہا کہ راجہ صاحب بےاختیار رہین اور اسکا باپ جو اس مقدمہ کی تحقیقات کے وقت عارضی طور پر مدارالمہام بنایا گیا تہا بدستور مختار ریاست رہے۔ آغاز ۱۸۷۰ء تک نہایت تکلیف مین رہے اور ریاست کی باگ وکیل مذکور کے ہاتہہ مین رہی اور ریاست اور رئیس کا طریقہ الیسا بےطور ہوگیا جو اُنکے انتقال تک کسیطرح درست نہوسکا۔ انکو مسکرات سے رغبت نہتی مگر وفات سے تہوڑا عرصہ پہلے شراب کی چاٹ لگ گئی اور خلاف توقع اسکی طرف اسقدر مایل ہوگئے کہ کمبخت اوڑہنا بچہونا ہوگئی اور ایسی

بے اعتدالی سے مبتلا مرض سل ہوکر انکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اور ریاست نابہہ چودہری تلوک چند صاحب کی اولاد کی بڑی شاخ سے چھوٹی شاخ مین منتقل ہوگئی جیسا کہ ہم ابہی لکہہ چکے ہین۔

مہاراج کا ارل میو صاحب بہادر کی ملاقات کے واسطے شملہ جانا اور وہان کے مختلف رفاہ عام کے کارخانونکو مدد دینا

ستمبر ۱۸۷۱ء مین مہاراج ہز ایکسیلنسی ارل میو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند کی ملاقات اور تبدیل آب وہوا کے واسطے معمول کے موافق شملہ تشریف لیگئے اور لارڈ ممدوح اور سر ہنری ڈیوس صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر ممالک پنجاب اور لارڈ نیپیر آف مگڈالا کمانڈر انچیف افواج ہند اور اور دوستون سے ملاقات کی اور چونکہ کرنل ٹیلر صاحب کی رحمدل میم صاحبہ نے جو ایک پنشن خوار تہے اور شملہ پر رہتے تہے کچہہ اپنے اور کچہہ چندہ کے روپیہ سے بڑی محنت سے شملہ پر عیسائی لڑکے لڑکیون کے لئے ایک یتیم خانہ قایم کیا تہا جسکا نام ہالیہ کریسچن آرفنیج رکہا تہا اور اسوقت چونتیس ۳۴ لڑکے لڑکیان اسمین پڑہتے اور پرورش پاتے تہے اور پانسو روپیہ مہینے کا خرچ تہا اور قلت آمدنی کے باعث سے اُسکی سوپرنٹنڈنٹی کا کام ایک معزز مس صاحبہ ممدوح نے اپنی خوشی سے شادی نہین

کی تہی نقد انجام دیتی تہین مہاراج نے صاحب معروف کی درخواست سے اسکا ملاحظہ فرمایا اور اس سبب سے کہ انکی طبیعت ازبس وسیع تہی اور انکی فیاضی کسی قوم اور مذہب سے مخصوص نہ تہی بارہ سو روپیہ سال اسکی مدد کیواسطے تجویز فرمایا اور اسکی سند اپنی مہر اور دستخط سے آرفنیج کو عنایت فرمائی۔ اور اسکے سوا پانچ ہزار روپیہ خیراتی شفاخانون اور متفرق سکولون کو عطا فرمایا۔

یہہ آرفنیج سنہ ۱۸۸۲ء مین گورنمنٹ نے اپنے زیر حمایت کرلیا ہے اور چند وجوہ خاص سے بہ تغیر اصول سابقہ صرف یتیم یا غریب یورپین اور یوریشین لڑکیونکی ایسی تعلیم و تربیت کیواسطے جو انکی حالت غریبی کے مناسب ہو (جسمین سوی کا کام اور کہانا پکانا اور کپڑے دہونا وغیرہ ضروریات خانہ داری کا سرانجام کرنا بہی داخل ہے) اس کارخانہ کو مخصوص کردیا ہے اور بلحاظ تغیر اصول پہلا نام بدلکر میو انڈسٹریل سکول آف شملہ فار یورپین اینڈ یوریشین رکہدیا ہے۔

مہاراج کا تقسیم انعام اور وظایف مہندر کالج کیواسطے دربار کرنا

سنہ ۱۸۷۰ء سے پہلے ہماری ریاست مین بجز ایک چہوٹے سے مدرسہ کے جو ترقی کرکے اب مہندر کالج کے نام سے مشہور ہے کوئی ایسا مدرسہ نتہا کہ جسکے مصارف کی سرکار ذمہ دار ہو اور وہ بہی بہت بے رونق اور حقیر تہا اور لوگ اسکی بہت کم قدر کرتے

تہے مگر جب آغاز سنہ مذکور مین مہاراج کو حکمرانی کا اختیار حاصل ہوا تو سب سے پہلے جو کام ملک کی ترقی اور اصلاح حال رعایا کیواسطے کیا گیا وہ یہہ تہا کہ انہین اصول کی بنیاد پر جو سرکار انگریزی کے سررشتہ تعلیم مین مروج ہین تیرہوین [13] جون سنہ مذکور مطابق یکم اساڑہ سمت ۱۹۲۴ کو ایک عام صیغہ تعلیم قایم کیا گیا اور سنتالیس [47] ہزار روپیہ سے کچہہ زیادہ اسکے مصارف کیواسطے منظور ہوا اور مہاراج کے اتالیق پروفیسر رامچندر صاحب دہلوی نامور ریاضی دان ڈایرکٹر اور لالہ گردہاری لال صاحب انسپکٹر مقرر ہوئے اور مختلف مقامات مین چوبیس [24] مدرسے قایم کئے گئے جنمین اختتام سال پر ایکہزار سات سو طالبعلم پڑہتے تہے اور چونکہ یہہ مدرسے ملک کی ضرورت کے مقابلہ مین بہت کم تہے اسواسطے سال آیندہ مین اس سررشتہ کو اور وسعت دیگئی اور سنتالیس [47] ہزار کی جگہہ ساٹہہ [60] ہزار روپیہ درج بجٹ ہوا جسمین سے نصف خزانہ سے دیا جانا تجویز ہوا اور نصف کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ ایک روپیہ فیصدی معاملہ پر بڑہایا جاکر زمینداروں سے لیا جائے جسکے باعث سے انتالیس [39] مدرسے اور قایم ہوگئے اور طالبعلمون کی تعداد قریب چار ہزار کے ہوگئی اور انسپکٹر کے ماتحت دو نئے عہدہ دار ڈپٹی انسپکٹر کے لقب سے مقرر ہوئے اور مہندر کالج مین انگریزی۔ فارسی۔ عربی۔ سنسکرت۔ گورمکہی۔ اور اردو اور تاریخ۔ جغرافیہ۔

طبیعیات اور ریاضیات کی تعلیم جاری ہوگئی۔ اب چونکہ اس سررشتہ کو قایم ہوے قریب ڈیڑہ برس کے ہوچکا تہا اور امتحان سالانہ ہوکر انعام اور وظایف تجویز ہوچکے تہے لوگون کی ترغیب و تحریص کی غرض سے مہاراج نے انکا اپنے ہاتہہ سے تقسیم فرمانا منظور فرمایا۔ اور پانچوین کاتک سمت مذکور مطابق بیسوین اکتوبر ۱۸۶۸ء کو ایک عام دربار مین جو اس معاملہ کی عزت اور عظمت کے اظہار کی غرض سے بہت شان و شوکت سے کیا گیا تہا بعد سُننے رپورٹ ڈایرکٹر صاحب کے اپنی کرسی سے کہڑے ہوکر طالبعلمون اور تمام اہل دربار کو مخاطب کرکے ایک موثر تقریر فرمائی اور طالبعلمون کو وظایف کی سندین اپنے ہاتہہ سے عنایت کین اور چونکہ دربار دسہرہ عنقریب ہونے والا تہا جن مُدرسون کی کارگزاری کی تعریف کی گئی تہی اُنکو بطور عزت خاص اُسمین شامل کئے جانے اور معمول کے موافق دوشالے وغیرہ دیئے جانیکا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ اُنکے نام ٹپیالہ اخبار[1] مین جو ابہی نوین اکتوبر کو جاری ہوا تہا چہاپے جائین

[1] ۔ یہہ اخبار سرکاری نہین ہے لیکن موافق ایک شرط اگریمنٹ کے جو مالک مطبع کے ساتہہ ہوا ہے اسکا ایک حصّہ سرکاری احکام وغیرہ کیواسطے مختص ہے جو بطور ضمیمہ کے چہپتا ہے اور احتیاطاً مالک مطبع سے یہہ شرط لی گئی ہے کہ چہپنے سے پہلے کاپیان سرکار کے فارن آفس مین دکہالیجائین ۱۲ مولف

یہہ پہلاہی مرتبہ تہا کہ اس ریاست کے مالک اور فرمان روانے ترقی تہذیب اور ترغیب تحصیل علم و ہنر کے لئے دربار کیا اور یہہ پہلاہی سال تہا کہ جسمین ایک اخبار اس ریاست مین جاری ہوا۔

مختلف انتظامی اصلاحین

سنہ ۱۸۷۰ء کی طرح سنہ ۱۸۷۱ء بہی انتظامی اصلاحون سے خالی نہین رہا اسمین خاص شہر پٹیالہ کے مقدمات دیوانی کی سماعت اور تجویز کیواسطے ایک سول جج مقرر ہوا۔ پولیس کے لیے ایک مناسب وردی تجویز ہوئی اور شہر پٹیالہ کی کوتوالی مین عملہ بڑہایا گیا اور حکم ہوا کہ انگریزی شہرونکی کیطرح ذنکو بہی پولیس کے پہرے عام گذرگاہون وغیرہ مناسب مقامات پر رہا کرین۔

حکّام محکمات صدر جو مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد سے اپیلون کی نسبت صرف رائے لکہنے کے مجاز تہے اور حکم قطعی مہاراج اجلاس سے ہوتا تہا یہہ قید اٹہادی گئی اور انکو اپنی رائے سے فیصلہ صادر کرنیکا اختیار دیا گیا۔

پرگنات نارنول و کانونڈ مین محصول گند کے لئے جاینکا جو قریب بیس ہزار روپیہ سال کے تہا اور جس سے تجارت مین ایک بڑی روک تہی امتناع ہوا اور اسکی جگہہ خاص شہر کے مقامی مقاصد صفائی وغیرہ کے واسطے صرف بکری پر محصول

مقرر کیا گیا۔

فوج مین کم عمر لڑکون کے جو آبائی استحقاق کی رو سے نوکر ہوتے تہے عوض خدمت لینے کی ممانعت ہوئی اور حکم ہوا کہ سولہ (١٦) برس سے کم عمر کا لڑکا بہرتی نکیا جائے اور بنظر قیام اُسکے استحقاق کے تا سن بلوغ شرائط خاص کے موافق اُسکو وظیفہ تعلیم ملا کرے جسکی تعداد دو روپیہ سے تین روپیہ ماہوار تک تہی اور سولہ (١٦) برس کو پہونچ جانے پر مناسب جگہہ بہرتی کیا جائے اور جو اسامیان اسطرح سے باقاعدہ رسالون مین جنکی تنخواہ سال گذشتہ مین تیرہ (١٣) سے سولہ (١٦) روپیہ ماہوار ہوگئی تہی خالی ہون اُنکی جگہہ بے قاعدہ رسالون مین سے جنکی تخفیف مدنظر تہی اور جنکو گیارہ کی جگہہ اب تیرہ روپیہ ماہوار ملتے تہے انتخاب ہوکر سوار بہرتی کئے جائین تاکہ سرکار کا منشا بہی پورا ہوجائے اور کسیکو تکلیف بہی نہو اور اسی نسبت سے عہدہ دارون کی اولاد کیواسطے وظیفہ ملنے کا قاعدہ مقرر ہوا جسکی تعداد چار (٤) روپیہ سے تین (٣) روپیہ ماہوار تک تہی

سرکشی قوم کوکا

قبل اس سے کہ فرقہ کوکا کی سرکشی کا حال بیان کیا جائے توضیح مطلب کیواسطے اسکی وجہ تسمیہ اور نشو و نما کی کیفیت بیان کرنا ضرور ہے۔

اسکا بانی **بالک سنگہہ** نامے ایک شخص موضع حضرون کا رہنے والا تہا

جو دریائے سندھ کے کنارے قلعہ اٹک کے قریب ایک گانو ہے اسنے ۱۸۴۰ء
مین اس فرقہ کو اصلی سکہون کے ایک ترمیمی فرقہ کے طور پر ایجاد کیا مگر ان لوگون کا
دعوی یہہ تہا کہ ٹہیٹ سکہہ ہم ہی ہین۔ اسکے وقت مین اس فرقہ کو کچہہ زیادہ ترقی نہین
ہوئی لیکن اسکے جانشین رام سنگہہ کے عہد مین جو موضع بہینی ضلع لدہیانہ کا رہنے
والا ایک بڑہئی قوم کا شخص تہا اسکی تعداد بڑہنی شروع ہوئی اور چونکہ ہر شخص کو
اسمین داخل ہونیکی اجازت تہی اکثر چہوٹی ذاتون کے ہزارہا آدمی اسمین شامل ہو گئے
اور اگرچہ اس فرقہ کے لوگ جیسا کہ اور سکہہ مسلمانون کو اپنا شریک اکل و شرب نہین کر سکتے
کہانے پینے مین شامل نہین کر سکتے تہے مگر تاہم اُنکی روز افزون ترقی کے زمانہ مین
دس پانچ جاہل مسلمان بہی جو کسی کوکہ سے خدمتگاری وغیرہ کا تعلق رکہتے تہے
بطور بہیڑ یا چال اُنکے عقاید کے پابند ہو کر کوکہ کہلانے لگے۔

کوکون کی ظاہری علامت یہہ تہی کہ اُون یا سُوت کی مالا ہاتہہ یا گلے مین
اور ایک بہت بڑی پگڑی جو سیدہے طور سے پیشانی پر زیادہ لپیٹی جاتی تہی سر پر اور
ایک چہوٹی سی کچہہ (جانگیا) جو پوری ران ہی نہین چہپا سکتی تہی پانون مین
اور ڈانگو یعنی چہوٹی سی کلہاڑی ہاتہہ مین رکہتے تہے اور اکثر سپید لباس پہنتے تہے
نیلا اور سُرخ کپڑا ممنوع تہا۔ اصلی لقب اس فرقہ کا نام دہاری رکہا گیا تہا یعنی

صرف خدا کے نام کی دہارنا (اعتقاد) کرنے والے مگر یہہ لقب اتفاقات سے ایسا بے رونق رہا کہ سوائے خاص اشخاص کے اسکو کوی جانتا ہی نہین بلکہ ان لوگون کی اس عادت کے باعث سے کہ ایک جگہہ جمع ہوکر بہجن کرنیکے بعد اکثر بطور وجد ناچتے اور روتے اور چیختے تہے لوگون نے انکو از راہ طنز عموماً کوکا کہنا شروع کردیا کیونکہ پنجاب مین چیخ کر رونے کی آواز کو کوک کہتے ہین جسکو پہلے پہل یہہ لوگ مکروہ جانتے تہے مگر جب رام سنگہہ نے انکو اس لقب کے قبول کرنے کی اجازت دیدی تو پہر خود ہی کوکا کہلانے لگے۔

یہہ لوگ رام سنگہہ کی اسقدر عزت اور تعظیم کرتے تہے کہ ست گورو کے سوا جو گورو گوبند سنگہہ صاحب کے بعد کسیکو یہہ لقب حاصل نہین ہوا تہا اسکا نام نہ لیتے تہے اور اُسکو گیارہوین بادشاہی یعنی گورو گوبند سنگہہ صاحب کا اوتار جانتے تہے اور اُسکے موضع مسکن بہینی کو سکہون کے متبرک مقامات پٹنہ صاحب۔ آنندپور صاحب وغیرہ کیطرح تعظیماً بہینی صاحب کہتے تہے۔

رام سنگہہ کا قول تہا کہ انسان کی اعلی نیکیان یہہ ہین۔ حلم۔ اشتعال طبع کی حالت مین تحمل۔ شرم و حیا۔ اور تسلیم و رضای خدا تعالی۔ اور جو شخص خدا پر بہروسہ کرتا ہے خدا اُسکا محافظ ہے۔ جہوٹہ بولنا۔ چوری کرنا اور زنا نہایت قبیح

گناہ ہین۔ اور اُسکا حکم تہا کہ جو شخص ایسے گناہ کرینگے وہ اس پنتہہ سے خارج کیے جاینگے
روپیہ لیکر لڑکی کی شادی کرنیکو جو فی زمانا پنجاب کی اکثر کم رتبہ قومون مین زیادہ
رواج پا گیا ہے وہ بہت بُرا کہتا تہا۔ شراب جسکے پینے کے سکہہ لوگ عموماً عادی
ہین اور تمباکو کے استعمال کو بہی جو سکہون مین ممنوع ہے وہ حرام تبلاتا تہا اُسکا
قول تہا کہ آدمی کو اپنی وجہ معیشت کے حاصل کرنیکے واسطے محنت کرنی چاہیے
برہمن اور سوڈہی اور بیدی جو لوگون سے خیرات اور نذرین لیتے ہین اسکو بُرا کہتا
تہا۔ اُسنے اپنے پنتہہ کے لیے ۱۸۶۶ء مین ایک تلقین نامہ جاری کیا تہا جسکا انتخاب
ہم یہان لکہتے ہین۔ "سبکو لازم ہے کہ نیکی کرین اور اپنے نفس کو ضبط مین رکہین
سچے خدا کی آٹہون پہر عبادت کرتے رہو اَورون کی بہوؤن اور بیٹیون کو اپنی
بہوؤن اور بیٹیونکی طرح دیکہو۔ کوئی آدمی کسی اور آدمی کی بُرائی نکرے نہ اُسکی
نسبت سخت کلمہ کہے۔ حلیم رہو۔ جو آدمی تمکو سخت باتین کہین سب کی برداشت
کرو۔ اگر تمکو کوئی مارے تب بہی نرم اور حلیم رہو۔ خداتعالی تمہارا حافظ ہے اچہے
کام جو تم کرو ہمیشہ اُنکو چہپاتے رہو۔ اگر کوئی شخص چوری یا زنا کرے اپنی مجلس
مین کبہی اُسکو آنے ندو۔ کوئی آدمی اپنی لڑکی یا بہن کے بدلے روپیہ نہ لے
ہمیشہ خدا کا نام لیتے رہو۔ گوشت نکہاؤ۔ شراب نہ پیو۔ ہمیشہ خداتعالی سے

ڈرتے رہو۔"

مگر تعجب ہے کہ اُسنے باوجود جہوٹہہ ہونے کی بیحد مذمّت کرنیکے اپنی لڑکی کے قتل کی اصلی وجہ کو جو اُسکے داماد نے بدروّیگی کے شبہ مین قتل کر ڈالی تہی اپنے اعتبار اور بزرگی کے قایم رکہنے کی غرض سے چہپایا اور وہ اس بات پر بہی قایم نرہا کہ اپنے مریدون سے نذرانے اور تحایف نہ لے بلکہ رفتہ رفتہ اُسنے اِس ذریعہ سے بہت دولت جمع کرلی اور اپنی شان بڑہانیکو پیشوونکی طرح چوبدار وغیرہ رکہہ لئے اور چند سال کے عرصہ مین اپنے چیلون مین سے کئی شخصون کو صوبہ اور نایب صوبہ کا خطاب دیکر جابجا متعین کیا جنہون نے ہزارہا آدمیون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا چنانچہ ۱۸۷۱ء مین اُسکے ایک صوبہ نے نیپال تک سفر کیا اور وہان سے مع چند تحایف کے واپس آکر بطور فخریہ یہہ مشہور کیا کہ نیپال مین بہی ہمارے مذہب نے دخل پالیا ہے۔

گورنمنٹ پنجاب کی رپوٹ ۶۷-۱۸۶۶ء کے دو فقرون سے جنکو ہم یہان نقل کرتے ہین معلوم ہوگا کہ اب سے چند برس پہلے اِس فرقہ کی نسبت گورنمنٹ موصوف کی کیا راے تہی قولہ (فقرہ - ۲۲۷) " اس پنتھ کے آدمیون کا چال چلن عموماً صالح اور شایستہ رہا ہے مگر بعض لوگون کو اس سبب سے غصہ ہوئی ہے کہ اُنہون

نے کہین کہین لوگون کے ستھے توڑ ڈالے اور قبرین ڈہا دین جنکو وہ شل بتون کے گنتے ہین اور جب پنتہہ کی مجلس ہوتی ہے تو جو لوگ موجود ہوتے ہین جیسا نئے فرقون والونکا اور ملکو نمین بہی حال ہوا کرتا ہے اکثر جوش مین آجاتے ہین ،،

(ایضاً فقرہ ۲۳۴۰) ،، ایک وقت ایسا گمان کیا جاتا تہا اور اب بہی کیا جاتا ہے کہ رام سنگہہ اور اُسکے پنتہہ کے آدمیون کا منشا فقط مذہبی نہین ہے اور اصلاح کنندۂ رسوم مذہب اور واعظ مسایل اخلاق کے لباس مین اُسکی نیّت امور سلطنت سے تعلق رکہتی ہے ۔ افواہ ہی ہے کہ اُسکے پنتہہ کے آدمی نصف شب کو قواعد جنگ کرتے رہے ہین اور ہتیعنی مین سامان جنگ پوشیدہ جمع کیا ہوا ہے اور اس پنتہہ کے آدمی عموماً مین ایسی باتین کہتے ہین جو سرکار انگریزی کے مخالف ہین اور ایسی ہی افواہون کے سبب سے رام سنگہہ کئی سال سے لپنے گانو بہینی مین زیر نظر رکہا گیا تہا لیکن چار سال کی تحقیقات کے بعد باوجودیکہ مسلمان اور ہندو دونون اس فرقہ کے دشمن ہین کوئی وجہ ثبوت ایسی کہ جو لائق گرفت ہو رام سنگہہ یا اُسکے پنتہہ کے مفسدہ کی حاصل نہین ہوئی ۔ ایسی حالت مین نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے درحالیکہ اس گروہ کے آدمیون کے افعال اور کارروائی پر نگرانی رہنے مین فرق نہ آئیگا رام سنگہہ کو نظر بندی سے رہا کر دیا ہے اور جیسی آزادی سرکار انگریزی کی

حکومت مین خوش طریق سرگردگان مذاہب کو حاصل ہے رام سنگھہ کیواسطے جایز کردی ہے۔''

گورنمنٹ پنجاب کا یہہ عمل اگرچہ نیک نیتی پر مبنی تہا اور اُس تدبیر مملکت کے موافق تہا جو سرکار انگریزی نے ابتدا حکومت ہندوستان مین رعایا کے مذہب کے معاملہ مین کمال دانشمندی اور دور اندیشی سے قرار دی ہے لیکن یہہ کہنا نامناسب نہین ہے کہ اس تدبیر عمل مین لوکل افسرون نے دہوکا کہایا اور رام سنگہہ اور اُسکے فرقہ پر ایسا بہروسہ کیا جسکا وہ مستحق نتہا اور اس آزادی کی بدولت اسکے صوبون اور نایب صوبون کو بعض مذہبی اور غیر مذہبی یا خود ایجادی تقریبون سے جابجا ملک مین اپنے فرقہ کے لوگون کو جمع کرنے اور اسطرح سے اُنمین اتفاق بڑہانے اور عوام الناس کو اپنی شان و شوکت دکہانیکا موقع ملا جس سے جاہل اور بے سمجہہ آدمیونکو اس فرقہ مین شامل ہونیکے واسطے ایک ذی اثر ترغیب ہوئی اور شدہ شدہ ایک جماعت کثیر اسمین شامل ہوگئی اور اُنہون نے بڑی فکر اور تردد اور احتیاط سے ایک نظم و نسق کامل کرلیا یہانتک کہ مختلف مقامات پر اپنے فرقہ کے لوگون کے پاس معاملات مذہب یا دیگر معاملات مین دیہہ بدیہہ خفیہ پیغام بطور ڈاک بہیج سکتے تہے[1] اور اپنی جمعیت کے بہروسہ پر ملک

---

[1] دیکہو فقرہ ۱۷۲ رپوٹ گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۷۲ء - ۱۸۷۱ء - مولف

مین مفسدہ برپا کرنے اور لوگون کو گورنمنٹ کے برخلاف برانگیختہ کرنیکی تدبیرین شروع کوین چنانچہ اپریل اور مئی سنہ ۱۸۷۱ء مین امرت سر مین جو سکہون کا مشہور اور معروف معبدگاہ ہے اور ہندو نکی آبادی بہی اُسمین بہت ہے عام مذہبی جوش پیدا کرنیکو یہہ بات مشہور کی گئی کہ گورنمنٹ نے جو قواعد گاو کُشی اور گاے کے گوشت کے فروخت کی بابت مقرر کیے تہے سرکار اُنپر قایم نہین رہی اور قصاب شہر کے اندر لاکر یہہ گوشت بیچتے ہین جس سے بہت جوش پیدا ہوا اور لوگونکی طبیعتین برانگیختہ ہوئین جسکو وہان کے حکام نے مناسب تدبیرون سے فرو کیا اور لوگون کو یقین دلایا کہ گورنمنٹ کا منشا نہین ہے کہ جو رسم مقرر ہے اُسکے خلاف کوئی بات عمل مین آوے اور جو لوگ اس فساد مین بڑہکر پیش ہوے تہے انکو سزا دی گئی مگر اس سے چند ہی روز بعد بوچڑون پر مسلخ مین جو شہر کے باہر تہا سونیکی حالت مین بارادہ قتل ایک حملہ کیا گیا جسمین چار آدمی مارے گئے اور تین زخمی ہوے اور اگرچہ قاتلونکا کچہہ پتہ نہ لگا مگر بعض علامتیں جو لوگون نے اپنی طرف سے خیال پہیر دینے کی غرض سے بموقع واردات فریبا قایم کردی تہین ایسی پائی گئین جس سے یقین ہوا کہ یہہ کام اکالیون[1] کا ہے۔ اور

[1] یہہ سکہون کے ایک درویش فرقہ کا نام ہے جو ایک نوع کے اللہ جنگ تہے اور متعصب تہے ہین اور اکثر نیلا لباس رکہتے ہین اور لوگون کو ایک جنگی فرقہ خیال کرکے اُن سے بہت نفرت کرتے ہین منہ

اس سے ایک مہینہ بعد آدہی رات کیوقت ایسا ہی ایک حملہ قصبہ رایکوٹ ضلع لدہیانہ
مین ہوا مگر جنکے مارنے کا منشا تہا یا تو وہ موجود نتہے یا بہاگ گئے اور قاتلون نے از
راہ نامردی ایسے نو آدمی مجروح و مقتول کئے جنمین سات عورتین اور بچے
تہے -

جیسا امرتسر والے مقدمہ کا سُراغ ابتک نامعلوم تہا اسیطرح اس مقدمہ کا بہی اوّل اوّل
کچہہ پتہ نہ لگا جسکے باعث سے حکام اور رعایا کو ایک عام تشویش تہی مگر آخر کار ہمارے
عہدہ دارون سیّد احمد حسن وکیل متعینہ لدہیانہ اور سیّد محمد حسن تہانہ دار احمد گڈہ
اور سیّد مقبول حسین تہانہ دار پہدوڑ نے اسکا کہوج نکالا اور منجملہ قاتلون کے چار گرفتار
ہوئے اور انکے علاوہ ایک شخص کو سیّد احمد حسن نے بامداد سیّد محمد حسن تہانہ دار
بڑی محنت سے بیکانیر کے جنگلون سے گرفتار کیا اور ان وارداتون کا ہونا بتحریک
ایک شخص رتن سنگہ نامی کے جو صوبہ تہا اور رام سنگہ نے اُسکو گیانی یعنی عارف
باللہ کا لقب دیا ہوا تہا اور چند سال قبل ازین ہماری ریاست سے ایک ایسی ہی فساد انگیز
مقدمہ مین کئی برس قید رہ چکا تہا اور جسنے واردات امرتسر کے بعد ایک موقع پر
یہہ بات کہی تہی کہ ،، گورو کے بہادرنے بہت جگہہ ایسی ہی برتینگے ،، یعنی خدا نے
چاہا تو بہت جگہہ ایسی ہی وارداتین ہونگی اور یہہ بہی کہتا تہا کہ ،، ابہی ہمکو مالا پکڑنا

حکم ہے تہوڑے سے عرصہ مین تلوار پکڑنیکا حکم ہوگا "۔ ثابت ہوا اور معلوم ہوگیا کہ دونون وارداتون کے مجرم ایک ہی تہے اور یہہ خون کون کون نے کئے تہے اور کون کون ہی بانی فساد تہے ۔ پس امرتسر کے مقدمہ کے بہی اصلی مجرم گرفتار ہوگئے اور چند بیگناہ شخص جو پولیس نے ناحق گرفتار کرکے بطور واقعی مجرمون کے تفویض عدالت کردیے تہے سزا سے بچگئے اور تین مجرمونکو امرتسر مین اور چار کو لدہیانہ مین پہانسی دیگئی اور کئی شخص دایم الحبس ہوئے ۔ چونکہ یہہ وارداتین خاص طور کی اور ایک عام پولیٹکل تردد کی باعث تہین مہاراجہ نے عہدہ داران مذکورۃ الصدر اور اُنکے ہمراہیون کو بڑے بڑے انعام عطا فرمائے اور عہدونکی ترقی کی اور گورنمنٹ سے بہی خلعت اور انعام مرحمت ہوئے اور حکّام ضلع سے لیکر صاحب وزیر سلطنت ہند تک نے گرمجوشی کے ساتہہ شکرگذاری کا اظہار کیا ۔ اب امید تہی کہ اس سزا کا معقول اثر ہوگا اور کوئی اَور واردات نہو گی مگر اسپر بہی ان لوگون نے بیدہڑک وہ حرکت کی جسکو بغاوت اور سرکشی کہنا بیجا نہین ۔

واضح ہو کہ پہلے پرو شٹہ ماہ ماگہہ کو یعنی شروع جنوری مین پنجاب مین ہندؤنکا ایک تہوار ہوتا ہے جسکو عموماً لوہڑی اور سکہہ لوگ ماگہی کہتے ہین ۔ سکہون مین یہہ دن نہایت خوشی کا سمجہا جاتا ہے اور دستور ہے کہ امرتسر وغیرہ متبرک مقامات مین سکہہ

بطور میلہ کے جمع ہوتے ہین اسلئے بارہوین جنوری ۱۸۷۲ء کو تقریباً دوہزار کوکے اسی
تقریب سے بہینی مین ہی جمع ہوئے تہے پس جب تہوار ہوچکا اور لوگ رخصت ہونے
تو لہنا سنگہہ اور ہیرا سنگہہ جو اس فرقہ کے سرگرم سرغنون مین سے تہے رام سنگہہ
سے رخصت ہوکر قریب دو سو آدمیون کے ساتہہ چودہوین ماہ مذکور کو قصبہ ملود مین جہان
کے جاگیردار مجسٹریٹ سردار بدن سنگہہ کو جو خاندان پٹیالہ کے ہم جدی ہین کوکے
ایک مذہبی نزاع کے باعث سے اپنا مخالف جانتے تہے آئے اور سر شام جاکر قلعہ کا
دروازہ بزور کہلوانا چاہا اور جب نہ کہولا تو کلہاڑیون سے کہڑکی توڑکر اندر گہس گئے اور زبردستی
سردار کی سواری کا گہوڑا کہول لیا اور چند تلوارین جو موجود تہین لے لین اس حیص بیص
مین سردار کے دو آدمی مارے گئے اور وہ خود بہی زخمی ہوئے دو تین آدمی انمین سے
بہی مارے گئے اور اس کشت وخون کے بعد مفسد یہان سے تین گہوڑے لیکر مالیر کوٹلہ کو
جو چند میل جنوب کیطرف ہے روانہ ہوے - چونکہ صاحب ڈپٹی کمشنر لدہیانہ نے اہل کوٹلہ
کو اطلاع کردی تہی کہ غالباً یہہ لوگ بارادہ فساد وہان آنے والے ہین اور شہر کے دروازے
بند تہے اسواسطے یہہ فصیل پر سے جو بے مرمت پڑی ہوی تہی شہر مین گہس گئے اور
جاتے ہی اُسی گاؤکشی کے حیلہ کو آگے رکہکر قصائیون کو دہمکایا اور اس بہانے سے
آمادۂ جنگ وجدل ہوئے اور پہر سیدہے نواب سکندر علیخان مرحوم رئیس کوٹلہ

کے مکان پر جا کر پہلے اُنکے اصطبل مین اور پہر اُس جگہہ جہان اُنکے ہتہیار وغیرہ رہتے تہے پہنچے اور اس دست برد مین چند تلوارین وغیرہ لے لین مگر کوتوال شہر نے چند سپاہیون کے ساتہہ دلیرانہ مزاحمت کی اور سخت مقابلہ ہوکر کوتوال مذکور مع دس آدمیون کے مارا گیا اور کچہہ لوگ زخمی ہوئے اور مفسدون مین سے بہی ۹ نو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے اور چونکہ عوام نے بہی اپنے کوٹہون سے انپر برابر اینٹین وغیرہ برسا کر سپاہیون کی مدد کی آخرکار مجبور ہوکر رڑ کی طرف نکل گئے جو کوٹلہ سے قریب آٹہہ میل کے ہماری عملداری کا ایک گانو ہے۔ اسوقت سرہنری **ڈیوس صاحب** بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب جو ابہی پٹیالہ ہوکر گئے تہے اور لارڈ نیپیر **صاحب بہادر** کمانڈر انچیف فوج کے شیم فایٹ یعنی قواعد جنگ مصنوعی کے ملاحظہ کیواسطے دہلی مین تشریف رکہتے تہے اور مہاراج بہی جنہار نول جانیکے ارادہ سے تشریف لیگئے تہے صاحبان ممدوح کی ملاقات اور قواعد فوج کے دیکہنے کیواسطے وہان ٹہہرے ہوئے تہے۔ پس پندرہوین جنوری کو جب ملود کے حملہ کی خبر پہنچی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی زبانی جو ملاقات کیواسطے تشریف لائے تہے یہہ حال معلوم ہوا چونکہ ان لوگون کی مختلف گستاخانہ اور مفسدانہ حرکتون کے باعث سے جو امرتسر رائکوٹ اور ملود کی سنگین تر وارداتون کے سوا ابتک وقوع مین آچکی تہین فساد کے پہیل جانیکا

قوی اندیشہ تہا اور بنظر مزید نگرانی وانتظام کے انکا پٹیالہ مین موجود ہونا مناسب
اور مصلحت تہا مہاراج نے ازراہ دور اندیشی نارنول کا جانا ملتوی کردیا اور بمشورہ
نواب لفٹننٹ گورنر بہادر اُسی دن شام کی ریل پر پٹیالہ کو روانہ ہوے۔

جب ملود کے حملہ کی خبر پہنچنے کے چند گہنٹہ بعد کوٹلہ پر حملہ ہونیکی دوسری خبر نواب
لفٹننٹ گورنر بہادر کے پاس پہنچی تو اُسی رات کو سپیشل ٹرین پر سپاہ انگریزی دہلی اور
جالندہر سے لدہیانہ کو روانہ ہوئی اور مسٹر فورسایتہہ صاحب کمشنر انبالہ کو جو دہلی
مین تہے حکم ہوا کہ رام سنگہہ کو بمشورہ صاحب کمانڈنگ افسر کیمپ انبالہ جاکر فوراً گرفتار
کرلین اور جس جس جگہ اِس فرقہ کے باقی سرگروہ ایسے تہے جن سے اندیشہ تہا وہان کے
حکام کو تار پر حکم بہیجا گیا کہ انکو گرفتار کرکے قلعہ الہ آباد کو بہیجدین۔ اسوقت لدہیانہ بہت
خوف کی حالت مین تہا اور وہانکے حکام کو یقین تہا کہ مفسد کوٹلہ کیطرح سنگرور (ریاستگاہ
جیند) وغیرہ پر بہی حملہ کرینگے اور اور اضلاع مین بہی جہان کوکے زیادہ تہے عموماً
بہت بے اطمینانی پہیلی ہوی تہی۔ چنانچہ فیروزپور مین جہان پنجاب کا سب سے بڑا
سلح خانہ ہے حکام نے ازراہ احتیاط چپراسیون تک کو ہتہیار دیدئے تہے اور
جابجا جنگی حفاظت کی گئی تہی۔ جیلخانہ کے پہرے بڑہا دئے گئے تہے۔ شہر اور
چہاونی مین رات کو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے روند و گشت ہوتی تہی۔

الغرض جب ہماری ٹرین چہاونی انبالہ کے سٹیشن پر پہنچی تو کپتان ہیلڈین صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ نے جو مہاراج کے پہنچنے کے منتظر تہے مہاراجکو جگاکر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کیطرف سے تار کا پیغام دیا کہ "گوگون نے پانسو آدمی کی جمعیت سے کوٹلہ پر بہی حملہ کیا" اور مسٹر رو صاحب جج عدالت خفیفہ لدہیانہ جو مسٹر کوان صاحب ڈپٹی کمشنر کے ملو دجانیکے سبب سے پیچھے ضروری کام کے ذمہ دار تہے راجپورہ مین اُنکی چٹہی ملی جسکو صاحب موصوف نے نواب علی محمد خان صاحب[1] کی تحریک اور مشورہ سے بسبب ہمارے موجود ہونیکے میرے چہوٹے بہائی

---

[1] یہہ صاحب نواب عبدالرحمن خان آخیر رئیس جہجر کے چچا ہین جب ستمبر ۱۸۴۵ء مین انکے بڑے بہائی نواب فیض علیخان صاحب نے قضا کی تو انہون نے ایک وصیت نامہ کے جو انکے والد نواب فیض محمد خان صاحب مرحوم نے لکہا تہا عبدالرحمن خان کو جو لونڈی کے پیٹ سے تہا غیر مستحق قرار دیکر ریاست کا دعوی کیا مگر کامیاب نہوے اور ریاست عبدالرحمن خان کو ملی اور اسکے بعد ایک طول و طویل جھگڑا ہوکر تیرہ سو پچاس روپیہ ماہوار کی پنشن انکے واسطے مقرر ہوئی اور یہہ لکہا گیا کہ بعد وفات انکی والدہ کے جسکی ایک ہزار روپیہ مہینہ کی پنشن مقرر ہوئی تہی پانسو روپیہ مہینہ انکو اور ملتا رہے۔ ۱۸۴۶ء مین انہون نے پہر اپنے اوسی دعوی کو زندہ کرنا چاہا مگر پہر بہی ناکامیاب ہی رہے اور ۱۸۵۲ء سے مارچ ۱۸۵۵ء تک انکے اور نواب کے باہم پنشن کے متعلق مختلف جھگڑے ہوتے رہے جسمین آخرکار یہہ کامیاب ہوے لیکن فیصلہ محکمہ ایجنٹی کی جو اسباب مین صادر ہوا تہا ہنوز تعمیل نہوئی تہی کہ ۱۸۵۷ء کا مشہور غدر برپا ہوگیا اور عبدالرحمن خان نے غالباً اس خیال سے کہ سردست باغی اُسکو اپنا طرفدار سمجھکر

خلیفہ سیّد محمد کاظم صاحب معاون میر منشی کے نام جو پٹیالہ مین تھے لکھا اور
نواب صاحب نے اپنے بیٹے فیض الدّین خانصاحب کے ہاتھ بھیجی تھی جو ہمارے
یہان پہنچنے سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے اس قوی ضرورت کے باعث بسبب گذرجانے
وقت پیسنجر ٹرین کے مال گاڑی پر بیٹھکر آئے تھے۔ اسمین لکھا تھا کہ گوکے ننگر ویر
حملہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہین اور شاید پٹیالہ کیطرف بھی آئین اور اسی مضمون کی ایک چٹھی
راجہ صاحب بہادر جیند کے پاس پہنچانیکو اُنکے سپرد تھی جو فوراً اُنکے پاس روانہ
کی گئی اور چونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ مسٹر کوان صاحب فساد کوٹلہ کے تدارک کے

ہو جائین اور سرکار انگریزی کی فتحیابی کی حالت مین حکّام انگریزی کا عتاب ہو تو انپر ہو وہ بری الذمہ
سمجھا جاے انکو باغیونکی امداد کیواسطے دہلی بھیجا چاہا اگر یہ کیونکر جا سکتے تھے کیونکہ انکی معاش کا اور ہر طرح کے
فواید کا مدار صرف حکّام انگریزی ہی پر تھا اور نواب دشمن تھا پس انہون نے انکار کیا اور جب باوجود نواب کے
اصرار کے وہان نگئے تو اُسنے انکو قید کر دیا اور اُسوقت تک کہ جب فتح دہلی کے بعد سپاہ انگریزی
جھجر کے ضلع اور عبد الرحمن خانکے گرفتار کرنیکو آئی یہ اسی حالت مین رہے لیکن تاہم جسطرح ہو سکا بعض
صاحبان انگریز موجودہ کیمپ دہلی کے پاس خیر خواہانہ خبرین بھیجتے رہے اور نواب کے گرفتار ہونیکے
بعد خوف و یاس کی حالت مین اپنی صفائی اور بے جرمی کے بھروسہ مہاراجہ نرندر سنگھ صاحب
بہادر کے پاس بامید سفارش چلے آئے اور مہاراجہ نے مسٹر بارنس صاحب کمشنر انبالہ کے سمجھانے
سے مفسدہ کے بالکلیہ فرو ہونے تک انکو پٹیالہ مین ٹھہرائے رکھا اور جب فساد فرو ہو گیا اور جھجر مین
امن و امان ہو گیا یہ جھجر چلے گئے اور صاحب ڈپٹی کمشنر جھجر سے سارٹیفکٹ صفائی حاصل کیا اور بالآخر

لئے کوٹلہ آنیوالے ہین اور اندیشہ تہا کہ مبادا انکو کے جمعیت کرکے انپر اور کوٹلہ پر کر حملہ کرین اسواسطے دو توپین اور دو سو سوار اور دو سو پیادے زیر حکم کرنیل جگت سنگھہ مہتکا فوراً کوٹلہ کو بہیجے گئے اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور مسٹر روصاحب کو بذریعہ تار اسکی اطلاع دیگئی اور چونکہ دو انگریزی رجمنٹین اور توپخانہ عنقریب کہنہ مین (سرہند اور لدہیانہ کے مابین ایک مقام ہے) پہنچنے والے تہے اور صاحب کمشنر انبالہ اور صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب نے انکے واسطے باربرداری بہم پہنچانے کے لئے بذریعہ تار درخواست کی تہی دو سو اونٹ اور تیس ہاتہی سرکاری ذخیرہ مین سے فی الفور کہنہ کو روانہ کئے گئے اور قرب کے باعث ناظم ضلع امرگڈہ کے نام حکم گیا کہ جسقدر ہوسکے اونٹ اور گاڑیون کے بہم پہنچانے مین مدد دین۔

بشمول دیگر اہل خاندان رئیس ستّو روپیہ ماہوار کی پنشن انکیواسطے تجویز ہوئی چونکہ صاحب کمشنر صاحب نے باوجود اعتراف انکی بے جرمی اور صفائی کے طول قیام پٹیالہ کو انکی کمی پنشن کیواسطے سبب قرار دیا تہا حالانکہ مسٹر بارنس صاحب کے اتمزاج سے یہہ یہان ٹہرائے گئے تہے اسواسطے مہاراج نرندر سنگھہ صاحب بہادر نے اکتوبر ۱۸۶۲ء مین صاحب سکرٹری گورنمنٹ اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام کا سفارشی خریطہ جسمین یہہ سب حال درج تہا انکو دیا مگر بدقسمتی سے حکام موصوف کیخدمت مین پیش نہوسکا اور یہہ بیچارے بدستور ناکامیاب ہے اور بلحاظ اس امر کے کہ انکو قیام پٹیالہ کے باعث سے نقصان پہنچا دہائی سو روپیہ ماہوار انکے اور لوہ روپیہ انکے دونون بیٹون محمد خیاص خان

جب کوٹے کوٹلہ مین فساد کرکے رڑ مین آئے اُسوقت سیّد نیاز علی صاحب رضوی
سامانوی نایب ناظم ضلع امرگڈھ دورہ کی تقریب سے یہان سے قریب چار میل کے شیر پور
مین وارد تھے قریب گیارہ بجے دن کے جب اُنکو اُنکے اسطرح آنیکا حال معلوم ہوا
توعین بارش اور سردی کی شدّت مین اپنی اردلی کے دو سوارون اور چند اور رفقا
کے ساتھ جو پیچھے سے آملے تھے فوراً چڑھ کھڑے ہوئے اور بہت جلد وہان جا پہنچے
گانو مین کوی آدمی نہین ملا جو کسیطرح کی خبر ملتی یا کسیکو ساتھ لیتے خوف کے مارے سب
ادھر اُدھر بھاگ گئے تھے پس کمال دلیری سے اپنی ہی ہمّت پر بھروسہ کرکے جہان
وہ گروہ ٹھہرا ہوا تھا گئے۔ مفسد انکو آتے دیکھکر خون آلودہ تلوارون کے ساتھ انکی
طرف بڑھے جب چالیس پچاس قدم کا فاصلہ رہگیا تو سیّد صاحب گھوڑے سے
اُتر پڑے اور نہایت استقلال اور دلیری کے ساتھ اُنکو کہا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا مین
مہاراج کا ناظم ہون اور تمہارے گرفتار کرنیکو آیا ہون۔ اگرچہ ہمین شک نہین ہے
کہ ہم چند آدمی تمہارے مقابلہ مین یقیناً مارے جاینگے مگر یاد رکھو کہ پھر مہاراج تم
مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے،، یہہ سنکر مفسد اپنی عادت کے موافق بڑی
تعلّی کے ساتھ کہنے لگے کہ،، کوٹلہ والون سے لڑائی کیا تھی البتہ ان سے لڑنا چاہیے

اور فیض الدین خان صاحب کے نام سے بطور پنشن ریاست سے مقرر ہے۔ ۱۲۔ مولف

ورنہ لوگ کہینگے کہ کوے بڑی سرکار سے ڈر گئے " اور یہہ کہکر انکا محاصرہ کرلیا۔ پس یہہ بہی ناچار ہتہیار سنبہال کر کہڑے ہوگئے۔ اتنے مین **سردار پنجاب سنگہہ** راے پورہ مع اپنے بہائی **پرتاب سنگہہ** کے جنکا مقام سکونت یہان سے قریب تہا اور رخصت پر اپنے گہر آئے ہوے تہے یہہ سنکر کہ ہماری سرکار کا نایب ناظم کوکون کے مقابلہ مین گیا ہے دونالی بندوقین لئے ہوے انکی مدد کو آپہنچے۔ سید صاحب نے باغیون سے پہر تاکید و تنبیہ کہا کہ ہماری تمہاری زندگی اسیمین ہے کہ ہتہیار ڈالدو پس پہلے تو انہون نے تامل کیا مگر پہر کچہہ سوچکر اطاعت قبول کرلی اور ہتہیار دیدیئے۔ جب ہتہیار لے لئے گئے تو اُنکے باہم جہگڑا ہوا کہ کیون دیدیئے اور ایک شخص کو اسقدر طیش آیا کہ خودکشی کے ارادہ سے کوئین مین کودپڑا جو زندہ نکال لیا گیا۔ غرض ۶۸ اڑسٹہہ آدمی گرفتار ہوے جنمین ۲۹ انتیس زخمی تہے اور دو ایسی عورتین تہین جنہون نے کوٹلہ مین چند آدمیون کو زخمی کیا تہا اور سید صاحب نے بجد وجہد تمام رات کے دس بجے انکو شیرپور کی گڑہی مین لیجاکر بڑی خبرداری سے رکہا اور چونکہ یقین تہا کہ انکے ساتہہ کے بہت سے آدمی ادہر اُدہر منتشر ہوگئے ہین اور اس فرقہ کے لوگ قرب و جوار مین آباد بہی تہے اور گڑہی مین جو چنداں مستحکم مکان نہین ہے صرف چند سپاہی تہانہ کی حوالات کیواسطے تہے اسلئے وہ رات بہت

اندیشہ کے ساتہہ بسر ہوئی مگر اگلے روز نظامت انادگڈہ سے جہان فوراً خبر بہیجدی گئی تہی کسیقدر مدد اگئی اور بیڑیان بہی آگئین جو اُن شخصون کے ڈالی گئین جو زخمی تھے اور زخمیون کے زخم سئے گئے جس سے بلاہ تمرد و بمراد انہار جو انکی وہ بہت انکار کرتے تہے چونکہ میر نیاز علی صاحب کی جرات اور جانبازی سے وہ لوگ جو اہل فساد کے سرگروہ تہے گرفتار ہو گئے تہے اور اسطرح سے مفسدو کا پہیلاو رک گیا تہا اسلئے فوج سے کام لینے کی ضرورت نہین ہوئی۔

مہاراج نے میر نیاز علی صاحب کو اس جرات اور جلاوت کے صلہ مین ایک بہاری خلعت عطا فرمایا اور مہندرگڈہ کی نظامت کے عہدہ پر جو خالی تہا ترقی فرمائی اور اُنکے ہمراہیون کو بہی بڑے بڑے انعام عطا ہوئے اور عہدون کی ترقی کی گئی اور گورنمنٹ سے بہی بڑی تحسین اور آفرین کے ساتہہ سید صاحب کو ایک بیش بہا خلعت مع شمشیر عطا ہوا اور گورنمنٹ نے گرمجوشی کے ساتہہ ریاست کی خیرخواہی اور خیراندیشی کا اعتراف کیا اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ پنجاب کی سالانہ رپورٹ مین اس مفسدہ کا ذکر لکہکر مہاراج کی نسبت یہہ تحریر فرمایا کہ ،، اس عمل اور اعمال دیگر سے جو اُنکے ملازمون سے ظہور مین آئے ویسی ہی ہمت اور خیراندیشی سرکار انگلشیہ ظاہر ہوئی جیسی ہمیشہ

اُنکے امتیاز کا موجب رہی ہے اور کارگذاری اہلکاران ریاست پٹیالہ ایسی حیثیت تہی کہ قبل پہنچنے مہاراجہ صاحب بہادر اور فوج سرکاری کے جو دہلی سے روانہ کی گئی تہی تمام باغی گرفتار کر لیے گئے تہے اور قضیہ تمام ہو گیا تہا[1]، اور جناب لارڈ نارتہہ بروک صاحب بہادر وَیسرائے و گورنر جنرل ہند نے انیسوین[19] اکتوبر ۱۸۷۲ع کے انبالہ کے دربار عام مین علانیہ شکرگذاری گورنمنٹ کا اظہار کیا۔

اب مفسدون کا انجام کار سنیے کہ جب یہہ لوگ بسبب اُن جرائم کے کہ بمقام ملودہ و کوٹلہ سرزد ہوے تہے حسب دستور مقررہ مابین ہمارے اور گورنمنٹ اور ہمارے اور ریاست کوٹلہ کے کوٹلہ کے مقام صاحب ڈپٹی کمشنر لدہیانہ کے حوالہ کیے گئے (کیونکہ بسبب لاولدی مرنے نواب سکندر علیخان صاحب مرحوم کے مقدمہ مسندنشینی کوٹلہ ہنوز زیر تجویز تہا اور ریاست زیر اہتمام صاحب ڈپٹی کمشنر لدہیانہ تابع احکام صاحب کمشنر انبالہ کے تہی) تاکہ حسب مقتضائے ضابطہ و انصاف عمل کرین اٹہارہوین[18] جنوری کی شام کو صاحب موصوف نے بغیر تحقیقات اور کسیطرح کے امتیاز کے اڑسٹہہ[68] مین سے اونچاس[49] کو توپ سے اڑوا دیا اور چونکہ اس عرصہ مین رات ہو گئی اٹہارہ[18] آدمیون مین سے جو باقی رہ گئے تہے عورتون کے

---

[1] دیکھو فقرہ نمبر ۶۶ و ۶۷ رپورٹ مجموعی گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۷۱ و ۱۸۷۲ع - ۱۲ - مولف

سوا سولہ آدمی اگلے دن بعد قلمبندی اظہارات صاحب کمشنر انبالہ کے حکم سے
جو اُس روز کوٹلہ پہنچگئے تھے اور جنہون نے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کارروائی کو بحیثیت
پولیٹکل افسر اور اعلیٰ منتظم ریاست کوٹلہ کے مستحکم او منظور کیا تھا اوڑا دیئے گئے۔

یہہ طریق سزا جو ضابطہ معینہ عدالت اور اصول سلطنت انگریزی کے برخلاف
تھا اگرچہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو ناپسند ہوا مگر اُنہون نے اس سبب سے کہ موقع وقت
بہت مشکل تھا اور جو حکام اس کارروائی سے تعلق رکھتے تھے اُنکو کچھہ تحقیق نہ تھا کہ
آیندہ کیا صورت پیدا ہو اور تمام ملک مین اضطراب تھا بلحاظ سیرت اس فرقہ کے
لوگون کے اور نیز بلحاظ اس بات کے کہ جو جرایم مفسدون سے سرزد ہوئے تھے
قابل سزا موت تھے مناسب اور قرین مصلحت سمجھکر صاحبان موصوف کی اس
کارروائی کو منظور رکہا اور اپنی رائے یہہ تحریر فرمائی کہ ،، اگرچہ حکام موصوف نے
کارروائی مین غلطی کی لیکن تاہم نیک نیتی سے اور امن وحفاظت مخلوق کی
غرض سے کی تہی مگر لارڈ نیپیر آف مرچسٹن بہادر گورنر اس قایمقام نیسرائے
وگورنر جنرل ہند نے اس کارروائی کو قابل الزام قرار دیا اور مسٹر کوان صاحب
ملازمت گورنمنٹ سے علحدہ کئے گئے اور مسٹر فورسایتہہ صاحب پنجاب سے
اودہ کو تبدیل ہوئے اور حکم دیا گیا کہ آیندہ کوئی پولیٹکل خدمت اُنکے سپرد نہو مگر

بعدازین لارڈ نارتہہ بروک صاحب بہادر مستقل وایسرای و گورنر جنرل کی سفارش سے صاحبان موصوف کی خدمات سابقہ اور امور پر لحاظ ہو کر گوان صاحب کی پنشن مقرر ہوگئی اور فورسایتہہ صاحب کی نسبت جو شرط لگائی گئی تہی وہ منسوخ کی گئی اور صاحب موصوف کو سفارت یارقند (جسمین انہون نے بہت تکلیف اٹہائی تہی) اور سفارت برہما کی کامیابی کے صلہ مین کے سی ایس۔ آئی کا خطاب دیا گیا اور کونسل قانونی گورنمنٹ ہند کے ممبر مقرر کیے گئے۔

رام سنگہہ اب رنگون مین ہے اور بہینی مین اسکا چہوٹا بہائی بدہ سنگہہ اسکا جانشین ہے۔ جو لوگ پکّے کوکے تہے وہ اپنے طریق پر قایم ہین اور بدہ سنگہہ کا ادب و تعظیم کرتے ہین مگر جو لوگ صرف دیکہا دیکہی کوکے ہوگئے تہے انہون نے علانیہ اس مذہب کو ترک کر دیا ہے اور آیندہ لوگون کا اسمین شامل ہونا بند ہوگیا ہے۔

لارڈ میو صاحب بہادر کا پورٹ بلیر کے مقام ایک قیدی کے ہاتہہ سے قتل ہونا اور مہاراجہ کا انکی یادگار مین ایک فیلوشپ کا قایم کرنا

ہز ایکسلینسی ارل میو صاحب بہادر ویسراے و گورنر جنرل ہند جنکا نام اس عمدہ مصلحت کے ترقی دینے کے باعث سے کہ حکام انگریزی کو ہندوستانی روساے و شرفا کے ساتھ ذاتی دوستی اور ارتباط پیدا کرنا اغراض سلطنت کے واسطے نہایت مفید ہے ہندوستانیون خصوصاً ہندوستانی رئیسون کو ہمیشہ محبت کے ساتھ یاد رہیگا جب دہلی کے کیمپ آف اکسرسایز یعنی فوج کی مشق جنگ مصنوعی کا ملاحظہ فرما کر کلکتہ تشریف لیگئے تو انکا ارادہ ہوا کہ اول ملک برہما کو دیکھین اور پہر جزایر انڈمن کا ملاحظہ کرین جنکو انگریز پورٹ بلیر اور عوام کالا پانی کہتے ہین اور جہان ہندوستان سے بغرض آبادی اُن جزایر اور نیز انسداد جرایم سنگین کے دایمی یا میعادی جلا وطن اور سنگین مقدمات کے قیدی بہیجے جاتے ہین اور جنکو ابتک کسی گورنر جنرل یا ویسراے نے نہین دیکہا تہا۔ چنانچہ آٹہوین فروری سنہ ۱۸۷۲ع کو وہان تشریف لیگئے اور اس آبادی کے صدر مقام آس کے گہاٹ پر جہاز سے اُترے اور قیدیون کے مکانات بود و باش اور ہندوستانی پیادہ فوج کے مکانات اور ہسپتال اور نئے گرجا گہر اور اَور تعمیرات سرکاری کو دیکہا اور تہوڑی دیر آرام فرما کر فوج گورہ اور یورپین قیدیونکی بارگون اور کتاب خانہ کا ملاحظہ کیا اور تین بجے ایک چہوٹی دخانی کشتی پر مقام ابرڈین اور ہیڈو کے پاس سے گذر کر وائپر نام

جزیرہ مین جو اس سے قریب پانچ میل کے ہے اُترے جہان ایسے قیدی رہتے تھے جو مشہور بدمعاش ہوں یا اس جزیرہ کے قیام کی حالت مین سخت سلوک کے قابل ثابت ہوئے ہوں اور اسکو دیکھہ بھال کر چیٹھم مین جو چھوٹے سے جزیرہ مین ہے آرون کے کارخانے اور کوئلہ کے گودام کا ملاحظہ فرمایا اور یہان سے قریب پانچ بجے کے کوہ ہیری ئیٹ کی سیر کیواسطے تشریف لیگئے جسکی نسبت یہہ تجویز تھی کہ فرصت ہوگی تو دیکھہ لیا جایگا۔

ہیری ئیٹ ایک اونچا پہاڑ سب سے بڑے جزیرہ مین چیٹھم کے سامنے ہے اور اسکے نیچے ایک جگہہ ہوپ ٹون نامے ہے جہان ایسے قیدی رہتے ہین جو ضعیف یا معذور ہون یا جنکو ٹکٹ آف لیو یعنی بے روک ٹوک چلنے پھرنے کا اجازت نامہ ملا ہو یا چند ایسے لوگ جو اس آبادی کے کاروبار کے لئے مطلوب ہون۔ نواب ویسرائے جب اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو اگرچہ آفتاب چھپگیا تھا مگر تاہم ایسی روشنی تھی جسمین کل آبادی کی سیر ہوسکتی تھی اور سب جزیرے اور کھاڑیان دکھائی دیتے تھے۔ یہان سے پھرتے ہوئے راستہ مین دو قیدیون نے جنکے پاس اجازت نامے تھے اُن سے کچھہ عرض کیا اور میجر جنرل سٹوورٹ صاحب سوپرنٹنڈنٹ یعنی جزایر آبادی ہاے مذکورہ کے حاکم اعلے نے جو ہمراہ

تہے اُنکو کہدیا کہ حسب ضابطہ عرضیان دینگے تو اُنکے مقدمات کی تحقیقات کیجائیگی۔ انکے سوا پہاڑ پر اُور کوی قیدی نہین ملا۔ سب ہوپ ٹاؤن مین اپنی اپنی جہونپڑیون مین تہے۔ اسوقت سوا سات بج چکے تہے اور بالکل اندہیرا ہوگیا تہا اور اسواسطے دو شخص مشعلین لیئے ہوے آگے آگے تہے۔ پس جب نواب ممدوح اُن جہونپڑیون سے آگے نکل گئے جہان چالیس پچاس قیدی صف باندہے کہڑے تہے اور صاحب سوپرنٹنڈنٹ ایک شخص کو کچہہ حکم دینے کیواسطے ٹہر گئے اور گہاٹ تک جو مسافت تہی قریب دو ثلث کے باقی رہگئی تو یکایک ایک آدمی پیچہے سے اُنپر آن پڑا اور ایک عام قسم کی چُہری سے جو کہانا پکانے یا اَور خانگی کامون مین کام آتی ہے اُنکو زخمی کیا۔ ایک زخم بائین شانہ پر اور دوسرا دائین شانہ کی ہڈی کے نیچے تہا اور یہہ ایسے زخم تہے کہ ہر ایک جان کے لینے کو کافی تہا۔ نواب ویسرای زخمی ہوکر چند قدم گہاٹ کیطرف بڑہے اور یہہ الفاظ یا ایسے الفاظ اُنکی زبان سے نکلے کہ ،، مجہے ضرب لگی ،، اور چند لمحہ بعد اُنکا انتقال ہوگیا۔

یہہ وحشی صفت انسان جسنے نواب ممدوح کو قتل کیا تہا اور جسکا نام شیر علی تہا کوکی خیل کا آفریدی پٹہان تہا اور بیرون از حدود عملداری سرکار انگلشیہ جمرود کے قریب خیبر کے علاقہ کا رہنے والا تہا اور اپریل سنہ ۱۸۶۷ء مین ایک قتل عمد

کی پاداش مین جو اس سے پشاور مین سرزد ہوا تہا حبس دوام بعبور دریای شور کا سزایاب ہوکر یہان بہیجا گیا تہا اور مئی ۱۸۶۹ء سے ہوپ ٹون مین حجام کا کام کرتا تہا اس اس قابل نفرت حرکت مین کسیکو شریک نہین تبلایا اور نہ کوی سبب بیان کیا صرف یہہ بیہودہ جواب دیا کہ یہہ کام مینے خدا کے حکم سے کیا ہے۔

اس حادثہ کی خبر جب چودہوین فروری کو جگادہری کے مقام سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے مہاراج کو دی تو اُنکو نہایت غم الم ہوا اور اُنہون نے حکم دیا کہ وہ تمام نامبارک رسمین عمل مین لائی جاوین جو موافق دستور اس ریاست کے ماتم کے موقعون پر عمل مین آتی ہین اور اس غرض سے کہ اہل پنجاب کے دلونمین لارڈ ممدوح کی یادگار اور احترام ہمیشہ کے لئے قایم رہے اور پنجاب یونیورسٹی کے مفید اور فیض رسان سرمایہ کو ترقی ہو پندرہ ہزار روپیہ اس حکم سے عنایت فرمایا کہ ایک سکالرشپ یا فیلوشپ پٹیالہ میو سکالرشپ یا فیلوشپ کے نام سے قایم کیجاے اور وہ ایسے طالبعلمون کو ملتی رہے جو انگریزی اور سنسکرت یا انگریزی اور عربی مین لیاقت حاصل کرین اور اشتہار مندرجہ ذیل پٹیالہ اخبار کے ایک زاید اور ضروری پرچہ مین چہاپا گیا۔

اشتہار

حضور پرنور مہاراجہ صاحب مہندر بہادر بالقابہ کو مضمون تار برقی صاحب پرائیوٹ سکرٹری جناب نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب سے جو کیپ جگادہری سے تیرھوین فروری کی شبکو اور نواب ممدوح کی پرائیوٹ چٹھی سے جو آج صبحکو پہنچی دریافت ہوا کہ جناب معلے القاب ارل میو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند بمقام پورٹ بلیر آٹھوین فروری کو سات بجے شام کے قتل کئے گئے۔ قاتل ایسا شخص تہا جسکے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور کا فتوی دیا گیا تہا۔ حضور محتشم الیہ نہایت قلق و ملال کے ساتہہ اس واقعۂ جانکاہ کو اطلاع عام کیواسطے اپنی قلمرو مین مشتہر فرماتے ہین اور تمام ملازمان و رعایا اپنی قلمرو کو ہدایت فرماتے ہین کہ وہ بہی اس غم والم مین حضور ممدوح کے شریک حال ہون جو ہماری نہایت مہربان شہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ کے ایک نہایت لائق اور مستعد اور خیرخواہ خلائق اور ہردل عزیز نایب السلطنت کی وفات سے انکو ہوا ہے جو موت کے بیرحم ہاتہون نے ہمسے بیوقت چہین لیا ہے اور جسکی ہردل عزیزی خوش اخلاقی۔ رعیت پروری رحم اور انصاف نے ایک دایمی یادگار اُن لوگون کے دلون مین چہوڑی ہے جو جناب مرحوم سے کسی طرح کا عام یا خاص تعلق رکہتے تہے۔ حضور پرنور مہاراجہ صاحب مہندر بہادر بالقابہ نہایت

افسوس کے ساتھہ فرماتے ہین کہ یہہ سخت ناگوار واقعہ نہ صرف اسوجہہ سے ہمارے لئی
باعث رنج وملال ہے کہ حضور مرحوم ہماری شہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ کے نایب السلطنہ
اور قایم مقام اوّل تھے بلکہ زیادہ تر اسوجہہ سے ہی کہ جناب ممدوح ایک خاص دوستانہ
اور شفقانہ تعلق ہمسے رکہتے تہے اور بنظر یادگار اُس تعظیم وعزت کے جسکے جناب
مرحوم مستحق تھے حکم دیتے ہین کہ اسوقت یہہ حکم دفاتر نظامت وغیرہ مین موصول
ہو فی الفور وہ تمام نامبارک رسمین عمل مین لائی جائین جو حسب دستور اس ریاست کے
عظیم سے عظیم غم کے واقعات کی حالتمین عمل مین آتی ہین یعنی تین دن تک تمام قلمرو
کے اندر سرکاری دفتر بند رہین اور صدر مقامات کے بازار بند کئے جائین گہڑیال
بجنا اور معمولی توپ کا رات او ردنکو چلنا موقوف کیا جاوے“

یہہ اشتہار پٹیالہ اخبار سے نقل ہوکر استحساناً گورنمنٹ گزٹ پنجاب مین بہی
چہاپا گیا تہا اور اسکی اطلاع بطور رضامندی گورنمنٹ بذریعہ مراسلہ صاحب سکرٹری
گورنمنٹ نے مہاراج کو دی تہی اور یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ ایک جلیل الشان انگریزی
حاکم کی وفات کے موقع پر اس ریاست مین غم وماتم کی رسمین علانیہ طور پر
عمل مین آئین اور گورنمنٹ انگریزی کے غم کو اپنا غم سمجھا گیا۔

تہنیت ختم قران مجید ولیعہد بہوپال کی تقریب سے ہمارے اہلکارون

کا بہوپال جانا اور وہان کے اہلکارون کا یہان آنا

ہندوستان مین جسطرح اولاد کی شادی مین طرح طرح کے تکلف اور دہوم دہام کئے جانیکی رسم ہے خاندان روسا بہوپال مین لڑکے کے ختم قرآن مجید کرنیکے موقع پر بڑی دہوم دہام کیجاتی ہے جسکو وہان کی اصطلاح مین ہار ہونا کہتے ہین اور اس تقریب سے دوستون کے ہان سے لڑکے کے والد اور والدہ اور اُسکے اُستاد کیواسطے زیور اور جوڑے اور خلعت آتے ہین اور یہان سے وہان بہیجے جاتے ہین چنانچہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء مین ہمارے ہان سے بہی نواب سُلطان جہان بیگم صاحبہ ولیعہد بہوپال کے ختم قرآن مجید کرنیکی تقریب سے دو اہلکار جوڑے دیکر بہیجے گئے تہے کیونکہ مہاراجہ نرندر سنگھ صاحب بہادر کے عہد سے جبکہ جناب ممدوح اور نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ والیہ بہوپال کو نومبر سنہ ۱۸۶۱ء مین تقریب شمول دربار سٹار آف انڈیا الہ آباد جانیکا اتفاق ہوا تہا دونون ریاستون کے باہم دوستانہ خط و کتابت اور راہ و رسم جاری تہی پس اب اُسی تقریب سے جبکہ مہاراج دہلی مین سپاہ انگریزی کے شیم فایٹ (جنگ مصنوعی) کے دیکہنے کیواسطے ٹہرے ہوئے تہے بہوپال کے دو اہلکار جوڑے لیکر آئے اور چند روز قیام کے بعد اُسی عزت اور احترام کے

ساتھہ رخصت کئے گئے جیسا کہ ہمارے اہلکارون کے واسطے ریاست موصوف کی طرف سے عمل مین آیا تھا - یہہ پہلا ہی موقع تھا کہ اس ریاست مین جو ایک دور دراز ریاست ہے اور جسکو اس ملک سے کچھہ تعلق نہین ہے ایک دوستانہ تقریب سے اہلکار بہیجے گئے اور وہان سے یہان آئے - ١٥

پٹیالہ مین تار برقی کے دفتر کا قایم ہونا

مہاراج کو جب اختیار حکمرانی حاصل ہوا تو تہوڑے ہی عرصہ بعد تسہیل کارروائی امور ریاست اور ترقی معاملات تجارت ورفاہ رعایا کیواسطے انکا ارادہ ہوا کہ ریاست کے خرچ سے خاص پٹیالہ مین دفتر تار برقی قایم کیا جائے لیکن چونکہ

---

١٥ - ریاست بہوپال کا بانی دوست محمد خان نامے میرازی خیل قوم کا ایک پٹہان تیراہ متصل درہ خیبر کا رہنے والا تھا جو ۱۷۰۸ع مطابق ۱۱۲۰ ہجری مین ہندوستان مین آکر فوج شاہی کے ساتھ مالوہ کو گیا اور اُس انقلاب سے جو اورنگ زیب کی وفات کے بعد ہوا مستفید ہو کر حکمت اور جنگ سے رفتہ رفتہ اس حصہ ملک کا مالک ہو گیا جو بالفعل ریاست بہوپال کے نام سے مشہور ہے ۱۱۵۳ ہجری مین جب اسنے قضا کی اسکا بڑا بیٹا یار محمد خان جسکو ۱۱۳۵ ہجری مین نواب نظام الملک دکن کو جاتا ہوا اول مین اپنے ساتھہ لیگیا تھا بہوپال مین نتھا اسلئے اہل خاندان اور ارکان ریاست نے اسکے علاتی بہائی سلطان محمد خان کو جو سات آٹھہ برس کا تھا مسند پر بٹھلایا لیکن نظام الملک نے یار محمد خان کی تائید کی اور اسکو نوابی کا خطاب دیکر اپنی فوج کے ساتھہ بہوپال بہیجا

یہ امر بغیر شمولیت اور استصواب گورنمنٹ انگریزی کے ممکن نہ تہا اسلئے جولائی سنہ ۷۰ء مین بوساطت گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ اعلی مین اسکی تحریک ہوئی اور بعد خط وکتابت از روے ایک عہدنامہ خاص کے جسپر گورنمنٹ ہند کیجانب سے کرنل مری صاحب قایم مقام ڈائرکٹر جنرل صیغہ تاربرقی ہند اور ریاست کیطرف سے خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی ریاست نے بمقام شملہ دستخط کئے تہے چند مناسب شرطین قرار پاکر شروع مارچ ۱۸۷۱ء مین دفتر کہولا گیا اور پہلے پہل تین پیغام بنام نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور نواب وایسراے

اور وہ سلطان محمد خان کو علحدہ کرکے مسند نشین ہوا سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین جب اسکا انتقال ہوا تو اسکا بیٹا فیض محمد خان گیارہ برس کے سن مین گدی پر بیٹھا سلطان محمد خان کے ساتھ جو علحدہ مسند پر بیٹھا تہا لڑائی ہوئی جسمین سلطان محمد خان کو شکست ہوئی اور وہ ایک پرگنہ جاگیر مین لیکر دعوی ریاست سے دست بردار ہوا فیض محمد خان سے آشٹا۔ سیہور۔ اچھاور۔ دورآہہ۔ دیوی پور وغیرہ پرگنات پیشوا نے جو شہنشاہ دہلی کے نام سے حکومت کرتا تہا دہلی سے پونا کو جاتے ہوئے دہمکا کر لے لئے اور صرف گونڈوانہ کا وہ حصہ جو اسکے قبضہ مین تہا اسکے پاس رہگیا یہ واقعہ اس مشہور ومعروف لڑائی سے تہوڑا ہی عرصہ پہلے کا ہے جو پانی پت کے مقام مرہٹون اور احمد شاہ درانی کے باہم ہوئی تہی۔ فیض محمد خان کے کوئی لڑکا نہ تہا اسواسطے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین اسکے انتقال کے بعد مسند نشینی کی بابت جہگڑا ہوا اور آخرکار اسکا بہائی حیات محمد خان مسند نشین ہوا۔ اسوقت ریاست کی آمدنی قریب بیس لاکہہ روپیہ سال کے تہی اسکے عہد مین پنڈارون اور ناگپور والون نے اسملک پر متواتر حملے کئے اور بڑی خرابی اور بربادی پہیلائی گردوست محمد خان کے پڑپوتے وزیر محمد خان

دگورنر جنرل بہادر ہند اور صاحب سکرٹری آف سٹیٹ کے بہیجے گئے جنمین مہاراجہ
کی طرف سے مناسب الفاظ مین اس ذفتر کے کہوے جانیکی اطلاع دیگئی اور صاحب
سکرٹری آف سٹیٹ سے استدعا کی گئی کہ براہ مہربانی حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا
اور ہز رائیل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد سلطنت ہند و انگلنڈ
کے حضور مین عالیجناب پرنس ممدوح کی شفایابی کی دلی مبارکباد گذارش کرین جسکا
جواب ممدوحین نے بالفاظ مناسب بہیجا اور صاحب سکرٹری آف سٹیٹ نے حضرت

کی شجاعت اور ہمت سے جسکا باپ شریف محمد خان ایک خانگی جہگڑے کے باعث باغی ہوکر سنہ ۱۲۰۱ھ
مین مع اپنے پانچ بہائیون کے مارا گیا تہا اور جب سے ہی یہہ ریاست سے نکلا ہوا تہا اور اب پہر ریاست مین
آگیا تہا ریاست بربادی اور تباہی سے بچگئی اور اکثر علاقے جو چہن گئے تہے پہر قبضہ مین آگئے مگر اسکی قوت
اور لیاقت پر نواب کے بیٹے غوث محمد خان کو بڑا حسد ہوا اور وہ گوالیر جاکر وزیر محمد خان کے برخلاف سیندہیا
کی فوج کو چڑہا لایا مگر وزیر محمد خان نے سیندہیا کے سردار کو اپنے ساتہہ ملالیا اور اسنے نواب سے اسکی صفائی
کرادی اور گوالیر کی فوج واپس چلی گئی۔ تب وزیر محمد خان کی بن آئی اور اسنے تمام انتظام اپنے ڈہنگ
پر کرلیا اور حیات محمد خان جو ایک تن آسان اور بے ہمت شخص تہا برائے نام نواب رہکر تہتر برس
کی عمر مین ۱۲۰۳ھ ہجری مین قضا کر گیا۔ جب اسکا بیٹا غوث محمد خان گدی پر بیٹہا اسنے اپنے تئین
قوت دینے کی غرض سے پہر گوالیر اور ناگپور والون کی فوج کو بلایا اور اپنے بیٹے معز محمد خان کو
ناگپور کے سپہ سالار صدیق علیخان کے ساتہہ ناگپور بہیجا۔ وزیر محمد خان یہہ دیکہکر قلعہ گنور مین جو بہوپال سے
جنوب کیطرف ایک مضبوط اور دشوار گذار پہاڑی قلعہ ہے جا رہا تہا پس جب صدیق علیخان

ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کیطرف سے گرمجوشی کے ساتھ اظہار شکرگذاری کیا۔

یہہ لین جو پٹیالہ سے راجپورہ ہوکر چھاونی انبالہ کے دفتر ٹیلیگراف سے ملائی گئی ہے چونکہ ریاست کے خرچ سے قایم ہوئی ہے عہدنامہ کے موافق پٹیالہ ٹیلیگراف لین کے نام سے نامزد ہے اور اگرچہ عہدنامہ کی روسے یہہ دفتر بھی سررشتہ ٹیلیگراف ہند کا ایک شعبہ سمجھا جاتا ہے اور اسکی نگرانی حکّام سررشتہ مذکور کے متعلق ہے اور علاوہ تنخواہ لوکل عہدہ دارون اور عملہ کے بنام تہاد مصارف نگرانی ریاست سے ایک

ناگپور کو چلا گیا اور تہوڑی سی فوج بہوپال مین رہگئی وزیر محمد خان نے دفعتاً آکر اُسپر حملہ کیا اور شکست دیکر نکالدیا اور جن جن لوگون نے نواب کو اُسکے برخلاف ناگپور والون سے سازش کرنیکی رائے دی تہی انکو سخت سزا دی۔ اسکے بعد ہی اس سبب سے کہ وزیر محمد خان سیندہیا اور ناگپور والون کے برخلاف پنڈارون کی مدد کرتا تہا ایک دو لڑائیان سیندہیا اور ناگپور والون سے ہوئین اور آخر یہہ دونون وزیر محمد خان کی بربادی کے درپے ہوئے اور ۱۸۱۳ع مین اُنکی متفقہ فوج نے جو بہت کثرت سے تہی بہوپال کا محاصرہ کرلیا اور نو مہینے تک برابر گہیرے رکہا جس سے بہوپالیون کو سخت تکلیف ہوئی مگر انکی خوش قسمتی سے غنیم کی فوج مین وبا اور بیدلی پہیل گئی اور ناگپور کا سپہ سالار صدیق علیخان جو ہم مذہبی کے باعث سے لڑائی مین زیادہ زور نہ دیتا تہا ایک ہولناک خواب دیکہنے کا بہانہ بنا کر ناگپور کو چلا گیا اور گوالیر کا سپہ سالار جگوا باپو ناکامیابی کی غیرت سے ہیرا کہا کر مر گیا اور فوج واپس چلی گئی اس لڑائی کے بعد غوث محمد خان کا اختیار بالکل جاتا رہا اور وزیر محمد خان خود مالک ملک ہوگیا۔ اگلے برس سیندہیا نے پہر فوج کشی کی مگر وزیر محمد خان نے سرکار انگریزی سے حمایت چاہی اور سرکار

قرم متعین گورنمنٹ کو دیجاتی ہے مگر ریاست کو اختیار ہے کہ اس دفتر کے جس عہدہ دار کو جب چاہے فوراً یہان سے علیحدہ کرادے اور خلاف ورزی احکام ایکٹ ٹیلیگراف کے جرم مین ہندوستانی انگریزی رعایا کو اپنی عدالت سے سزا دیوے اور تا مرضی گورنمنٹ ضروری معاملات مین لین کلیر کرانے کا بہی اختیار ہے اور یہہ بہی اختیار ہے کہ اگر کسی خاص باعث سے کسیوقت اس دفتر کا برخاست کیا جانا چاہے چہہ مہینے پہلے گورنمنٹ کو مطلع کرے اور گورنمنٹ نے قبول کیا ہے کہ اس دفتر مین کوئی یورپین یا یوریشین شخص مقرر

انگریزی نے یہہ دیکہکر کہ ناگپور والونکی دوستی پر چندان اعتبار نہین اور پنڈارون کے استیصال اور دبانیکے واسطے بہوپال کے ساتہہ اتفاق کرنا زیادہ مفید ہوگا سیندہیا کو بہوپال پر حملہ کرنیسے روکا اور اس سے تہوڑاہی عرصہ بعد ١٨١٦ء مین وزیر محمد خان کا انتقال ہوگیا اور اُسکا چہوٹا بیٹا نظیر محمد خان جسکی شادی غوث محمد خان کی بیٹی گوہر بیگم معروف قدسیہ بیگم کے ساتہہ ہوئی تہی بسبب لیاقتی اپنے بڑے بہائی امیر محمد خان کے مسندنشین ہوا - اب سرکار انگریزی نے پنڈارون کے استیصال کا ارادہ کیا اور فوج انگریزی بسرکردگی کرنل آدم صاحب ہوشنگ آباد مین آئی اور نواب کیطرف سے جو شرطین بطور بنیاد عہدنامہ آغاز ١٨١٧ء مین پیش ہوئی تہین اور ابتک زیر تجویز تہین گورنمنٹ سے اُنکا جواب آگیا اور نواب نے پنڈارون کے مغلوب کرنے مین تہ دل سے سپاہ انگریزی کو مدد دی اور گورنمنٹ نے خوش ہوکر تسلیم اُنکی خدمات کے پرگنات آشٹا - اچہاور - سیہور - دیوی پورہ بذریعہ عہدنامہ چہبیسوین فروری ١٨١٨ء اور قلعہ اور شہر اسلام نگر مع اُسکے ملحقات کے بذریعہ سند سوم اکتوبر سنہ مذکور دوام کیواسطے عنایت کیے اور نواب نے چہہ سو سوار اور چار سو پیادہ بطور کنٹنجنٹ دینے کا اقرار کیا اور سیہور مین اُسکی چہاونی

کیا جائیگا۔ دفتر پیغاموں کے لینے اور بہیجنے کیواسطے ہروقت کہلا رہتا ہے لیکن
ریاست کو اختیار ہے کہ باستمزاج گورنمنٹ پنجاب اگرچاہے اوقات خاص معین کردے
از روے معاہدہ تقسیم محصول کی بابت یہہ شرط ہے کہ موافق اوسط فاصلہ پٹیالہ اور
انگریزی لینوں کے باہم گورنمنٹ اور ریاست کے تقسیم کیا جائے مگر سہولیت جانبین
کی غرض سے اب عمل یہہ ہے کہ پٹیالہ کے دفتر کی تمام وکمال آمدنی داخل خزانہ ریاست
ہوتی ہے اور جو محصولات گورنمنٹ کے دفترون مین بابت پیغامات پٹیالہ کے وصول

تجویز ہوی اور پولیٹکل ایجنٹ سرکار انگریزی کا وہان رہنا قرار پایا۔ ۱۸۱۹ء مین نظر محمد خان
ایک اتفاقیہ پستول کی گولی لگ کر مرگیا اسکے صرف ایک لڑکی نواب سکندر بیگم ایک برس
تین مہینے کی عمر مین تہی اسواسطے ارکان ریاست اور گورنمنٹ کی راے سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل
قدسیہ بیگم کاربرداز رہے اور جس شخص کے ساتھہ شادی سکندر بیگم کی ہووے وہ آیندہ فرمان روا ے ریاست
ہو چنانچہ قدسیہ بیگم کی اطاعت کا اقرارنامہ منیر محمد خان سے اور عدم مداخلت امور ریاست کا اسکے
باپ امیر محمد خان سے لکہوایا گیا اور سکندر بیگم کی نسبت اُس سے کی گئی ۱۸۲۷ء تک قدسیہ بیگم
کارفرما رہین مگر سنہ مذکور مین جب منیر محمد خان نے ریاست کی باگ اپنے ہاتہہ مین لینی چاہی تو قدسیہ بیگم
کو ناگوار ہوا اور انہون نے منیر محمد خان کو نامرد ٹہراکر ترک نسبت کرنا چاہا اسپر باہم لڑائی ہوئی آخرکار
منیر محمد خان بتوسط سرکار انگریزی چوالیس ہزار روپیہ کی جاگیر لیکر دعوی سے دست بردار ہوا اور سکندر بیگم صاحبہ
کی نسبت اُسکے چہوٹے بہائی جہانگیر محمد خان کے ساتہہ ہوئی ۱۸۳۵ء مین جہانگیر محمد خان کے ساتہہ
بہی وہی باعث لڑائی اور جہگڑے کا ہوا ۔ چنانچہ جہانگیر محمد خان فساد کے شبہ مین نظربند کیے

ہوتے ہین وہ از ان خاص گورنمنٹ سمجھے جاتے ہین۔ سررشتہ ٹیلیگراف ہند پر فرض ہے کہ اس دفتر کی کارروائی کی ششماہی یا سالانہ رپوٹ گورنمنٹ پنجاب کی وساطت سے ریاست مین بہیجا رہے اور واسطے درستی اور یکسان رہنے انتظام کے ریاست نے قبول کیا ہے کہ جو قوانین اور ضابطے بالفعل سررشتہ ٹیلیگراف ہند کے متعلق ہین یا آیندہ متعلق ہون پٹیالہ مین سے بہی متعلق کئے جاینگے اور سرکار انگریزی نے منظور کیا ہے کہ انکا صحیح ترجمہ اُردو زبان مین وقتاً فوقتاً ریاست کو دیتی رہیگی۔

گئے جہان سے وہ پوشیدہ نکل بہاگے اور کسیقدر فوج نوکر رکہکر آمادہ جنگ ہوے اور خوب لڑائی ہوی اور بہت سے آدمی طرفین کے مارے گئے اور آخرکار سرکار انگریزی نے پانچ لاکہہ روپیہ کی جاگیر جو پہلے سے قدسیہ بیگم کے مصارف خاص کے لئے مقرر تہی انکو دیکر نواب جہانگیر محمد خان صاحب کو مسند نشین کیا۔ چندے سکندر بیگم سے انکی موافقت رہی مگر پہر لوگون نے باہم نااتفاقی کرادی اور اُنہون نے بے پردگی کے رنج سے بیگم صاحب کے ہاتہہ پر تلوار ماری اور وہ اپنی والدہ کے ساتہہ اسلام نگر مین جا رہین اور یہان اُنکے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ پیدا ہوئین۔ جہانگیر محمد خان صاحب کا چہبیس برس کی عمر مین انتقال ہوگیا اور گورنمنٹ نے تجویز کیا کہ انکی لڑکی شاہجہان بیگم صاحبہ رئیس سمجہی جائین اور تا انکے بلوغ کے قدسیہ بیگم کا بہائی فوجدار محمد خان زیر نگرانی صاحب پولیٹکل ایجنٹ کے کارپرداز رہے۔ اسوقت امیر محمد خان نے جو پہلے ریاست سے دست بردار ہوچکا تہا بغاوت اختیار کی اور کلیا کہیڑی کے مقام پر جو بہوپال سے جنوب کیطرف ایک مقام ہے لڑائی ہوکر گرفتار کیا گیا اور قلعہ آسیر کو بہیجا گیا۔ اب چونکہ فوجدار محمد خان اور سکندر بیگم صاحبہ علحدہ علحدہ حکومت کرتے تہے اور یہ بات

جناب معلی القاب ہز رایل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر کی شفایابی کی خوشی مین مہاراج کا جشن کرنا

اخیر ۱۸۷۱ء مین جناب معلی القاب پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد سلطنت ہند وانگلنڈ دام اقبالہ تپ کے مرض سے سخت علیل ہو گئے تھے اور آنکی بیماری ایسی خوفناک ہو گئی تھی کہ تمام ہند وانگلنڈ مین تہلکہ پڑ گیا تھا بارے خدا نے فضل کیا اور حضور ممدوح کو صحت کامل حاصل ہوئی اور تردد وتفکر دور ہوا اور جناب ممدوح کی تندرستی اور شفایابی کا

موجب نقصان تہی اسلئے گورنمنٹ نے فوجدار محمد خان کو علیحدہ کر کے تن تنہا سکندر بیگم صاحبہ کو مختار بنایا۔ سکندر بیگم صاحبہ نے شاہجہان بیگم صاحبہ کا نکاح اہل خاندان مین سے کسی کے ساتھہ نامناسب اور باعث قباحت سمجھکر بمنظوری گورنمنٹ ریاست کے ایک معزز ملازم بخشی باقی محمد خان کے ساتھہ کر دیا اور گورنمنٹ سے یہ امر منظور کرا لیا کہ اگر آیندہ وارث ریاست لڑکی ہو تو بہی وہی رئیس سمجھی جاوے اور اسکے شوہر کو ریاست کے کام مین کچھہ مداخلت نہو اور درخواست کی کہ شاہجہان بیگم صاحبہ کے بالغ ہونے پر بہی وہی مختار اور کارپرداز ریاست رہین جو آخر کار نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کی استرضا سے یہہ امر بہی منظور ہو گیا اور سکندر بیگم صاحبہ رئیس اور شاہجہان بیگم صاحبہ ولیعہد قرار پائین۔ سکندر بیگم صاحبہ نے ریاست کا انتظام بہت نیکنامی کے ساتھہ کیا اور انکی ہوشیاری اور لیاقت انتظامی سے انکی بہت عزت ہوئی۔ غدر ۱۸۵۷ء کی خدمات کے صلہ مین پرگنہ بیرسیہ اور درجہ اوّل کا سٹار آف انڈیا کا تمغہ اور سند اختیار تبنیت جیسی اکثر رئیسونکو دی گئی تہی انکو ملی۔ نومبر ۱۸۶۸ء مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مسندنشین ہوئین جو اپنی نامور والدہ کیطرح لیاقت سے حکومت

مژدہ پہنچتے ہی مہاراج کا یہ ارادہ ہوا کہ اس تقریب سے اپنی ریاست کی رسم کے موافق ایک جشن مسرت منعقد کرین لیکن بسبب حادثۂ قتل لارڈ میو صاحب بہادر کے اُنکے ایام ماتم کے منقضی ہونے تک ضرورتاً انتظار کرنا پڑا اور اسکے ختم ہوتے ہی اسکی تیاری کا حکم دیا اور پانچوین اپریل ۱۸۷۲ء اس جشن کے واسطے قرار پای اور تمام قلمرو مین احکام جاری ہوئے کہ بروز معہود ہر ایک شخص خداوند تعالی کی اس عنایت و رحمت کے شکریہ مین کہ اُسنے اپنے فضل و کرم سے اُنکے عادل اور مہربان شہنشاہ کے ولیعہد کو صحت عطا فرمای خوشی منائے اور سب شہرون اور قصبون مین روشنی کیجائے اور آتشبازی چھوڑی جائے اور دفترون اور سرکاری اور پرائیوٹ مدرسون اور پاٹ شالاؤن مین تعطیل کیجائے۔ اور اپنے انگریز دوستون سے استدعا کی کہ براہ مہربانی وہ بہی اگر اس تقریب مین شریک ہون اور دعوتی چٹہیان اور کارڈ بہیجے گئے اور اُنکی دعوت کا اہتمام

کرتی ہین۔ سٹار آف انڈیا کا تمغہ انکو بہی دیا گیا ہے۔ انکی والدہ کی طرح لکہنے پڑہنے کی لیاقت انکی بہی اچہی ہے۔ شعر بہی کہتی ہین اور شیرین تخلص کرتی ہین۔ اب ملک کی آمدنی قریب ستائیس لاکہ اور رقبہ بحساب مسٹر چہ ہزار سات سو چونسٹہہ میل اور آبادی قریب ساڑہے سات لاکہ آدمی کے ہے۔

فرمان روای ریاست کی سلامی گورنمنٹ سے اُنیس ۱۹ توپ کی مقرر ہے۔
(ماخوذ از کتاب عہدنامجات مسٹر ایچیسن صاحب و تاریخ بہوپال مؤلفہ شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ حال)

مہاراج کی خاطر سے مسٹر ڈگلس فورسایتھ صاحب کمشنر انبالہ اور مسٹر اڈورڈ
پرنسپ صاحب کمشنر بندوبست پنجاب نے جو اتفاقیہ انبالہ مین آئے ہوئے تھے
اپنے ذمہ لیا۔ دیوانخانہ وغیرہ مکانات قلعہ اور موتی باغ مین بڑے تکلف سے آراستہ
کی گئی اور ایک خاص نو تیار محل جسمین تاحال کوئی جلسہ نہوا تھا اور بالفعل اسی غرض کیواسطے
بالتخصیص سجایا گیا تھا دعوت کیواسطے تجویز ہوا اور مہمانون کے قیام کیواسطے موتی باغ
مین تیاری کی گئی اور ہر قسم کا سامان آسایش مہیا کیا گیا اور چوتھی اپریل کو جب مہمانان
عزیز جو شملہ مین ہوائشی تھے اور جنمین قریب نصف کے لیڈیان تھین سرکاری گاڑیون پر
جو انکے لانیکے واسطے راجپورہ کے ریلوے سٹیشن پر بھیجی گئی تھین شہر کے قریب پہنچے
تو مہاراج نے جائے مناسب تک بڑی شان وشوکت کیساتھہ استقبال کر کے انکو قیامگاہ
مین پہنچایا اور وہ ایک پر تکلف مکان مین جو شیش محل کے نام سے مشہور ہے رات کو
ہنسی خوشی اور ناچنے گانے مین مصروف رہے اور صبحکو بارہ بجے ایک بڑے خیمہ
مین جو متعدد خیمون کے ساتھہ مناسب طور سے لگایا گیا تھا اور ہر طرح کے تکلف سے آراستہ
تھا فلڈ پریس وردیان پہنکر مہاراج کی ملاقات کیواسطے جمع ہوئے جہان مہاراج نے
ہمراہی کپتان بیڈن صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ جو استقبال کو قلعہ مین آئے تھے
جاکر اُننے ملاقات کی اور مسٹر ڈگلس فورسایتھ صاحب نے سول افسرون اور

ایک کرنل صاحب نے فوجی عہدہ دارون کو پیش کیا اور ملاقات کرائی اور شام کو معمولی رسوم کے ساتھہ دیوانخانہ مین بڑی شان و شوکت سے دربار ہوا اور چونکہ یہہ دربار ہندوستانی وضع کا تہا مہاراج کی مسند کے دائین طرف صاحبان انگریز بہی فرش پر ہی تشریف فرماتے تہے لیکن لیڈیون کیواسطے انکی تکلیف کے خیال سے مہاراج کی مسند کے پس پشت شہ نشین کے کمرہ مین عمدہ کوچین اور کرسیان رکہی گئی تہین جب سلامی کی معمولی توپین چل چکین تو مہاراج کہڑے ہوے اور عہدہ داران ریاست کو مخاطب کر کے یہہ تقریر فرمائی۔

تقریر

عہدہ داران و ملازمان ریاست پٹیالہ۔ تمکو معلوم ہے کہ بہت تہوڑا زمانہ گذرا ہے کہ جناب معلے القاب سلطنت و جلالت انتساب **ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز** بہادر ولیعہد سلطنت ہند و انگلنڈ دام ظلہ ایک خطرناک اور مہلک مرض مین مبتلا ہو گئے تہے اور اسوجہہ سے تمام اقوام ہند و انگلش کو ایک سخت تردد اور تفکر نے گہیر لیا تہا اور حضرت ملکہ معظمہ شہنشاہ ہند و انگلنڈ دام اجلالہا کو مادری شفقت اور محبت نے ایک ناقابل برداشت غم و اندوہ مین مبتلا کر دیا تہا لیکن شکر ہے اس خدائے قادر مطلق کا جسنے ایک سخت ناامیدی کے بعد اپنے فضل و کرم سے حضور ولیعہد بہادر

دام ظلہ کو صحت و شفا عطا فرمائی اور تمام اقوام ہند و انگلش علی الخصوص حضرت قدر قدرت بلقیس حشمت کوئین وکٹوریا ملکہ معظمہ ہند و انگلینڈ کے دلکو تسکین اور اطمینان بخشا ہرچند ہندوستانی ریاستین بظاہر حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ سے علحدہ شمار ہو سکتی ہین لیکن اگر غور کیا جاوے تو درحقیقت اُسی آسمان کے تارے اور اُسی آفتاب کے ذرے اور اُسی دریا کے قطرے اور اُسی باغ کے بوٹے ہین۔ اقلیم ہندوستان کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرچند خاندان مغلیہ کے عہد سلطنت مین بھی مطیع زیلدارون اور خیرخواہ رئیسون کے ساتھ گورنمنٹ شاہی کو بڑی رعایت ملحوظ تھی تھی اور اُنکی جایداد اور ملک اور حکومت مین کبھی دست اندازی نہین کیجاتی تھی لیکن اصل یہ ہے کہ جو اطمینان حضرت ممدوحہ نے معرفت اپنے نہایت قابل التعظیم ویسرائون اور خود اپنے اشتہار قبضہ سلطنت اور احکام دیگر کی رو سے رئیسون کو بخشا ہے اور اُنکے حقوق واجب کو تسلیم فرماکر اپنی اور اپنے جانشینون کیطرف سے وعدہ اُسکے ایفا کا فرمایا ہے اور متبنیت کا اختیار عطا فرماکر ہر ایک خیرخواہ ریاست کو ایک دایمی بنیاد پر قایم فرمایا ہے اور یوماً فیوماً رئیسون کی عزت اور احترام مین افزایش مدنظر فیض اثر ہے شاید ہی ایسا کبھی کسی گذشتہ سلطنت مین ہوا ہووے پس بلحاظ اس تمام شاہانہ و منصفانہ سلوک کے جو حضرت ممدوحہ کی جانب سے رؤسائے ہندوستان کے ساتھ کیا جاتا ہے اور

باعتبار اُس عزت اور احترام کے جو گورنمنٹ موصوف کیطرف سے عمل مین آتا ہے اور بوجہ اُس امن و امان اور صلح و عافیت کے جو گورنمنٹ موصوف کی بدولت ہندوستان مین قایم ہے جو عموماً موجب ہر ایک طرح کی ترقی ملک اور ریاستہائے ہندوستانی کا ہے علی الخصوص بسبب اُس عمدہ اور مفید تعلیم کے جو روساے ہندوستان کو گورنمنٹ موصوف کے طرز حکومت کے بغور دیکھنے سے اپنے ملک پر حکمرانی کیواسطے حاصل ہوتی ہے اضافاً واجب اور لازم ہے کہ ہم روساے ہندوستان گورنمنٹ شاہی کی ترقی کو اپنی ترقی اور گورنمنٹ موصوف کے شاہنشاہ کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھین اور نہایت خلوص دل سے اُسمین شریک ہون۔ شکر ہے خدا کا کہ اس دربار مین جسمین ہمارے معزز اور شفیق مہمان مسٹر فورسایتھ صاحب اور مسٹر پرنسپ صاحب و دیگر صاحبان عالیشان اور خاتونان عصمت نشان معزز قوم انگریز نے ہماری خواہش کے موافق شریک ہوکر اس جلسہ تہنیت کو ایک رونق خاص بخشی ہے علانیہ طور سے ہم وہ فرض ادا کرتے ہین اور اپنی نہایت مہربان شہنشاہ کے فرزند ارجمند وارث تاج و تخت کی صحت کی خوشی اور مسرت ظاہر کرتے ہین۔ اے خدا تو ہماری مہربان ملکہ معظمہ کو ایک عرصہ دراز تک بدولت و اقبال ہمارے سرون پر قایم اور سلامت اور اُنکے عزیز فرزند ارجمند ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر دام اقبالہ و تمام اعیان

خاندان شاہی کو انکی اغوش مرحمت مین بلیات زمانہ سے محفوظ اور مصئون رکہہ آمین

جب مہاراج نے لفظ آمین اپنی زبان مبارک سے فرمایا تو ساتہہ ہی جوش محبت خواہی

اور مسرت سے ارکان ریاست اور اہل دربار نے بہی پکار کر اس لفظ کا اعادہ کیا - بعد

اسکے مسٹر فورسایتھ صاحب نے اردو زبان مین مندرجہ ذیل سپیچ فرمائی -

سپیچ

الحمد للہ کہ یہہ جلسہ نہایت درجہ کی مبارکبادی اور بہت سرور کا ہے جس سے

فرحت دل پیدا ہوتی ہے مین نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ سب صاحبان عالیشان

حاضرین دربار کیجانب سے بعد خوشی شکریہ ادا کرتا ہون کہ ہم جمیع صاحبان کو مہاراجہ

صاحب بہادر نے اس جلسہ مبارکبادی مین شامل کیا جسکی بنیاد نہایت درجہ

کی خوشی پر ہے - ایام گذشتہ مین بسبب علالت طبیعت دشمنان جناب شاہزادہ

ولیعہد دولت انگلشیہ کے ایک خوفناک اندیشہ کی صورت تمام مملکت زیر فرمان

ملکہ معظمہ کو ہوگئی تہی کہ پروردگار عالم نے اپنے فضل و کرم سے رفع کردی یعنی شاہزادہ

عالیجاہ کو شفاے کلی عطا فرمائی بلکہ زندگی دوبارہ بخشی - یہہ خدا تعالی کی بڑی مہربانی

ہے کہ یہہ موقع شکرگذاری کا نہ صرف انگریزون کے واسطے ہے بلکہ تمام رعایاے میان

عالیشان ماتحت فرمان دولت انگلشیہ کے واسطے ہے - بیشک ایسے موقع پر جسقدر اظہار

خوشنودی کیا جاوے اسیقدر تھوڑا ہے - ظاہر ہے کہ ہمیشہ سے ریاست پٹیالہ ہر موقع اور ہر وقت مین دل سے خیر طلب اور خیرخواہ دولت انگلشیہ رہی ہے اور جب کوی وقت مدد دہی کا پہنچا تو مال اور جان سے دریغ نکر کے خصوصیت اپنی سرکار انگریزی سے حاصل کرلی بلکہ اس امر مین ایک طرحکی سبقت پیدا کی - مین کچھ ضرورت نہین دیکھتا کہ تفصیل اُن خدمات کی جو ریاست پٹیالہ کی طرف سے ادا ہوئین ہین اسوقت بیان کرون لیکن اسوقت اسیقدر کافی اور مناسب ہے کہ جسطرح سے ریاست پٹیالہ کو راسخ الاعتقادی سرکار انگلشیہ سے ہے اُسیطرح سے جمیع صاحبان انگریز جو ملازم دولت انگلشیہ وغیر ملازم مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو اپنا دوست صادق اور ہواخواہ دلی سمجھتے ہین اور دل سے اُنکی الفت کا شکریہ ادا کرتے رہتے ہین اور امید رکھتے ہین کہ آیندہ کو بھی ہمیشہ اسیطرح ریاست پٹیالہ کیجانب سے اظہار خیرخواہی اور وفاداری بہ نسبت سرکار انگلشیہ ہوتا رہیگا اور صاحبان انگریز اس ریاست مین شادی اور غم کے موقعون پر مثل برادری شریک ہوا کرینگے،،

جب **مسٹر فورسایتھ صاحب** اسپیچ ختم کر چکے تو حسب الحکم توپخانہ سے شاہی سلامی سر ہوی اور گاڈ سیو دی کوین (ملکہ معظمہ کو خدا سلامت رکھے) بجایا گیا - جبتک باجا بجا کیا مہاراجہ اور سب اہل دربار تعظیما کھڑے رہے اسکے بعد ملازمان

ریاست کیجانب سے مہاراج کے حضور مین ہندوستان کی رسم کے موافق مبارکباد کی نذرین گذرین اور ناچ گانا ہوتا رہا۔ آٹھہ بجے دربار برخاست ہوا اور آتشبازی دیکھی گئی اور اسکے بعد مہاراج اپنے عزیز مہمانون کو کہانیکے کمرہ مین لیگئے جو طرح طرح کے تکلفات اور انواع و اقسام کے طعام و شراب سے آراستہ و معمور تہا جب کہانا کہا چکے تو مسٹر فورسیایتھ صاحب نے اوّل حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند اور بعدہ ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر کے توسٹ کی تحریک کی جو بڑے جوش و خروش سے پیا گیا بعدہ ریورینڈ ڈاکٹر راٹن صاحب چیلن کیپ انبالہ نے کہڑے ہو کر حمد الٰہی کی اور ایک راگ گایا گیا جو عالیجناب پرنس ممدوح کے شکریہ صحت کے باب مین تہا پہر مسٹر فورسیایتھ صاحب نے ایک نہایت فصیح و بلیغ سپیچ کے ساتھہ مہاراج کے توسٹ کی تحریک کی جو بڑے شدّ و مدّ سے چیرز ہوئی - اور مہمانون نے اپنے میزبان کی سلامتی کا ٹوسٹ پیا اور مسٹر پرنسیپ صاحب اور اور صاحبون نے فصیح و بلیغ سپیچیز کین اور مہاراج نے اُسکے شکریہ مین ایک مختصر تقریر کے ساتھہ فورسیایتھ صاحب کے ٹوسٹ کی تحریک کی جو بڑی خوشی کے ساتھہ پیا گیا اور نہایت مسرت کے ساتھہ یہہ جلسہ ختم ہوا اور اگلے روز سب مہمان رخصت ہو گئے مسٹر فورسیایتھ صاحب نے جو سپیچ کی دلچسپ سمجھکر اُسکا ترجمہ ہم یہان لکھتے ہین۔

سپیچ

یہہ بات واجب ہے کہ ہم لوگ جو عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کی دعوت ملوکانہ
مین شریک ہوے ہین اُس مدارات اور خوش اخلاقی کی نسبت جس سے یہہ ممتاز رئیس
ہر ایک اور تمام ہمارے اُن ہموطنون سے نمایان طور پر پیش آتا ہے جنکو اُنکے ساتھہ
تعارف کی خوش نصیبی حاصل ہے عالیجناب ممدوح کا شکریہ ادا کرین بلکہ یہہ حالیہ موقع کہ
جسمین ہملوگ جمع ہوئے ہین ایسا ہے کہ یہہ بات شایان ہے کہ ہم لوگ اپنی خوشی
اور شکوری اس بات کی نسبت ظاہر کرین کہ رئیس ممدوح نے ہمکو ایک ایسی امر کی یادگاری
کی تقریب مین شامل ہونیکو بلایا ہے کہ جو نہ صرف ہر ایک انگلستانی کے دل پر بلکہ
ہر فرد رعایاے وفادار حضرت ملکہ معظمہ کے قلب پر خواہ وہ کسی ولایت کا باشندہ ہو
موثر ہے۔ یہہ بات نہ صرف حضور ممدوحہ کے لئے موجب نازش ہے بلکہ تمام
قوم کی مسرت و اطمینان کا باعث ہے کہ ممالک شرقیہ مین سلطنت انگلشیہ کا
استحکام نہ صرف سنگین کے زور پر منحصر ہے بلکہ رعایا کی رضامندی اور اُن رؤسا
کی عقیدتمندانہ اور مخلصانہ وفاداری پر کہ جنکو مشرقی محاورہ کے موافق رکن سلطنت
کے لفظ سے تعبیر کرنا فی الواقع صحیح ہے۔ جیسے وفاداری اور موقع ضروری پر مستعدانہ
امداد دینے سے دربار پٹیالہ نے پشت بہ پشت اپنے ہمسرون مین نمایان امتیاز حاصل

کیا ہے ہم حاضرین جلسہ مین سے ایسے بہت کم ہونگے کہ جو تکالیف زمانہ جنگ اوّل سکھان مین موجود تھے مگر تاریخ ہمکو بتلاتی ہے کہ اُسوقت سے ہی پہلے رئیس پٹیالہ نے کسطرح اپنے مُقدّر کو ہمارے مُقدّر کے ساتھہ شامل کرلیا تہا اور اُسیقدر امداد ہمکو نہین دی کہ جب ہم اُسکی قوم کے ساتھہ لڑرہے تھے تو سرد مہری اور بے تعلقی کے ساتھہ اپنی قوم سے کنارہ کش رہا بلکہ بہت کچھہ اِس سے بڑہکر کیا - بعض ایسے ہین کہ اُس سے تہوڑے ہی زمانہ مابعد کی بابت بذات خود ہمارے مُمتاز مہماندار کے والد ماجد کے اُس عمدہ سلوک کی شہادت دیسکتے ہین کہ جب مہاراجہ صاحب بہادر مرحوم نے ظہور برپا ہونے غدر کے قبل آگاہ ہونے اس حال سے کہ ایاکب اور کسجگہہ آنکی کمک پہنچیگی اپنی افواج بسرعت تمام دہلی کیطرف جہونک دی تہین اور اب دوبارہ پہر بروقت برپا ہونے فساد کے ریاست پٹیالہ کے ہمسایہ مقامات مین پٹیالہ ہی کی فوجین سب سے اوّل تہین کہ جنہون نے موقع پر پہنچکر کارگر مدد دی اور اسطرح تاریخ کے صفحہ کو پہر دوہرا دیا کہ جسکے ملاحظہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ پچہلی صدی کے اخیر مین جبکہ سکہہ لوگون نے پچہم کیطرف سے ایک پرجوش تعصب مذہبی کے باعث مالیرکوٹلہ پر حملہ کیا تو وہ بیچاری ریاست رئیس پٹیالہ ہی کے بروقت خبر لینے سے بچ رہی تہی اور اگر پہلے رئیس اس خاندان کے لڑائی کے میدان مین پشیدست ہوتے رہے ہین تو بہرحال اُنہین

ایک ایسا ہی ہوا ہے جو کونسل وپسرائے وگورنر جنرل ہند کو بیش بہا امداد دینے میں کسطرح قاصر تہا اور ہم لوگ اس بات پر متیقن ہونیسے خوشی ظاہر کرتے ہین کہ روشنضمیری اور کمال دانائی اپنے ملک کے انتظام مین مہاراجہ صاحب مسند نشین حال کی رہنما ہے اور مجھکو یقین کامل ہے کہ جس طریق گرمجوشی سے آپ لوگ اس ایڈریسٹ کو نوٹش فرماینگے وہ عالیجاہ مہاراجہ صاحب بہادر کو ہم لوگون کے صدق دل سے انکی ترقی عمر اور خاندان پٹیالہ کے افزائش اقبال کی خواہش اور دعا کا منشا بخوبی ظاہر ہوگا۔

نہر ستلج اور اُسکے متعلق حالات

نہر ستلج جسکو سرکار انگریزی کے کاغذات مین سرہند کنال[1] یعنی نہر سرہند لکہا جاتا ہے اور جو مہاراجہ کے عہد دولت کی ایک نہایت فیضرسان اور بے نظیر یادگار ہے۔ پہلے پہل اسکی تجویز سنہ ۱۸۴۲ء مین سرکار انگریزی نے کی تہی مگر پیمائش وغیرہ ہوکر سنہ ۱۸۴۹ء یعنی ضبطی ملک پنجاب

[1] سنہ ۱۸۶۲ء مین جب ہماری خواہش سے نہر کی پیمائش کی گئی تہی تو سرکار انگریزی کے کاغذات مین اسکا نام پٹیالہ ستلج کنال لکہا جاتا تہا مگر جب سنہ ۱۸۷۳ء مین گورنمنٹ نے اپنی شمولیت کا ارادہ کیا تو پہلا نام بدلکر اس خیال سے کہ سرہند اس ملک کا قدیم دار الحکومت اور اتمو تاریخی کے اعتبار سے ایک باوقعت مقام ہے سرہند کنال رکہا گیا۔

مؤلف

کارروائی نہوئی اور سنہ مذکور مین مہاراجہ نرندر سنگھ صاحب بہادر
سے اسمین شریک ہونیکی استدعا کی جاکر (جسکو اُنہون نے بخوشی منظور کیا) پہر
کسی سبب سے یہہ تجویز ملتوی ہوگئی مگر سنہ ۱۸۵۸ء اور سنہ ۱۸۶۱ء مین حضور ممدوح نے
اس منصوبہ کو پہر زندہ کرنا چاہا اور سر جان لارنس صاحب بہادر چیف
کمشنر پنجاب اور لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسرائے اور سر رابرٹ
منٹگمری صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کیخدمت مین بروقت ملاقات
وقتاً فوقتاً زبانی تحریک کرتے رہے اور آخرکار جولائی سنہ ۱۸۶۱ء مین مسٹر بارنس
صاحب بہادر کمشنر و ایجنٹ ممالک این رو ستلج سے بحوالہ کارروائی سنہ ۱۸۴۶ء
تحریراً دریافت کیا کہ ہمارا کون کون سا علاقہ سیراب ہوسکیگا اور صحیح تخمینہ خرچ کا
کیا ہوگا اور حصہ کے موافق ہمکو کسقدر روپیہ دینا ہوگا جسکے جواب مین صاحب موصوف
نے لکہا کہ ،، سرہند سے کچہہ اوپر تک جو ملک مقبوضہ سرکار انگریزی ہے وہان
قدرتی سیرابی کے باعث سے چندان خواہش پانی کی نہین ہے۔ سرہند سے
نیچے آپکا علاقہ اکثر خشک ہے وہان بیشک نہر سے فایدہ ہوگا اور آپکے علاقہ سے
نکلکر جہان نہر ختم ہوجایگی وہ تہوڑا سا علاقہ حصار اور سرسہ کا ہے اور اس سے ظاہر
ہے کہ سرکار انگریزی کا فایدہ نہایت قلیل ہوگا پس آپ کُل خرچ سے دو ثلث

یا پانچ دو کے حساب سے تین حصے دینا پسند کرتے ہین پایا گیا ،، چونکہ یہہ جواب
بہت مجمل اور کسی حساب کی رو سے نہتا اسلئے نقشہ اور تخمینہ مجوزہ طلب کیا گیا
مگر اُنہون نے لکہا کہ کوئی نقشہ ہمارے دفتر مین نہین ہے لیکن **کپتان بیکر صاحب**
(جنہون نے ۱۸۴۱ء مین پیمایش کی تہی) کی یہہ تجویز تہی کہ ایک نہر سو فٹ چوڑی
موضع ٹبنگہ[۵۷] کے قریب سے نکالی جاکر سرہند تک لائی جاوے اور یہان سے دو
شاخین ہوجائین جنمین سے ایک حصار کیطرف جاوے دوسری ابوہر ضلع سرسہ
کیطرف اور لکہا کہ ٹبنگہ سے سرہند تک نہر کے پہنچنے مین کمال مشکلین واقع ہین
کیونکہ سرسہ اور کئی اور پہاڑی ندیان راستہ مین پڑتی ہین ،، اور **بیکر صاحب**
کے مجوزہ تخمینہ کو غلط خیال کرکے اپنے قیاس سے قریب چالیس لاکہ روپیہ کے
صرف ہونیکی اُمید ظاہر کی - ابہی یہہ معاملہ زیر تجویز ہی تہا کہ ۱۸۶۰ و ۱۸۶۱ء کے قحط کے
سبب سے جسکا حال ہم **مہاراج نرندر سنگہ صاحب بہادر** کے عہد کے
ذکر مین لکہ آئے ہین **سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر** کو بسبب
انکی اور مہاراج کی اُس گفتگو کے جو کچہہ عرصہ پہلے بمقام لاہور ہوچکی تہی اسکا خیال
آیا اور اُنہون نے تحریراً مہاراج سے اُنکے ارادہ کا حال دریافت فرمایا جسکے جواب

---

۵۷ اسکا تتمہ اور مقام ہم پہلے لکہہ چکے ہین دیکہو صفحہ ۵۴۴ -　　　۱۲ مؤلف

مین مہاراج نے لکہا کہ ہمارا قطعی ارادہ اس کام کے کرنیکا ہے لیکن اوّل وہ حقایق
معلوم ہونے ضرور ہین جن پر تجویز اخیر کا ہونا منحصر ہے انہین دنون مین نجور
کے مقام صاحب ممدوح سے جو بہ تقریب دورہ تشریف لائے تہے ملاقات
ہوئی اور بعد گفت و شنید انہون نے مہاراج سے فرمایا کہ بلحاظ حالت خزانہ اور
اور امور کے گورنمنٹ اس کام مین شریک نہین ہوسکتی لیکن اگر آپ اپنے صرف
خاص سے چاہین تو نہر نکال سکتے ہین پس مہاراج نے بغرض فائدہ عام اور
خصوص ریاست کے ان اضلاع بارانی کے جو جنگل اور بانگر کے نام سے
نامزد ہین اور جنمین اکثر خشک سالی کا اندیشہ رہا کرتا ہے براہ بلند حوصلگی اس امر
عظیم کے تنہا انجام دینے کا ارادہ کیا اور اس سبب سے کہ مسٹر بارلس صاحب
کو اس مین شک تہا کہ پانی چل سکیگا یا نہین مزید اطمینان کیواسطے یہہ درخواست
کی کہ امتحاناً مکرر پیمایش کرائی جائے اسکا خرچ ہم دینگے پس منظوری گورنمنٹ سنہ
مین مکرر پیمایش کی گئی اور کپتان جیمس کرافٹن صاحب رائل انجنیر
نے رپوٹ کی کہ اس ملک مین آبپاشی کی نہایت ضرورت ہے اور نہر سے آبپاشی
کا ہونا بخوبی ممکن ہے اور بلحاظ وفور آب ستلج اور ضرورت آبپاشی ملک کے
ان بارانی قطعات کے جو ستلج کے شرق مین واقع ہین یہہ رائے دی کہ نہر

کی چند شاخین پٹیالہ کے اضلاع بانگر و جنگل کے لئے اور کچھہ قلمرو انگریزی کے
اضلاع لدہیانہ و فیروزپور وغیرہ کیواسطے نکالنی چاہئین لیکن اسی عرصہ مین
مہاراج کا انتقال ہوگیا اور کونسل ریجنسی کیطرف سے جو بوجہہ نابالغی مہاراجہ مہندر سنگہ
صاحب بہادر کے مقرر ہوئی تہی کوئی خاص توجہہ ہوئی اور گورنمنٹ نے بہی
کچہہ سلسلہ جنبانی نہ کی اور اسلئے کئی برس تک یہہ معاملہ اسیطرح پڑا رہا مگر جب ۱۸۶۰ع
مین اوڑیسہ کے قحط کے نہایت سخت اور شدید نتایج نے گورنمنٹ ہند کی
توجہہ عموماً آبپاشی کے وسایل کے ترقی دینے کیطرف مایل کی تو اسکی طرف
بہی توجہہ ہوئی اور بلحاظ کپتان کرافٹن صاحب کی اُس رائے کے
گورنمنٹ نے تجویز کیا کہ گورنمنٹ اور ریاست دونون ملکر اس نہر کو بنائین اور
اس بنا پر چند شرطین بطور معاہدہ پیش کین جنکا بعد طول و طویل بحث کے
قطعی تصفیہ مہاراج کے آغاز حکومت مین ہوا اب چونکہ منظور شدہ شرایط مین ایک
یہہ شرط بہی تہی کہ نہر کی وہ شاخین جو پٹیالہ کیواسطے تیار ہونگی تین کنال سے نیچے
بہمہ وجوہ بلا شرکت و مداخلت گورنمنٹ انگریزی یا کسی ریاست کے پٹیالہ کے ضبط
اور اختیار مین ہینگی اور اسکی رو سے گورنمنٹ انگریزی اور ریاست کو ٹکہ
کی زمینون کے علاوہ چند دیہہ کی بعض اراضیات پر بہی نہر کے راستہ مین

حایل ہونیکے باعث سے ضرور تا ہمکو اختیار حاصل ہوتا تہا ریاست جیند اور
نابہہ نے جاتبک بالکل خاموش اور الگ تہین کچہہ تو اس سبب سے اور کچہہ اس باعث
سے کہ اُنہون نے دیکہہ لیا کہ نہر کے کامیابی کے ساتہہ جاری ہو جانیمین اب
کچہہ شک نہین رہا ہے اور پٹیالہ نے ایک صرف کثیر کا ذمہ دار ہو کر اُنکو اس قابل
کر دیا ہے کہ اگر چاہین تو تہوڑا سا خرچ کر کے نہر کو اپنے دروازہ کے سامنے
پائین اور اُس سے فائدہ اُٹہائین بالاتفاق گورنمنٹ سے اس کام مین شریک
ہونے اور اپنے اپنے حصہ کے موافق خرچ کے ادا کرنے اور اپنے اپنے
علاقہ مین نہر کے انتظام کے اپنے ہاتہہ مین رکہنے کی استدعا کی اور درخواست
کی کہ اگر یہہ امر منظور نہو تو تمام انتظام گورنمنٹ اپنے ہاتہہ مین رکہے اس پر گورنمنٹ
اعلیٰ کے ایما سے **جنرل سر ہنری ڈیورینڈ صاحب بہادر** لفٹنٹ
گورنر ممالک پنجاب نے اپنی چٹہی مورخہ اٹہائیسوین اکتوبر سنہ ۶۸ع مین مہاراج کو
لکہا کہ ،، غالب نہین معلوم ہوتا کہ یہہ باتین اپنی بیان کی ہوئی خواہشون سے
ہٹ جائین پس چونکہ نہر انکے علاقہ مین سے خصوصاً شہر نابہہ کے نزدیک
سے گذریگی تو بہت پسندیدہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی خواہشون پر لحاظ کیا جائے
تاکہ برخلاف ایسے مفید اور عظیم کام کے کسی طرح کی مخالفت نرہے اور یہہ امری

پسندیدہ ہے کہ کئی ریاستین اور سرکار اس مفید اور عظیم کام مین شامل ہون اور ایک نمونہ یکدلی کا ظاہر ہو اور لکھا کہ ،، میری دانست مین ان ریاستون کی شرکت کی منظوری انکی عزت اور نیکنامی مین جو آپکا حق ہے (کیونکہ اس عمدہ تجویز کے موجد آپ ہی ہین) کچھہ نقصان نہین کر سکتی بلکہ برخلاف اسکے مجھکو یقین ہے کہ یہہ امر زیادہ تر آپکی نیکنامی اور شہرہ آفاقی کا باعث ہوگا اور اس طریق سے ان چھوٹی ریاستون کے حسد کو سیری ہو جائیگی اور انکو اور سب کو ثابت ہو جائیگا کہ آپنے جو از راہ فیاضی اس نہر کے بانی ہوئے ہین یہہ کام صاف اور عالی خیالات سے کیا ہے اور آپکا ذرا ہی ارادہ اور آرزو نہتی کہ چھوٹی ریاستون کی عزت اور حقوق مین نقصان ہو ،، اور گورنمنٹ پنجاب کے انڈر سکرٹری مسٹر لیپل گرفن صاحب بہادر اور کرنیل جیمس[1] کرافٹن صاحب بہادر جائنٹ سکرٹری پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ صیغہ آبپاشی کو جن دونون صاحبون پر مہاراج اور ہمارے دربار کو ذاتی اور سرکاری تعلقات سابقہ اور حسن خلق اور دانشمندی کے باعث سے دلی بہروسہ اور اعتماد تہا اس معاملہ کے تصفیہ کیواسطے پٹیالہ بہیجا - اب اگرچہ ان ریاستون کی یہہ حجت اور تکرار کسی طرح سے ناواجب نہی کیونکہ اول تو نہر بہت دور تک

[1] یہہ وہی صاحب ہین جنہون نے سنہ ۶۲ء مین اس نہر کی پیمایش کی تہی - مؤلف

ہمارے علاقہ مین سے ہوکر انکے علاقہ مین پہنچتی تہی اور بغیر اسکے پہنچنا ممکن نہتہا دوسرے اس عمدہ اور مفید تجویز کے بانی ہم تہے۔ تیسرے دس سال گزشتہ سے جب سے کہ تجویز مذکور زیر غور اور بحث ہورہی تہی اور اُسکی تعمیل کیواسطے تدبیرین عمل مین آرہی تہین اِن روے ستلج کی ریاستون مین سے کسی کو اسقدر ہمت نہین ہوئی کہ پیش قدمی کرکے اس امر عظیم کی جوکہون کو اپنے ذمہ لیلیے اور اسکی توجیہہ نہین ہوسکتی تہی کہ یہہ ریاستین اس تجویز سے ناواقف تہین یا اسکے باب مین غلط خیالات رکہتی تہین کیونکہ ہر ایک شخص جسکو ان ریاستون سے تعلق تہا اس معاملہ کی حالت سے بخوبی واقف تہا اور ہر ایک بات مثل پیمایش اور فیصلہ شرائط معاہدہ جو مابین ہمارے اور گورنمنٹ کے ہوا تہا اُنکی آنکہون کے سامنے ہوئی تہی یہان تک کہ رپوٹ سالانہ گورنمنٹ پنجاب کا ایک ایک چہپا ہوا نسخہ جسمین اس معاملہ کا مختصر ذکر تہا ان ریاستون مین سرکاری طور پر گورنمنٹ سے بہیجا جاچکا اور اسطرح پر یہہ معاملہ گویا ضابطہ ہی اُنکے سامنے پیش ہوچکا تہا اور ان وجوہات سے ہمارا حق تہا کہ شرکت کی قبولیت کیحالت مین اُس منافع مین سے جو نابہہ اور جیند کو اُنکے علاقہ کی آبپاشی سے حاصل ہوگا کسیقدر حصہ پانیکا دعوی کرتے مگر مہاراج نے ازراہ فیاضی ان تمام باتون کو نظرانداز کرکے کشادہ دلی

کے ساتھہ گورنمنٹ کو لکھدیا کہ جو شرطین وہ پیش کرتے ہین ہمکو منظور ہین پس گورنمنٹ
نے آخر ستمبر ۱۹۱۰ء مین ملحاظ حالات موجودہ ایک نیا عہدنامہ جسکی شرطین علاوہ
تغیر اصول خود اختیاری ریاست کے (جسکا ذکر ہم اوپر لکھہ چکے ہین) فواید مالی و
انتظام پولیس و فوجداری نہر کے لحاظ سے بہی قابل اصلاح تہین پیش کیا اب
اگرچہ مناسب یہہ تہا کہ یہہ دونون ریاستین ہمارے اتفاق سے اسمعاملہ کو
طے کرتین چنانچہ ہمنے اِس امر مین کوشش بہی کی مگر باوجود ہماری اِس
رعایت کے اُنہون نے اپنے نفع و نقصان کا بہی خیال نکیا اور بغیر ہمارے
مشورہ کے سب شرطون کو منظور کرلیا اور بناچاری ہمکو تنہا اُن مطالب مین
گورنمنٹ کے ساتہہ ایک عرصہ تک خط و کتابت اور مباحثہ کرنا پڑا جسکو گورنمنٹ
نے ازراہ واجب پسندی قریب کُل کے تسلیم کیا اور ہماری مقبولہ شرایط
کے موافق عہدنامہ مرتب ہوکر مسٹر گوراوسلی صاحب بہادر کمشنر
انبالہ نے گورنمنٹ ہند کیجانب سے اور خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میرمنشی
نے (جنہون نے شروع ۱۸۶۷ء سے ابتک اوّل بحیثیت عہدہ وکالت
گورنمنٹ پنجاب اور پہر منصب میرمنشی ریاست ایک خاص شوق اور سرگرمی
اور محنت سے نہایت لیاقت کے ساتھہ اس عہدنامہ کے اصول و فروع اور

مسودات کی ترتیب اور جہان مین فائدہ مند اور کامیاب غور و بحث کی تہی) ہماری طرف سے اٹہارہوین فروری ۱۸۷۳ء کو بمقام انبالہ اُسپر دستخط کئے اور اس سبب سے کہ نہر کی مشترکہ شاخونکا نام اسمین پٹیالہ برینچیز یعنی شاخہاے پٹیالہ لکہا گیا تہا جیند اور نابہہ کے اہلکارون نے دستخط کرنیسے عذر کیا لیکن آخرکار اُنہون نے بہی دستخط کر دیے اور اسطرح سے جو کام کہ مہاراج نراندر سنگہ صاحب بہادر نے از راہ عالی ہمتی کرنا چاہا تہا اور اُنکی وفات کے سبب سے ملتوی رہگیا تہا بقول شخصے ،، اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ مہاراج مہندر سنگہ صاحب بہادر کی سیرچشمی اور بلندحوصلگی سے انجام کو پہنچگیا

اِس عہدنامہ کی رو سے جسمین چالیس شرطین ہین نہر اور راجبہون کا تجویز اور تعمیر کرنا گورنمنٹ انگریزی کے اختیار مین ہے مگر جہان تک اصُول انجنیری کے برخلاف نہو ریاستہاے معاہد کے منشا کا لحاظ کیا جائیگا اور اُنکو استحقاق ہے کہ مصارف کا حساب ہمیشہ سمجہتی رہین۔

نہر کی کُل شاخون کا ہر ایک طرحکا انتظام گورنمنٹ انگریزی کے ہاتہہ مین ہوگا مگر راجبہے جو ریاستہاے معاہد کی اراضیات متصلہ کی حالت کو ملحوظ رکہکر تیار کردیے جائینگے ریاستہاے معاہد کے اختیار مین دیدیے جائینگے اور اُن سے جو آمدنی

ہوگی ریاستہاے معاہد خود وصول کرینگی اورحسب ضرورت اپنے اپنے علیحدہ صرف سے انکی مرمت وغیرہ کا خود انتظام کہین گی-

انگریزی اور پٹیالہ کی شاخون سے اُن زمینون کو جنکی آبپاشی فایدہ کے ساتھہ ہوسکے بلالحاظ اس بات کے کہ وہ زمینین کسکی قلمرو مین ہین عموماً پانی دیا جاویگا-

نہرون اور راجبہون کے راستہ مین مختلف عملداریون کی جو زمینین آئین معمولی قیمت لیکر اُنکے دینے مین عذر نکیا جایگا اور مابین دو ریاستون کے اختلاف راے کی حالت مین قیمت وغیرہ کا فیصلہ انگریزی عہدہ دار کردیگا -

مشترکہ اور غیر مشترکہ نہرون اور راجبہون وغیرہ کی آمدنی ہر ایک حصہ دار کو باعتبار حصہ خرچ کی ملیگی یعنی جو چیز مشترک خرچ سے متعلق ہے اسکی آمدنی حصون کے موافق تقسیم کیجایگی اور جو شی علیحدہ صرف سے تیار یا پیدا ہوی ہو اسکی آمدنی صرف اُسی حصہ دار کی ملکیت سمجھی جایگی جسکے خرچ سے وہ تیار یا پیدا ہوی ہو- کشتیون اور لکڑیون کے بیڑون وغیرہ پر خواہ کہین سے روانہ کیے جائین شرح محصول یکسان ہوگی اور ایسے مال پر محصول راہداری صرف ایکہی جگہہ لیا جایگا-

نہر کی اُن شاخون پر جو پٹیالہ برانچز کے نام سے موسوم ہین مجرمان خلاف ورزی قوانین نہر سزادہی کیواسطے اُس ریاست کے حوالہ کردیئے جاینگے جنہین سے اُن

نہرون کا گذر ہوگا یا جنکو اِنسے پانی پہنچیگا۔

چونکہ دریاے ستلج گورنمنٹ انگریزی کی ملکیت ہے بعوض استعمال اُسکے پانی کے گورنمنٹ سینیوریج یعنی حق مالکانہ موافق قواعد مندرجہ خلاصہ دفعات جنپر ہمنے نمبر لگا دیئے ہین مستحق ہوگی۔

دفعہ ۱۵ ریاستہاے معاہد ستلج کے پانی کی بابت جو پٹیالہ کی شاخونکو دیا جائیگا ایک مقدار روپیہ کی سال بسال سرکار انگریزی کو بنام نہاد حق مالکانہ ادا کرتی رہینگی۔

دفعہ ۱۶ جو حق مالکانہ سرکار پٹیالہ بابت اُس پانی کے دیگی جو سرکار انگریزی اُسکو دیگی اُسکی شرح چار آنے ایکڑ سے زیادہ نہوگی۔

دفعہ ۱۷۔ جو روپیہ سال بسال دیا جائیگا اُسکا حساب اُس رقبہ پر کیا جائیگا جسکی سال معین مین نہر کی انگریزی شاخون سے آبپاشی ہوئی ہوگی اور بحساب نسبتی مقدار پانی کے جو انگریزی اور پٹیالہ کی شاخون مین علحدہ علحدہ جاتا ہوگا یعنی اگر پانی انگریزی شاخون مین دو ہزار فٹ مکعب فی ثانیہ زمانی جاتا ہوگا اور پانی کی اُس مقدار سے دو لاکھہ ایکڑ کی آبپاشی ہوئی ہوگی اور اُسی وقت مین پٹیالہ کی شاخون مین ایکہزار فٹ مکعب فی ثانیہ زمانی پانی جاتا ہوگا تو حق مالکانہ ایک لاکھہ ایکڑ پر

بحساب چار آنہ فی ایکڑ پچیس ہزار روپیہ سالانہ واجب الادا ہوگا۔

دفعہ ۱۸ - جبتک انگریزی نہرون سے منافع حاصل ہوگا اور تاوقتیکہ انگریزی شاخون کا منافع اسقدر کم رہیگا کہ چار آنہ فی ایکڑ حق مالکانہ کا مطالبہ زیادہ ناواجب ہوگا تو باندازہ نسبتی حسب اقتضائے راے سرکار انگریزی حق مالکانہ ایک یا دو یا تین آنہ تک فی ایکڑ گہٹا دیا جائیگا۔

دفعہ ۱۹ - حق مالکانہ کے ادا کرنیکا مطالبہ پٹیالہ کی شاخون مین پانی داخل ہونیکے بعد گیارہوین سال ہوگا۔

چونکہ سرکار انگریزی کو انبالہ کی چہاونی اور شہر کیواسطے پانی کی بہت ضرورت تہی اسلئے مندرجہ ذیل شرط احتیاطاً رہنے لیگئی اور اسکے عوض ستلج کے حق مالکانہ مین سے ایک حصہ کے چہوڑ دینے کا گورنمنٹ نے اقرار کیا۔

دفعہ ۴۲ - بلحاظ اُن فواید کے جو نہر ستلج سے حاصل ہونگے اگر سرکار انگریزی چاہے تو ریاست پٹیالہ سرکار موصوف کو ایک چہوٹی نہر دریاے گہگر جسمین مقدار قریب بیس فٹ مکعب فی ثانیہ زمانی پانی جائیگا انبالہ کی چہاونی اور شہر مین پانی پہنچانیکے واسطے نکال لینے دیگی اور اندرین صورت اسکے عوض مین ایک حصہ حق مالکانہ ستلج کے پانی کا چہوڑ دیا جائیگا۔

اور اس غرض سے کہ نہر کا انتظام ہمیشہ خوبی کے ساتھہ قایم رہے
احتیاطاً شرط مندرجہ ذیل درج عہدنامہ ہوئی

دفعہ ۴۴ - سرکار انگریزی کو اس امر کا استحقاق ہے کہ اگر کسی ریاست
کے علاقہ مین فرایض مندرجہ ذیل پورے نہون تو اُس ریاست کے متعلقہ
کل انتظام نہر اپنے ہاتہہ مین لیلے - اوّل تنخواہ ہونکا ادا نہونا - دوسرے زر مطلوبہ
تعمیرات وغیرہ کا بہم نہ پہنچنا اگر ایسے حالات مین سرکار انگریزی اپنے خزانہ سے
روپیہ صرف کرے تو سرکار ممدوح کو استحقاق ہے کہ تا اصلاح قباحت مذکورہ
اور بحال ہوجانے انتظام کے کل انتظام نہر اور شعبون اور آبپاشی کا اپنے
اختیار مین لیلے - تیسرے ہر ایک ریاست کی رعیت کو جو نہر سے
تعلق رکہتی ہو پانی کی تقسیم مین بطور واجب حصّہ ندینا اور اُنہین
اصول پر رعایاے غیر کے ساتھہ معاملات نہر مین عمل نکرنا جو عہدہ داران
انگریزی کو ملحوظ ہون چوتھے پنجاب گورنمنٹ کے عہدہ داران اعلی
صیغہ آبپاشی کی ایسی درخواستون کو جو کل سلسلہ انہار کے قیام اور پرداخت
واجب کیواسطے لابد ہون بلا تامل اور دوستانہ طور پر نہ ماننا -

اس دفعہ کے متعلق اگر کسی ریاست کو عہدہ داران مذکورہ بالا کی نسبت

یہہ شکایت ہو کہ اس تجویز کے منشا کی پوری تعمیل نہین ہوتی تو نواب گورنر جنرل
باجلاس کونسل اس ریاست کے بیان کی سماعت کو جملہ اوقات مین مستعد ہونگے
نہر کے اوّل کیرت پور کے پاس سے کاٹنے کی تجویز تہی جو روپڑ سے
اوپر کیطرف چند میل کے فاصلہ پر ایک بلند مقام ہے اور اس سے ہمارے
علاقہ بانگر کو بہی پانی پہنچ سکتا تہا مگر عملی مشکلات اور خصوصاً ندی سرسہ اور
بالد کے حایل ہونیکے باعث سے جن پر پل باندہنے مین قریب چالیس ۴۰ لاکہہ
روپیہ کے صرف ہوتا اور کسیوقت پل کو صدمہ پہنچنے کی حالت مین تمام روپیہ کے
برباد ہو جانیکا احتمال تہا یہہ تجویز ملتوی ہو کر روپڑ کے پاس سے نکالی گئی ہے
اور یہان سے قریب دوراہہ تک جو قصبہ پایل کے نزدیک ہماری عملداری
کا ایک گانون ہے اکتالیس ۴۱ میل کے فاصلہ مین مشترک خرچ سے بنی ہے
اور مین کنال یعنی نہر اعظم کہلاتی ہے اسکا قعر دو سو فٹ چوڑا ہے اور خشک
موسم مین چہہ ۶ فٹ اور بارش اور طغیانی کیوقت نو ۹ فٹ تک پانی اسمین رہیگا
اس مین سے غرب کیطرف ایک چہوٹی سی لین نکلکر دو شاخون مین منقسم ہو گئی
ہے جو ابوہر برینچ اور بہٹنڈہ برینچ کے نام سے موسوم ہین اور یہہ دونون
خالصاً سرکار انگریزی کی ملکیت ہین انمین سے پہلی اکیس پچیس اور دوسری

جو ہماری عملداری کے مشہور مقام بہٹنڈہ کے نزدیک سے جائیگی سو میل لمبی
ہے۔ تجویز ہے کہ ابوہر برنچ مین سے جو فرید کوٹ کے علاقہ کو سیراب کرتی
ہوئی جائیگی بینتالیس ۴۸ میل لمبی ایک شاخ تجارتی کشتیون کیواسطے بنائی جاے
جو فیروزپور کے قریب (جو ایک چہوٹا مگر پر رونق قصبہ ہے اور جہان سے پنجاب
کے ملک کے ساتہہ غلہ اور روئی اور اور اس قسم کی چیزونکی تجارت کثرت کے
ساتہہ ہوتی ہے) ستلج مین ملجاے۔ مین کنال مین سے جو دوسری شاخ
بچہتر فٹ قعر کی چوڑی اور انتالیس ۳۹ میل لمبی جنوب کیطرف نکلکر بایان جانب مشرق
ہوگئی ہے فیڈر لین کہلاتی ہے اور اسمین سے تین شاخین مناسب مناسب
فاصلہ سے مغرب کیطرف بایان بجنوب نکالی گئی ہین جو پٹیالہ برنچز کے نام سے
نامزد ہین انمین سے پہلی کوٹلہ برنچ دوسری جو نابہہ کے قریب فیڈر لین
سے جدا ہوئی ہے گہگر برنچ اور تیسری جو پٹیالہ سے چہہ میل مغرب کیطرف
موضع رونق کے پاس سے کاٹی گئی ہے جو ابر برنچ کہلاتی ہے اور انمین سے
پہلی جو کوٹلہ کے علاقہ کے قریب سے گذری ہے نوّے میل دوسری جو
گہگر تک پہنچکر ختم ہوجائیگی پچپن میل تیسری جو ایک برساتی نالہ مین جو چوا کہلاتا
ہے اور سرہند کے قریب ہوکر نکلا ہے پہنچاکر ختم کردیجائیگی پچیس میل ہے

تجویز ہے کہ جسطرح نہر کے سلسلہ کو دریاے ستلج سے ملادیا گیا ہے اُسی طرح جوابرنچ مین سے پچپن میل لمبی ایک شاخ کشتیون کے واسطے نکال کر قصبہ اندری ضلع کرنال کے قریب دریاے جمنا کی نہر غربی سے ملادی جاے۔

جوابرنچ مین سے چہہ میل لمبی ایک تجارتی لین پٹیالہ کو بہی آئی ہے جو پٹیالہ نیوی گیشن چینل کہلاتی ہے اور جس سے بہ نسبت آبپاشی کے جو تہوڑی سی ہوگی زیادہ تر کشتی رانی کا فائدہ ملحوظ رکہا گیا ہے۔

اس کل سلسلہ انہار کا طول بحساب میل نہری جو پانچہزار فٹ کا ہوتا ہے پانسو چوراسی میل اور بحساب میل متعارف پانسو تریپن میل ہے اور راجبہون سمیت دو کروڑ اٹہانوے لاکہہ چار ہزار دو سو ستتر روپیہ خرچ کا تخمینہ ہوا ہے جسمین سے ایک کروڑ چہہ لاکہہ بائیس ہزار ایک سو سڑسٹہہ روپیہ جسمین سے چار لاکہہ ستاون ہزار چہہ سو بیس چندہ اور نو لاکہہ ستانوے ہزار چار سو ستتر نابہہ کے ذمہ ہے ہمکو ادا کرنا ہوگا۔

ین کنال مین خشک موسم مین فی ثانیہ زمانی تین ہزار اور برسات مین چار ہزار پانسو فٹ مکعب پانی رہیگا اور طغیانی کیوقت چہہ ہزار فٹ مکعب کی گنجایش ہوسکیگی اسمین سے ڈیرہ ڈیرہ سو فٹ مکعب دونون بڑی تجارتی لینون مین جائیگا

باقی سے آبپاشی کیجائیگی جسمین سے ایک ثلث سے کچھ کم ہمارے حصہ مین آیگا۔

اراضیات مندرجہ نقشہ بحساب میل مربع اگرچہ قابل آبپاشی ہین

نام علاقہ	شاخہای انگریزی	شاخہاے پٹیالہ	میزان
انگریزی	۳۹۰۰	۲۰۰	۴۱۰۰
پٹیالہ	۶۳۲	۲۲۸۸	۲۹۲۰
فریدکوٹ	۶۲۰	۰	۶۲۰
نابھہ	۲۲۰	۲۷۶	۴۹۶
جیند	۱۶	۱۳۲	۱۴۸
کوٹلہ	۱۱۲	۵۲	۱۶۴
کلسیہ	۲۸	۰	۲۸
میزان	۵۵۸۸	۲۹۴۸	۸۴۴۸

لیکن سال بسال آبپاشی صرف بقدر ایک ثلث کے ہی ہوسکیگی اور از روے تخمینہ مجوزہ کرنل گالو صاحب سوپرنٹنڈنٹ انجنیر مرتبہ ۱۸۶۰ء بعد منہای اخراجات دایمی مرمت وغیرہ کے اصل لاگت پر گیارہ روپیہ فیصدی منافع کی امید ہے ریاستہاے فریدکوٹ اور کوٹلہ اور کلسیہ جنکا تھوڑا تھوڑا علاقہ ان

نقشہ نہر سرہند



پیمانہ فی انچہ ۲۴ میل

مرتبہ شیخ احمد حسین سرور

نہرون سے فیضاب ہوسکیگا انکو انمین کچہہ مداخلت نہین ہے اور وہ صرف عام طور پر مالکان نہر کو آبپاشی دیکر پانی دے سکتی ہین اسموقع پر مناسب جانکر نہر کا نقشہ درج کیا جاتا ہے جس سے زیادہ تر اسکا حال معلوم ہوسکتا ہے۔

ریاست جیپور کے ساتہہ عہدنامہ کی ترمیم کا ہونا

علاقہ نارنول و کانوڈ جنکی حد غربی اور جنوبی علاقہ جیپور اور شرقی علاقہ الور اور پرگنہ باول علاقہ ریاست نابہہ سے ملحق ہے زمانہ دراز سے موروثی اور مشہور چور اور رہزنون قوم مینا و ٹہاکران معروف شیخاوت علاقہ جیپور اور الور کے شکارگاہ تہے اور وہ ہمیشہ انکو لوٹتے اور تکلیف دیتے رہتے تہے۔ پس جب ۱۸۵۸ عیسوی مین یہہ ملک ہمارے قبضہ مین آیا تو اگرچہ الور کی رعایا کے ہاتہہ سے بہی جو شایستہ یا جیسا کہ چاہیئے اپنے حکام کے قابو مین تہی ہماری رعایا محفوظ تہی مگر اس سبب سے کہ ہمارے اور الور کے باہم پہلے سے راہ و رسم اور دوستانہ ربط و ضبط تہا علاوہ برین مہاراجہ شیودان سنگہہ صاحب بہادر کی نابالغی کیوجہہ سے گورنمنٹ انگریزی انتظام کی نگران حال تہی ہماری رعایا کو مدعا علیہم علاقہ الور سے دادیابی مین زیادہ وقت نہ اٹہانی پڑتی تہی

مگر جیپور کی رعایا کے ہاتھہ سے جو نہایت سرکش اور مسلح اور بے قابو تہی
تکلیف ہی پہنچتی تہی اور اس سبب سے کہ جیپور کے ساتہہ کچہہ دوستانہ راہ و رسم
نہتی اور نہ کوئی اور ایسا ذریعہ تہا جو دادرسانی مین سہولیت کا باعث ہو رعایا علاقہ
جیپور سے ہو مدعیون کی حق رسی قریب ناممکن کے تہی کیونکہ حکام جیپور کا یہہ
حال تہا کہ اگرچہ ہمارے حکام کیطرف سے اُنکو برابر لکہا جاتا تہا مگر داد دہی تو کیا
اُلٹا بدمعاشونکی حمایت کرنے لگتے تہے اور اندرین حالت مظلوم لوگ
اگرچہ کبہی کسی ناجایز وسیلہ سے اپنی کچہہ کارروائی کر لیتے تہے اور
بطور معاوضہ نقصان اُنکو کچہہ دلا دیا جاتا تہا مگر سزا جس سے آیندہ انتظام ہو
کسیکو نہین ملتی تہی اسلئے بناچاری ہمکو اپنے پولیٹکل افسرون سے رجوع
کرنا پڑا اور بعد خط و کتابت شروع ۱۸۶۱ء مین ہمنے ایک مسودہ عہدنامہ باہمی
اپنے اور جیپور کے پیش کیا جسکا یہہ منشا تہا کہ ملزمان جرایم مندرجہ عہدنامہ اور
وہ اشخاص جو جیلخانہ یا حوالات سے بہاگ گئے ہون خواہ طرفین سے کسیکی
رعایا ہون عدالت محل وقوع واردات کو بلا اعتراض سپرد کر دئے جائین
اور پولیس ریاست معاہد کو اپنی قلمرو مین مجرمان کے آزادانہ تعاقب کی
اجازت دیجائے اور جب پولیس محل وقوع واردات موافق شرایط مقررہ

(جو صحت سراغ کیواسطے تجویز کیگی تہے) کسی قانون عملداری ریاست معاہدین سراغ پہنچادے تو ریاست محل منتہا سراغ سے مدعی کو معاوضہ نقصان دلادے مگر کوئی ملزم بربنار دلیل سُراغ تفویض عدالت محل وقوع واردات نکیا جائیگا اور معاملات دیوانی مین یہہ مشروط ہوا تہا کہ مدعیان کو اختیار دیا جاوے کہ جہان مدعاعلیہ رہتا ہو یا جہان اُسکی جائداد موجود ہو یا جہان بنار مخاصمت قایم ہوئی ہو برعایت دستورات اُس ریاست کے اپنے دعوؤن کو پیش کرین اور عدالت معاہد کی ڈگری بلاعُذر اپنی قلمرو مین جاری کیجاوے لیکن جیپور والون نے اس سبب سے کہ انکا انتظام نہایت ناقص اور حکومت از بس ضعیف اور سُست تہی اور رعایا پر بہروسہ نتہا کہ وہ بلامزاحمت ان شرایط کی تعمیل ہونے دیگی شرایط متعلقہ فوجداری مین کچہہ کچہہ ترمیمات پیش کین اور شرایط معاملات دیوانی کی نسبت یہہ عجیب جواب دیا کہ ”راجپوتانہ مین یہہ طریقہ جاری نہین ہے اسلئے ہم پٹیالہ کے ساتہہ جاری نہین کرسکتے اور جو ترمیمات اُنہون نے پیش کی تہین اگرچہ اُنکے باعث سے آزادی اور اطمینان کے ساتہہ کارروائی کا ہونا ناممکن تہا مگر ہمنے مصلحتاً منظور کرلین“ اور ایک تاریخ مقرر کرکے شرایط مقررہ کے موافق عمل ہونیکا اشتہار دیدیا اور چونکہ جیپور والون نے تائید

انصاف وعدالت کے پیرایہ مین بڑے اصرار کے ساتہہ یہہ خواہش ظاہر کی تہی کہ ریاست جہجر کیطرح (اُن نئے علاقون مین جسکے تم قایم مقام تہے) پٹیالہ کا وکیل اپنی رعایا کے معاملات کی تائید کیواسطے جیپور کے محکمہ ایجنٹی مین حاضر رہا کرے اور بعد متواتر خط وکتابت کے جو باہم ہمارے پولیٹکل افسرون اور صاحب ایجنٹ جیپور کے ہوئی تہی ہمنے اس شرط پہ وکیل کا بہیجنا منظور کیا تہا کہ،، جیپور کا وکیل بہی انبالہ کی ایجنٹی مین حاضر رہے اور جو برتاو نشست وغیرہ کے باب مین ہمارے وکیل کی نسبت کیا جائے وہی اُنکے وکیل کی نسبت یہان ملحوظ رہے،، محکمات ایجنٹی مین وکلا کا بلانا بہیجنا تو ملتوی ہو گیا مگر جولائی ۱۸۶۳ء مین اُنہون نے اپنی نظامت شیخاواٹی کیطرف سے ہماری نظامت مین وکیل بہیجدیا جسکے عوض یہان سے بہی وکیل مقرر کیا گیا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جانبین کے محکمات نظامت مین جو کثرت سے مقدمات ملتوی پڑے تہے اور جنمین اکثر ہماری رعایا مدعی تہی فیصل ہو گئے مگر ۱۸۶۵ء مین ایک اتفاقیہ سبب ایسا پیدا ہو گیا جس سے عہدنامہ کی شرایط کی تعمیل قریباً مسدود ہو گئی اور جو امر اسقدر محنت اور کوشش سے حاصل کیا گیا تہا اسمین خلل آگیا یعنی جنوری سنہ مذکور مین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بغرض

ذمہ داری بڑہانے اور انتظام کیجانب مایل کرنے روسار راجپوتانہ کے جنکی رعایا
کے عادات واخلاق اور حالت بدنظمی قریب قریب یکسان تھی رؤسا مذکور
کے استمزاج سے ایک عام حکم اس مضمون کا جاری کردیا کہ "باستثنار اُس
حالت کے کہ جب فوراً تعاقب کی حالت مین کچہہ مال وغیرہ کسی گانون کی حد کے
اندر مل جائے یا کوئی اور ایسی ہی قوی وجہہ ہو صرف بربنار سُراغ کوئی دعوی
سنا نہ جایگا بلکہ وہی ریاست ذمہ دار حق رسی شخص مظلوم کی ہوگی جسکے علاقہ
مین واردات ہوئی ہو" اور جیپور والون نے جو عہدنامہ سنہ ۱۸۱۶ء مین رخنہ
ڈالنے کیواسطے گویا منتظر ہی تہے اسکی آڑ مین یہہ عمل اختیار کرلیا کہ جب کبھی
ہمارا کوئی عہدہ دار پولیس سُراغ براری کرتا ہوا حسب معمول اُنکی حد مین پہنچا
اور اُنکے عہدہ دار پولیس کو طلب کیا تو اُنہنے بحوالہ حکم مذکور محل واردات کو ذمہ دار
حق رسی بتاکر اپنے آنیسے صاف انکار کردیا جسکے باعث سے بڑی بدنظمی
پیدا ہوئی اور وارداتین زیادہ ہونے لگین پس ہمنے اس بنار پر کہ "ہمارا اور جیپور کا
عملدرآمد ایک خاص عہدنامہ کی بنیاد پر ہے اور روسار راجپوتانہ کے باہمی قول و
قرار سے کہ (جسکی اطلاع بہی ہمکو نہین دی گئی تہی اور نہ استمزاج کیا گیا تہا) ہمکو کچہہ تعلق
نہین ہے اور محل واردات کے ذمہ دار حق رسی ہونیسے یہہ بات لازم آتی

ہے کہ ظالمون کی جگہہ مظلوم ذمہ دار حق رسی ٹھرائے جائین اور جیپور کی رعایا مسلح اور بالتخصیص اس امر کی عادی ہے کہ دور دور فاصلون پر جاکر چوری اور غارتگری کرے اور ہماری رعایا غیر مسلح اور غریب ہے اس معاملہ کو صاحب ایجنٹ ممالک اینطرف ستلج کے روبرو تدارک کیواسطے پیش کیا لیکن مہاراج کے اختیار پانے یعنی قریب پانچ سال تک یہہ ضروری معاملہ یکسو نہوا اور جانبین سے الزامی اور تردیدی شکوی اور شکایت ہوتے رہے اور جون ۱۸۷۱ء مین جیپور والون نے ترمیم عہدنامہ کی خواہش ظاہر کی اور ستمبر ۱۸۷۲ء مین عدم تعمیل عہدنامہ کی شکایت مین ایک خاص مراسلہ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت مین ہماری جانب سے بہیجا گیا اور آخر کار گورنمنٹ ہند کے حکم سے بمقام لاہور ایک کانفرنس[1] کا ہونا قرار پایا جسمین مسٹر لیپل ہنری گرفن صاحب بہادر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب پنجاب کیطرف سے اور کرنل ولیم ہعل ہین صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ جیپور راجپوتانہ کیجانب سے اور سید امداد علی صاحب دیوان اور خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی اور سید محمد علی صاحب معتمد حاضرباش خدمت گورنمنٹ پنجاب پٹیالہ کیجانب سے

---

[1] انگریزی مین پنچایت کے طور کے ایک مجمع کو کہتے ہین ۔ ۱۲ مؤلف

اور **پنڈت موتی لال صاحب دیوان** اور **لالہ رامکشن صاحب وکیل** متعینہ محکمہ ایجنسی جیپور معہ **لالہ کنہیا لال صاحب وکیل** ریاست کیتھڑی[۵] جیپور کیطرف سے اسمین شریک ہوے مقصود اس کانفرنس کا یہہ تہا کہ جو جو امور باعث ہرج کارروائی ہین وہ دریافت کئے جائین اور آیندہ کے لئے ایسی سبیل نکالی جاے جس سے کارروائی مین آسانی ہو-

ہمارا دربار مفصلہ ذیل امور کا خواہشمند تہا- اوّل یہہ کہ جب ۱۸۶۱ع کے عہدنامہ کا مسودہ پیش کیا گیا تہا اسمین یہہ بات درج کی گئی تہی کہ رعایا پٹیالہ و جیپور خواہ فی الحقیقت مجرم ہون یا مشتبہ الجرم عند الطلب عدالت محل واردات کو تحقیقات اور تجویز سزا کیواسطے سپرد کئے جائین لیکن جیپور نے اسمین یہہ ترمیم کروی تہی کہ اشخاص مشتبہ الجرم سرسری تحقیقات کے بعد سپرد ہوا کرین اور تجربہ سے اس ترمیم کا یہہ نتیجہ ثابت ہوا کہ جیپور کو ہماری عدالت کو اپنی رعایا کے سپرد نکرنیکے واسطے گنجایش ملتی ہے اور وہ اپنی رعایا کے ہمکو سپرد کرنے مین اپنی کسرشان سمجھتے ہین اور گویہہ امر سچ ہے کہ منجملہ بیس۲۰ مقدمات کے غالباً انیس۱۹ مقدمات مین انکی رعایا کو ہماری عدالت مین حاضر ہونا پڑتا مگر عہدنامہ

---

۵ علاقہ شیخاواٹی مین ہماری سرحد پر جیپور کی ایک ٹھیکدار ریاست ہے ۱۲- مؤلف

جانبین کے لئے مساوی تہا اسلئے یہہ قید دور ہونی چاہیئے دوسرا یہہ کہ سرکلر محریہ ۱۸۶۵ء کا تعلق ہمسے نہین ہے اور محل واردات کا ذمہ دار حق رسی بنایا جانا خلاف منشاء عہدنامہ اور نیز بہ لحاظ حالت ہماری رعایا کے ہماری رعایا کے مقاصد کیواسطے مضر ہے۔ تیسرا یہہ کہ بموجب منشاء عہدنامہ بالفعل یہہ امر عدالت محل متہمان سُراغ کے اختیار مین ہے کہ چاہے مدعی کے دعوی کو خارج کردے یا تسلیم کرے اور بسبب کثرت دعاوی ہماری رعایا کے اس عمل سے ہم اپنی رعایا کے حق مین انصاف کامل کی کم امید رکھتے ہین اسلئے اختیار تجویز ایسے مقدمات کا عدالت محل واردات پر منتقل ہونا چاہیئے

جیپور والے اسکے خلاف سرکار صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر راجپوتانہ کے موافق عمل ہونا چاہتے تہے اور اُنکی خواہش تہی کہ دفعہ عہدنامہ متعلقہ سُراغ کی ترمیم اسکے موافق کیجائے لیکن مسٹر گرفن اور کرنل بینن صاحب کی راے ہمارے زیادہ تر موافق ہوگئی اور انکی ذی اثر فہمایش سے آخرکار جیپور والون نے ہماری باتون کو مان لیا۔ اور معاملہ سراغ کی بابت یہہ امر قرار پاگیا کہ عدالت محل واردات مقدمہ کو اپنے ہان مرتب اور تحقیقات کرے وکیل ریاست معاہد کو حاضر کرنا ایسے اشخاص مطلوبہ عدالت کا جنسے اُس مقدمہ کا

حال دریافت کرنا منظور ہو واجب ہوگا اور اُسکے مواجہ مین اُنکے اظہارات تحریر
او رتصدیق ہونگے جسپر بطور تصدیق اور شہادت اُسکے بہی دستخط کرائے جاینگے
اور اگر حاکم عدالت محل واردات کی رائے مین مقدمہ کی حالت ایسی ہو کہ اُسکی
رو سے زرمعاوضہ نقصان محل منتہا سراغ سے مدعی کو دلانا واجب ہو تو مثل کو
اپنی رائے کے مفصل وجوہات لکہکر حاکم عدالت محل منتہا سراغ کے پاس اتفاق
رائے کیواسطے بہیجدیگا اور دونون کے اتفاق رائے کی حالت مین زرمعاوضہ
نقصان بذریعہ عدالت محل منتہا سراغ عدالت محل واردات کے سپرد ہوکر
مدعی کو دلادیا جائیگا اور اختلاف رائے کی حالت مین مثل معہ وجوہات رائے طرفین
بحیثیت سرپنچ مقبولہ جانبین صاحب پولیٹکل ایجنٹ جیپور کیخدمت مین بذریعہ عدالت
محل واردات مرسل ہوگی اور جس فریق کی رائے سے بحیثیت مذکورہ وہ
اتفاق کرینگے اُسکی موافق فیصلہ عمل مین آئیگا اور فہرست جرایم مندرجہ عہدنامہ
بہی آپس کے اتفاق رائے سے ترمیم کی گئی اور جانبین نے بیندرہوین ماہ جون
۱۸۶۳ع کو بمواجہ مسٹر گرفن صاحب اور کرنل بین صاحب کے عہدنامہ
کی ایک ایک نقل پر دستخط کرکے ایک دوسرے کو دیدیا۔

شفاخانون اور شرتہ ویکسی نیشن کا قایم ہونا

جون سنہ ۱۸۹۰ء مین مہاراج کی توجہ اپنی رعایا کے حفظ صحت کیطرف مایل ہوی اور مناسب مقامات مین چند باقاعدہ شفاخانے اور مرض چیچک کو دفعیہ کے واسطے ایک مستقل سررشتہ ویکسی نیشن زیر اہتمام ڈاکٹر گرسیٹ فرویلم کلٹرباک صاحب کے جو مہاراج نے اپنے ذاتی علاج معالجہ کیواسطے سرکار انگریزی سے مانگ لئے تہے اور جو ایک نہایت لایق اور تجربہ کار طبیب ہیں اور جنکو آنکہون کے علاج مین ایک خاص دستگاہ حاصل ہے قایم کیا گیا۔

مرض چیچک جسکے نتایج نہایت خوفناک ہین منجلہ ان نہایت قدیم اور کثرت سے پہیلے ہوے امراض کے ہے جو دنیا مین مشہور ہین ملک مصر مین اسکا وجود بطور وبا تین ہزار تین سو اسّی برس سے خیال کیا گیا ہے اقوام شرقی خصوصاً اہل چین اور ہند مین بہی اسکا آغاز اُسی زمانہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ یونان اور اٹلی مین دو ہزار برس سے زیادہ سے اسکا وجود پایا جاتا ہے۔ عرب مین اسکا ظہور سب سے پہلے پہل جب ہوا جبکہ ۵۶۹ء مین ابرہہ حبشی حاکم یمن نے جو عیسای تہا کعبہ کے مسمار کرنیکی غرض سے ایک بڑی فوج کے ساتہہ جسمین ہاتہی بہی تہے مکہ معظمہ پر حملہ کیا چنانچہ اسکا اشارہ

قرآن مجید مین بھی پایا جاتا ہے سلہ

اسکا قدیم علاج جسکو انگریزی مین انا کیولیشن اور ہمارے اس ملک مین چھوپ لگھتے ہین اسطرح کیا جاتا تھا کہ چند سوئیون کی نوک پر چیچک کا مادہ جو اُسکے چھلکے کو پانی مین گھسکر قابل استعمال بنایا جاتا تھا لگا کر بچے کے داہین یا بائین کلائی پر گود دیتے تھے جس سے پک کر اوسجگہہ ایک بڑا سا آبلہ ہوکر تھوڑی سی چیچک نکل آتی تھی اور آیندہ کا خوف جاتا رہتا تھا چنانچہ بہت چھوٹی سی عمر مین خود میرے داہین ہاتھہ کی کلائی پر ایک ہندو بہاری جراح نے جو یہان نوکر تھا یہہ عمل کیا تھا - اور عرب - چین - ہندوستان - فارس - آرمینا - گرجستان - یونان - اٹلی - فرانس - جرمنی - سویڈن - ڈنمارک - انگلستان غرض سب جگہہ یہی علاج مختلف طریقون مین مروج تھا لیکن اسمین یہہ بڑا ضرر تھا کہ چیچک کے وبائی مادہ کو تحریک ہو کر مرض تمام ملک مین پھیل سکتا تھا جسکا پھر روکنا ناممکن تھا - پس ۱۷۹۶ء مین ڈاکٹر جینر صاحب ایک مشہور انگریز طبیب نے اس علاج کا دوسرا طریقہ ویکسی نیشن نکالا جسمین

سلہ دیکھو تفسیر کبیر رازی صفحہ ۶۰۰ جلد ہشتم مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ ہجری اور تفسیر صافی صفحہ ۳۰۷ مطبوعہ بمبی ۱۳۱۳ ہجری اور تفسیر کشاف صفحہ ۱۶۲۳ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ ہجری - ۱۲ مؤلف

اس مرض کے وبائی مادہ کے تحریک مین آنیکا عیب نہین ہے اور نہایت ہی فایدہ مند ثابت ہوا ہے - اسمین گائے کے تھن پر جو کبھی کبھی دانے بطور چیچک نکل آتے ہین اُنکا مادہ نشتر کی نوک سے بچے کے بازو پر ایسی غیر محسوس صورت مین جلد کے اندر داخل کیا جاتا ہے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نکلنے نہین پاتا بلکہ خون کا نکلنا مضر سمجھا جاتا ہے کیونکہ اُسکے ساتھ دوا کے بہہ جانیکا جو مقدار مین بہت ہی قلیل ہوتی ہے احتمال ہوتا ہے جس سے اثر باطل یا ضعیف ہو جاتا ہے اور اس عمدہ علاج کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ خفیف سا بخار ہو کر صرف اُسیجگہہ ایک چیچک کا سا دانہ اُبھر آتا ہے اور اُسیطرح بھر کر اور خشک ہو کر گر جاتا ہے اور کچھہ کسیطرح تکلیف نہین ہوتی - اگرچہ اپنے وقت مین بجز کوہستانی لوگون کے اناکیولیشن ہی عام پسند علاج تھا مگر افسوس ہے کہ ویکسینیشن بھی باوجودیکہ اسمین بہت ہی کم تکلیف ہوتی ہے اور اگر عمل کامل طور سے دو یا تین بار ہو جاتے تو چیچک کا نہ نکلنا ایک یقینی امر ہے لوگون کے نزدیک نامرغوب اور موجب خوف و نفرت ہے اور اسکی جگہہ ہمارے کروڑون جاہل اور وہمی ہموطن زیادہ تر بھروسہ جھاڑ پھونک اور ور ایسی ہی لغویات پر کرتے ہین اور گورنمنٹ انگریزی اور اُن بعض بیاتون

کی کوشش اور تحریص و ترغیب جنہون نے اس عمدہ علاج کو اپنی قلمرو مین جاری کیا ہے ابتک لوگون کے وہم اور تعصبات پر بہت ہی کم غالب آئی ہے اور تمام ہندوستان مین جو ہر ایک بچہ کا اس مُہلک مرض مین ایکبار مبتلا ہونا گویا ضروریات سے ہے بچے اس کثرت سے ضایع ہوتے ہین کہ اور کسی بیماری سے اسقدر موتین نہ بچّون مین واقع ہوتی ہین اور نہ جوان اور بوڑہون مین مگر اُمید ہے کہ جیون جیون تعلیم کو ترقی ہوتی جائیگی وہم اور تعصبات بہی کم ہوتے جاینگے اور کوئی وقت آیگا کہ انگلینڈ کیطرح ہمارے مُلک مین بہی اس مرض کا نام و نشان نہ رہیگا اور یہہ کمبخت مرض اپنے خوشامدی خطابون ماتا سیتلا ٹہنڈی کے ساتہہ جو ہمارے وہمی اہل وطن نے اسکو دیئے ہین پُکاری نہ جائیگی۔

یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ اس ریاست کے فرمان روا نے اپنے اور اپنی اولاد کے علاج معالجہ کیواسطے ایک انگریز طبیب کو نوکر رکہا اور اپنے مُلک مین ترقی یافتہ فن طب انگریزی کے علاج کے رواج دینے مین کوشش کی۔

مہاراج رگہوراج سنگہہ بہادر والی ریوان کا پٹیالہ آنا

مہاراج ایشری پرشاد نراین سنگہہ بہادر مہاراجہ بنارس اور

مہاراج رگھوراج سنگھہ بہادر والی ریوان اُس دربار مین شریک ہونیکو جو ہز ایکسلینسی لارڈ نارتھہ بروک صاحب بہادر وایسراے گورنر جنرل ہند نے نومبر ۱۸۷۲ء مین راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کے اکثر خود مختار والیان ملک کی ملاقات کیواسطے آگرہ مین منعقد فرمایا تھا تشریف لائے ہوئے تھے

پس جب دربار ہوچکا مہاراجہ صاحب بہادر بنارس معہ مہاراجہ صاحب بہادر ریوان جو اُنکے دوست ہین متھرا اور بندرابن ہوتے ہوئے سیر کے ارادہ سے دہلی آئے اور ہمارے مکان مین آکر ٹھہرے جو اُنکی آرام و آسایش کیواسطے درست کردیا گیا تھا۔ پس مناسب سمجھکر مہاراج نے سلطان الشعرا مرزا محمد اکبر خان صاحب سیستانی خاور تخلص کو معہ اپنے ایک اور معزز اہلکار کے اُنکی خاطر اور مدارات کیواسطے وہان بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر تشریف لاوین تو پٹیالہ بھی کچھہ دور نہین ہے چنانچہ مہاراجہ صاحب بہادر بنارس تو اسوجہہ سے تشریف نہ لاسکے کہ اُنکو میور کالج کے فونڈیشن کی رسم مین شریک ہونا تھا جو دسوین دسمبر سنہ مذکور کو ہز ایکسلنسی لارڈ نارتھہ بروک صاحب بہادر کے ہاتھہ سے الہ آباد کے مقام عمل مین آئی تھی مگر مہاراج رگھوراج سنگھہ بہادر نے پٹیالہ کا قصد فرمایا اور

اور اس ضمن مین کرچہر کے اشنان کی ہی نیت کی جو ایک مشہور و معروف تیرتہہ ہے اور انکی دوستانہ درخواست پر مہاراج نے انبالہ سے تہانیسر تک انکے آرام و آسایش کے انتظام کیواسطے **شیخ فخر الدین صاحب** سول جج پٹیالہ اور **سردار اجمیر سنگہ** کرنیل کا ذمہ کیا اور تیرتہہ سے فارغ ہو گیارہوین دسمبر سنہ مذکور کو وہ پٹیالہ تشریف لائے۔ مہاراج نے بڑی شان و شوکت سے اپنے مہمان عزیز کا استقبال کیا اور لیجاکر موتی باغ مین اُتارا اور پانچ روز یہان رکہا اور انکی اور اپنی شان و منزلت کے موافق انکی خاطر و تواضع کی جس سے وہ نہایت خوش ہوئے اور جوش مسرت سے مہاراج کی تعریف مین ایک کبت تصنیف کیا اور سولہوین دسمبر کی شب کو جب انکی ملاقات رخصت کے بعد بے تکلفانہ طور پر مہاراج انکی ملاقات کو تشریف لیگئے انگریزی مین جسمین بات چیت کرنیکا انکو نہایت ہی شوق ہے مہاراج سے یہہ کہا کہ ،، مینے مسرت خاطر کے تقاضا سے آج صبح کو آپکے اوصاف مین یہہ کبت تصنیف کیا ہے اور اپنے ہاتہہ سے شیش محل (موتی باغ مین ایک مکان ہے) کی دیوار پر اسواسطے لکہدیا ہے کہ اس مکانمین میرے قیام کی یادگار رہے اور ہمیشہ جب آپکو اسکے ملاحظہ کا اتفاق

ہو تو فوراً مین یاد آؤن ،، اور ایک پنڈت اپنی کونسل کے ایک ممبر کو جسکا
نام بتقلید ریاست جیپور رایل کونسل (شاہی کونسل) رکہا ہے پڑہنے کو
دیا اور کہا کہ مجہے چشمہ لگانے کی عادت ہے اسلئے مین خود اسوقت نہین
پڑہ سکتا۔ چنانچہ وہ کبت یہہ ہے۔

कवित ॥ मंत्रीमरम कबिउदार सरदार सबै पंडित
की मंडली सी मंडित समाज को   सेर है शिकार बाग
झुलत डाग के ते बांधे मुरजाद सभा जुद्ध राज साज को
भेने बांधे बस महाराज रघुराज सिंघ कीनी सत
कार प्रेम पूरन दराज को   आला आला विपुल
मरातबा विशाल देय केशव कृ पाला पटयाला म
हाराज को ॥१॥

ترجمہ وزرا اور شاعران خوش بیان اور امرا سخاوت پیشہ سے دربار
ایک فاضلون کا مجمع معلوم ہوتا ہے۔ سیر و شکار کی چراگاہین اور نفیس باغ
اور تالاب ریاست مین اکثر ہین اور انتظام نظم و نسق ریاست نہایت باقاعدہ ہے
مہاراج رگہوراج سنگہہ ان صفات کو موزون کرکے بیان کرتے ہین کہ

یہان مہمان کی تواضع وتکریم اعلی درجہ کی ہوتی ہے پس نہایت بلند مرتبہ خدا کی عنایت سے والی پٹیالہ کو حاصل ہے۔"

جب کبت ختم ہوچکا تو مہاراج نے بہی اپنے عزیز مہمان کے میلان طبع کے لحاظ سے انگریزی ہی مین جواب دینا مناسب سمجہا اور فرمایا کہ "آپنے جو کچہہ فرمایا ہے اُس سے مین بہت خوش ہوا۔ میری خوشی اسوجہہ سے نہین ہے کہ آپنے میری اور میری ریاست کی تعریف کی بلکہ اسوجہہ سے ہے کہ آپکی مہمانداری کے لئے جو سامان کیے گئے تہے وہ آپکی مطبوع خاطر ہوئے اور آپکو اُنسے رضامندی حاصل ہوئی۔ آپنے جو یہان تشریف لانیکی تکلیف گوارا فرماکر مُجہکو اپنی دوستانہ ملاقات سے معزّز اور مسرور کیا مین اسکی نسبت آپکا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون۔ خدا کے فضل سے اُمید ہے کہ ہمارے اور آپکے درمیان دوستی اور محبّت کے جس سلسلہ کی ابتدا ہوئی ہے یہہ نہ صرف زمانہ درازتک بلکہ پشتہا پشت تک قایم رہیگی۔ اگرچہ ہم اور آپ اب بظاہر جُدا ہوتے ہین مگر اُمید ہے کہ دوستانہ مکاتبات کے ذریعہ سے مراسم ارتباط کو ترقی ہوتی رہیگی اور خدا کے فضل سے یہہ بہی اُمید ہے کہ کسی مبارک موقع مین پہر ملاقات حاصل ہوکر جانبین کی خوشی کو تازگی حاصل

ہو گی"

اگرچہ مہاراج کنور راج سنگھ بہادر سنسکرت مین اچھی استعداد رکھتے صین اور بہاکہاکے تو شاعر ہی صین اور انگریزی مین بہی اسقدر مہارت ہے کہ گفتگو کر سکتے صین اور کچھ لکھ بہی لیتے صین - مگر افسوس ہے کہ باستثنا ہمارے پنجاب کے رئیسون کے ہندوستان کے اکثر والیان ملک کیطرح انکے بہی سونے جاگنے کہانے پینے اور پاٹ پوجا کے اوقات عام دنیا سے نہایت ہی مختلف ہین جسکے سبب سے اِن کو اور اُن لوگون کو جنکو اُن سے ملاقات کا اتفاق پڑے بہت تکلیف ہوتی ہے - ؎

؎ ریاست ریوان ہندوستان کی نہایت ممتاز اور قدیم ریاستون مین سے ہے چنانچہ مسٹر ایچیسن صاحب کی کتاب عہدنامجات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر حال سے بانی ریاست تک بتیس ۳۲ پشتین ہوتی ہین - اس خاندان کے رئیس سورج بنسی راجپوت ہین اور عرفاً بگھیلے کہلاتے ہین - خاندان اودیپور - جودہ پور - جے پور بیکانیر سے جو بہت پرانی ریاستین ہین انکی برادری اور قرابت ہے - مسند نشین کی سترہ توپ کی سلامی سرکار انگریزی سے ہوتی ہے - مہاراجہ حال گورنمنٹ کے دوست صادق ہین اور غدر ۱۸۵۷ع کی خدمات کے صلہ مین پرگنہ سہاگ پور اور امر کنٹک اور اول درجہ کا تمغہ سٹار آف انڈیا انکو ملا ہے ریاست کا رقبہ بارہ ہزار آٹھ سو بائیس ۲۲ میل مربع

مہاراج کا راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر کی مسند نشینی کی تقریب سے فریدکوٹ تشریف لیجانا

مئی ۱۸۷۴ء مین مہاراج راجہ وزیر سنگھ صاحب بہادر کی تعزیت اور اُنکے ولیعہد راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر کی مسند نشینی کی تقریب سے فریدکوٹ تشریف لیگئے چونکہ فیروزپور کے راستہ سے جانا ہوتا تہا میجر گرے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے فیروزپور سے دو میل اسطرف معہ صاحبان یورپین افسر ضلع یعنی کنٹونمنٹ مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ کمشنر اور سول سرجن اور ڈسٹرکٹ سوپرنٹنڈنٹ پولیس کے استقبال کیا اور جب فرودگاہ پر پہنچے تو مہاراج سے اجازت لیکر ہندوستانی عُہدہداروں یعنی مولوی سید ذوالفقار علیخان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلداروں اور میونسپل کمیٹی کے ممبروں کو پیش کیا اور سرکار کیطرف سے بطور دعوت سیدہ پہنچائی اور شہر مین روشنی کرائی اور آتشبازی چہُڑوائی غرض نہایت اخلاق اور مدارات سے پیش

اور آبادی بارہ لاکہہ ایکہزار آدمی کی ہے مگر کچہہ زمین کی خرابی کے سبب سے اور زیادہ تر بدانتظامی کے باعث سے آمدنی بحسب شہرت عام مین بچیس لاکہہ سے زیادہ نہین ہے اور اس زمانہ مین تو اس سے بہی بہت گہٹ گئی ہے۔ ۱۲۔ مولف

آئے اور مہاراج نے اُنیسوین مئی کو فرید کوٹ جا کر اول رسم تعزیت ادا کی پھر
اگلے دن مفصلہ ذیل رسوم کے ساتھہ ملاقات اور بازدید فرمائی یعنی سوم درجہ
کے دو اہلکار راجہ صاحب کو مہاراج کی ملاقات کیواسطے جا کر لائے اور دوم
درجہ کے دو اہلکارون نے سواری تک استقبال کیا اور مہاراج نے مسند سے
علحدہ مخملی سوزنی پر اپنی بائین طرف ہاتھہ کے اشارہ سے بٹھایا اور اُن کے
ہمراہیون نے مہاراج کو نذرین دین اسیطرح مشایعت ہوئی اور جب مہاراج
بازدید کیواسطے تشریف لیگئے چونکہ رات تھی ولیعہد صاحب فریدکوٹ صغیر سنی
کے باعث سے دستور العمل کے موافق قیام گاہ پر استقبال کو نہ آسکے اُنکے
عوض اوّل درجہ کے چار اہلکار آئے اور سواری تک راجہ صاحب نے خود استقبال
کیا اور مہاراج نے علحدہ مسند پر جو راجہ صاحب کے دائین طرف بچھائی گئی تھی
جلوس فرمایا اور سب اہل دربار نے مہاراج کو نذرین دین۔ اگلی صبح صاحب
کمشنر بہادر لاہور جنسے اِس ریاست کا پولیٹکل تعلق ہے تشریف لائے اور
گیارہ بجے رسم مسند نشینی عمل مین آئی اور اگلے دن راجہ صاحب نے مہاراج
کو کوٹ کپورہ کی بیڑ مین شکار کھلایا۔

فرید کوٹ کی حیثیت اگرچہ ایک گانو سے کچھہ ہی زیادہ ہے مگر اُس

ریگستانی خشک ملک مین راجہ صاحب کا چہوٹا سا باغ جسمین ایک چہوٹا سا مکان بہی ہے گرمی کے موسم مین بہت غنیمت ہے۔ کوٹ کپورہ فریدکوٹ سے قریب سات میل کے ایک بڑا گانو ہے اور راجہ صاحب کے رہنے کیواسطے یہان بہی انگریزی وضع کا ایک چہوٹا سا مکان اور ایک چہوٹا سا باغچہ ہے۔ مہاراج کا اس موقع پر فریدکوٹ تشریف لیجانا صرف خانگی تعلقات رشتہ داری کے باعث سے تہا اور یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ ہمارے عالیقدر رئیسون مین سے ایک رئیس کو اس چہوٹی سی ریاست کے رئیس کی مسندنشینی کی تقریب مین بذاتہ شریک ہونیکا اتفاق ہوا۔

نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کا پٹیالہ آنا

آغاز اپریل ۱۸۶۸ء مین کرنل حالریس منچن صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہاولپور نے نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کی ہمت اور جرات بڑہانیکے خیال سے یہہ تجویز کیا کہ چند روز دسہرہ کے دنون مین وہ شیر کا شکار کہیلین چونکہ بہاولپور سے اسجگہہ کو بہت فاصلہ تہا اور بہاولپور سے شکاری ہاتہیون کے بہیجے جانیمین ایک طرح کی دقت تہی اسلئے بسبب دوستی خاندان ریاست بہاولپور اور ہماری ریاست کے صاحب موصوف نے مہاراج سے شکار کے موقع

چند ہاتہیون کے بہیجے جانیکی درخواست کی اور نواب صاحب بہادر کے
اتالیق مسٹر ڈورین صاحب کو فہمایش کی کہ شکار سے واپس اگر اگر مہاراج
کی مرضی ہو تو نواب صاحب پٹیالہ بہی تشریف لیجائین چنانچہ آغاز جون مین نواب
صاحب شکار سے واپس تشریف لائے اور ہمارے مکان واقع سوال امین انبالہ
مین جو انکے واسطے درست اور آراستہ کیا گیا تہا ٹہرے اور بمعیّت ہمارے دو معزز
اہلکارون کے جو انکے لینے کو انبالہ بہیجے گئے تہے بارہوین جون کو پٹیالہ تشریف
لائے مہاراج نے حدمناسب تک استقبال فرمایا اور فوج نے جو تعظیما کہڑی کی گئی
تہی سلامی اُتاری اور توپخانہ سے سلامی کی توپین سر ہوئین اور اگرچہ ضابطہ مقتضی اسکا
تہا کہ پہلے نواب صاحب مہاراج کی ملاقات کیواسطے تشریف لاتے مگر مہاراج
نے بنظر خوش اخلاقی اور مہمان داری بلا رسوم ضابطہ بے تکلفانہ اپنے عزیز مہمان
کے پاس اپنا پہلے تشریف لیجانا مناسب سمجہا اور باضابطہ ملاقات مین جو اگلے
دن ہوی اوّل نواب صاحب تشریف لائے اور پہر مہاراج اُنکے ہان تشریف
لیگئے اور معمولی رسمین ادا ہوئین اور چودہوین کو نواب صاحب ایک بے تکلفانہ
رخصتی ملاقات کر کے بہاولپور کو تشریف لیگئے اور راجپورہ کے ریلوے
سٹیشن تک ہمارے دو معزز اہلکار اُنکے ہمراہ گئے - علاوہ تحایف معمولی

کے جنکا لیا جانا رسمی ملاقات مین مقرر ہے ملاقات رخصت کیوقت مہاراج
نے ایک نہایت خوبصورت اور چالاک پاٹھا نواب صاحب کو دیا جسکو
بمقتضائے سن لیکر وہ نہایت ہی خوش ہوئے۔ \

نوّاب صادق محمّد خان صاحب بہادر والی حال کے
پڑدادا **نوّاب بہاول خان** ثالث آغاز ۱۸۵۱ء مین خواجہ
معین الدّین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جنکا مزار اجمیر
مین ہے تشریف لیگئے تھے اور اس تقریب سے اُنکا قیام اثنا راہ مین
ہماری عملداری کے قدیم شہر سانانہ مین ہی ہوا تہا اور مہاراج نرندر سنگھ
صاحب بہادر سرگباشی نے راقم کے والد اور ایک اور معزز اہلکار
کو اُنکی خاطر تواضع اور اس غرض کیواسطے اُنکی خدمت مین بہیجا تہا کہ اُنکے
پٹیالہ تشریف لانیکے باب مین تحریک کرین لیکن رسوم ملاقات کے تصفیہ ہونے
کے باعث سے وہ تشریف نہ لا سکے۔ پس یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ ریاست
بہاولپور کا ایک فرمان روا دوستانہ اور بے تکلفانہ طور سے پٹیالہ مین مہمان
ہوا اور اُس دوستی اور اتحاد کو جو دونون ریاستون کے باہم مدت سے
چلا آتا ہے۔ زیادہ تر استحکام حاصل ہوا۔

مہاراج کا امرتسر کے اشنان اور ملتان کی سیر کو تشریف لیجانا

نومبر ۱۸۶۸ء مین دیوالی کے میلہ کے موقع پر مہاراج امرتسر تشریف لیگئے اور درشن اور اشنان کیا اور علاوہ اٹھارہ ہزار روپیہ کے جو مختلف مقامات پر چڑہایا گیا اکاون ہزار روپیہ اس غرض سے دربار صاحب کی بھینٹ کیا گیا کہ اسکی آمدنی سے ایک عام خیراتی لنگر جاری رہے اور یہان سے فارغ ہوکر لاہور مین بعض انگریز دوستون سے ملاقات کی اور پھر تفریحاً ملتان کی سیر کو تشریف لیگئے اور شیر شاہ کے مقام جو یہان سے دس میل دریا کے کنارہ ایک بستی ہے دخانی کشتی پر دریائی جانورونکا شکار کیا جو تفریح سے خالی نتھا۔

ملتان اگرچہ بہت پرانا اور قدیم شہر ہے مگر قریب اسی ہزار کے اب بھی لوگ اسمین آباد ہین لیکن قلعہ جسکا تاریخ مین اکثر ذکر ہے زمانہ حال کے طرز جنگ کی موافق نہ دیکھکر سرکار انگریزی نے مسمار کرادیا ہے اور اسکے عوض ایک اور قلعہ بنانیکی تجویز ہے۔ یہان نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کے دو معزز اہلکار دوستانہ پیغام اور تحایف لیکر آئے

اور مسٹر برانڈرتھ صاحب بہادر کمشنر اور اَور انگریز دوستون سے ملاقات ہوئی - اور آخر نومبر مین ہم پٹیالہ پہنچ گئے۔

مہاراج کا شمولیت دربار گورنری کیواسطے دہلی تشریف لیجانا اور لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر کا پٹیالہ آنا

مارچ ۱۸۷۵ء مین جب ہز ایکسیلنسی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے دہلی مین ایک شاہانہ دربار منعقد فرمایا مہاراج بہی بمعیت کپتان لنسبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور جو ہمراہی کیواسطے حسب الحکم گورنمنٹ تشریف لائے تہے جاکر اُسمین شریک ہوئے اور اس موقع پر علاوہ اَور دوست رئیسون کے مہاراجہ راجہ منگل سنگھہ صاحب بہادر والی الور سے جنکے ساتھہ خاندانی راہ و رسم چلا آتا تہا ملاقات ہوئی جو ایک پہلی ہی ملاقات تہی جو پٹیالہ اور الور کے عالیقدر رئیسون کے باہم ہوئی - اور چونکہ ہز ایکسیلنسی لارڈ ممدوح نے براہ مہربانی شملہ کو جاتے ہوئے پٹیالہ مین مہمان ہونا منظور فرمایا تہا - یہان سے فارغ ہوتے ہی فوراً پٹیالہ تشریف لے آئے اور نہایت توجہ اور سرگرمی سے انکی مہمانداری کے

انتظام مین مصروف ہوئے اور انتیسوین مارچ کو لارڈ ممدوح تشریف فرمائے پٹیالہ ہوئے اور اگلے دن شام کو بعد سماعت ایڈریس جو راقم نے مہاراج کے حکم سے متضمن حالات تاریخی اس مدرسہ اور سررشتہ تعلیم پٹیالہ کے پڑہکر سُنائی تھی اور جسکا ترجمہ لارڈ ممدوح اوّل ملاحظہ فرما چکے تھے مدرسہ اعظم پٹیالہ کی بُنیاد رکھی جسکا نام مہاراج کے نام کی مناسبت سے مہندر کالج کہا گیا اور مندرجہ ذیل تقریر فرماکر ایک سونیکا تمغہ اپنی طرف سے اس مدرسہ کے اوّل درجہ کے ایک طالبعلم کیواسطے سال بسال دینا تجویز فرمایا۔

سپیچ

مین نہایت خوشی سے اعلان کرتا ہُون کہ مہندر کالج کی بُنیاد احسن طور سے رکہی گئی۔ سر مہاراجہ صاحب بہادر کے وزیر اعظم کی رپورٹ سے معلُوم ہُوتا ہے کہ اس ریاست مین مدارس کی تعداد نوّے کے قریب ہے جنہمین چہہ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہین اور تعلیم مین تبدریج ترقی ہوتی جاتی ہے۔ چونکہ رفق انتظام کے ہر کام سے آیندہ زمانہ کی ترقی کی اُمید ہوتی ہے اسلئے مین اُمید کرتا ہون کہ اس ریاست کے صیغہ تعلیم کو جو ابہی ابتدائی حالت مین ہے زمانہ آیندہ مین بہت فروغ حاصل ہوگا اور اس صیغہ سے

بتدریج ملک کو بڑا نفع حاصل ہوگا۔ مگر میری صلاح یہہ ہے کہ ترقی تعداد
طلبار کی نسبت اصلی ترقی علوم کو زیادہ تر مدنظر رکہنا چاہیے۔ مین دہلی
مین ایک موقع پر بیان کرچکا ہون کہ اشاعت علم اور اعانت تعلیم مین مہاراجہ
صاحب بہادر کی توجہہ اور فیاضی نہ صرف اپنے ملک اور اپنی رعایا ہی سے
بلکہ غیر علاقہ کے کارخانجات تعلیم مین بہی اپنی عالی ہمتی اور روشنضمیری سے
امداد فرماتے رہتے ہین۔ جیساکہ لاہور یونیورسٹی کو زر خطیر عطا فرمایا ہے۔
چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر نے ازراہ مہربانی مہندر کالج کے فونڈیشن
کی رسم مین مجھے بہی شریک فرمایا ہے اسلئے میری یہہ خواہش ہے کہ اگر
مہاراجہ صاحب بہادر منظور فرمائین تو اس شرکت کی یادگار کیواسطے مین ایک
تمغہ اوّل درجہ کے طالبعلم کیواسطے پیش کرتا ہون جس صیغہ کے طالب علم کو
جس طور پر مہاراجہ صاحب بہادر مناسب سمجہین یہہ تمغہ عطا فرماتے ہین
واضح ہو کہ ہندوؤن مین مکان کی بنیاد مین سونے کا ایک چہوٹا سانپ بناکر
رکہنے کی رسم ہے جو اس اعتقاد پر مبنی ہے کہ زمین ایک بہت بڑے سانپ
کے سر پر جسکا نام سیس ناگ ہے اور جسکے ہزار سر مین اور جو چارون طرف
سے زمین کو گہیرے ہوئے ہے قایم ہے جس سے بطور تفاول یہہ مراد ہوتی

ہے کہ گویا شیش ناگ کے سر پر جو زمین کا محافظ ہے بنیاد قایم کیجاتی ہے۔
پس اس رسم کے موافق اس مکان کی بنیاد مین بہی علاوہ ریاست اور سرکار
انگریزی کے سونے چاندی کے سکون کے جو ایک فرنگستانی رسم ہے ایک
چہوٹا سا سونے کا سانپ بہی ایک بوتل مین ڈالکر رکہا گیا اور بوتل کے مونہہ پر
ایک چاندی کا پتّر رکہا گیا ل؎ جسپر مندرجہ ذیل عبارت فارسی حروف مین کندہ
تہی ،، آج تاریخ انتیسوین چیت سمت ۱۹۳۱ ہندی مطابق سوم مارچ ۱۸۷۵ء موافق
بست و یکم ماہ صفر ۱۲۹۲ ہجری روز سہ شنبہ حضور رایٹ آنریبل لارڈ طامس
جارج بیرنگ صاحب بہادر بیرن آف نارتہہ بروک جی۔ ایم
ایس۔ آئی نے جو از طرف علیا حضرت ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ کوئین وکٹوریا
شہنشاہ ہند و انگلنڈ کشور ہندوستان کے ویسرائے و گورنر جنرل ہین

ل؎ کسی چیز پر کچہہ کہود کر یا لکہہ کر مکان کی بنیاد مین بطور یادداشت رکہدینے کی رسم
ہندوستان مین بہت عرصہ سے پائی جاتی ہے چنانچہ شاری پتّر اور موگلان کے ستوپ
(مینار) مین سے جو مگدہ دیش (بہار) کے راجہ اشوک نے جو سن عیسوی سے دو سو تریسٹہہ ۲۶۳
برس پہلے تخت نشین ہوا تہا بہیلسہ کے قریب سانچی مین بطور انکی یادگار کے بنوایا تہا شاری
پتّر اور موگلان کی ہڈیان جو بودہ مذہب کے بانی شاکیہ منی گوتم بدہ کے چیلے اور اس مت کے
بہت بڑے اچارج تہے ایک ڈبیا مین سے نکلی ہین جسپر پالی یعنی پرانے دیوناگری حروف مین ان

موافق خواہش حضور عالیجناب فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ راجگان راجراجیشر سر مہاراجہ مہندر سنگھ مہندر بہادر جی۔سی۔ایس۔آئی والی پٹیالہ کے بنیاد مکان مہندر کالج یعنی مدرسہ اعظم دارالریاست پٹیالہ اپنے دست مبارک سے رکھی۔

مہاراج کا ہزرایل ہائینس پرنس آف ویلز بہادر دام اقبالہ کی ملاقات کے لئے کلکتہ جانا اور راجپورہ مین اُنکی تشریف آوری کی یادگار کیواسطے ایک گنج کی بنیاد کا رکھنا

جناب معلےٰ القاب عالیجاہ رفیع پایگاہ ہزرایل ہائینس البرٹ اڈورڈ پرنس آف ویلز بہادر دام اقبالہ ولیعہد سلطنت ہندو انگلینڈ کا ہندوستان مین تشریف لانا اگرچہ ایک ایسا واقعہ ہے جو اس ملک کی عام تاریخ سے علاقہ رکھتا ہے مگر اس سبب سے کہ مہاراج کو اوّل کلکتہ مین اُنکی ملاقات اور تعارف ذاتی کا اعزاز حاصل ہوا اور پھر براہ نوازش وہ راجپورہ مین انکے مہمان ہوئے اور اُنہون نے اسکی یادگار کیواسطے اُنکے نام نامی پر وہان ایک نئے گنج کی آبادی کی بنیاد رکھی

دونوان کے نام کندہ ہین۔ ۱۲۔ مولف

اس ریاست کی تاریخ خاص کے لئے بھی کچھہ کم زیب و زینت کا باعث نہین ہے
اسلئے ہم اس شاہانہ سیر و سفر کے متعلق چند ضروری اور عام مطالب لکھکر وہ
خاص حالات قلمبند کرتے ہین جو اس ریاست سے متعلق ہین۔
واضح ہو کہ جب ۱۸۵۷ء کے غدر کے رفع ہونیکے بعد از روے ایکٹ
پارلیمنٹ موسومہ (ایکٹ بمراد حسن انتظام ہند) مصدرہ سنہ ۲۱ و ۲۲ جلوس
حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا دام سلطنتہا اس ملک کی حکومت آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی
سے لیجا کر سیدھی تخت شاہی کے متعلق کر دیگئی تو ارل کیننگ صاحب
نے جو اسوقت اس ملک کے ویسرے و گورنر جنرل تھے حضور شاہی مین اپنی یہہ
راے پیش کی کہ اس نقل و تحویل حکومت کے اہل ہند کے ذہن نشین کرنیکی
غرض سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اصل علامت شاہی انکے پیش نظر
کیجائے اور اسلئے مناسب ہے کہ جناب معلے القاب ہز رایل ہائینس پرنس آف
ویلز بہادر (جنکا سن شریف اسوقت سترہ سال کا تھا) اس ملک مین
بطور سیر و سیاحت تشریف لائین تاکہ جو امتیاز ایسٹ انڈیا کمپنی اور گورنمنٹ
شاہی کے مفہوم مین ہے اور جس سے ابتک بہت کم لوگ واقف ہین ہر کسیکو
معلوم ہو جائے۔ پس اگرچہ انکی یہہ راے پسند ہوئی اور سب ارکان دولت

نے حضور ممدوح کے اس سیر و سفر کے باب مین اپنی رضامندی ظاہر کی لیکن
ارل الگین صاحب ویسرائے و گورنر جنرل ہند کی وفات اور اندیشہ لڑائی کے
باعث سے یہہ مبارک امر وقوع مین نہ آسکا مگر جب ۱۸۶۹ء مین حضور ممدوح کے
چھوٹے بھائی ہز رایل ہائینس ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر کے تشریف لانے کے
وقت اس ملک کے روسا و رعایا نے عموماً نہایت خوشی اور دلی تعظیم و تکریم اور
محبت ظاہر کی تو اس خیال سے کہ لوگون کو اپنے آیندہ شہنشاہ اور وارث تخت
و تاج کے دیکھنے سے زیادہ تر اطمینان اور گورنمنٹ شاہی پر اپنے ہر ایک طرح
کے سود و بہبود کا بھروسہ ہوگا اور بادشاہ و رعایا کے باہم ذاتی تعارف ہو جانے سے
سلطنت کو زیادہ تر استحکام ہو جائیگا اس امر کی پھر تحریک ہوئی اور ۱۸۷۵ء
مین بعد بہت سی غور اور بحث اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ شاہی کے باہم خط و
کتابت کے یہہ امر قرار پایا کہ حضور ممدوح شروع نومبر مین ہندوستان مین پہونچ
جائین اور یہہ سیر و سفر صرف بحیثیت ولیعہد سلطنت اور مہمان نواب ویسرائے
و گورنر جنرل کے ہو نہ بحیثیت قایمقام حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کے مگر
بطور نیابت ایک امر خاص کے یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو کلکتہ مین دربار فرما کر حضرت
ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کے نام سے جن جن روسا اور شرفا اور عہدہ داران سرکار

کو سٹار آف انڈیا کا معزز خطاب عطا فرمائے جانیکا منشا ہے انکو اُسکے تمغے وغیرہ
عنایت فرمائین تاکہ ہز اکسیلینسی ویسرائے کے رعب وداب اور وقار ومنزلت مین
بہی فرق نہ آسکے ،، اور جو مقصود اُنکے اس مُلک مین تشریف لانیسے ہے وہ
حاصل ہوجاسے - چنانچہ ان اُمور اور حضور ممدوح کے کوچ ومقام کی مفصل اور
باضابطہ اطلاع تیرہوین جولائی سنہ مذکور کو تار کے ذریعہ سے لارڈ نارتہہ برو ک
صاحب بہادر ویسرائے وگورنر جنرل ہند کو دیگئی اور اس سبب سے
کہ صاحبان خطاب جلیل سٹار آف انڈیا کا حسب قاعدہ اس دربار مین شریک ہونا
ضرور تہا اُنہون نے اُسی روز شملہ سے مہاراج کے نام اپنے ہاتہہ سے چٹہی لکہی
جسمین ذکر یہہ لکہکر تحریر فرمایا کہ ،، مجھے اُمید ہے کہ آپ اس مبارک موقع پر کلکتہ تشریف
لاسکینگے اور مجہکو یہہ موقع حاصل ہوگا کہ جسطرح آپ نے پٹیالہ مین میری دعوت کی
تہی مین بہی تپاک کے ساتہہ کلکتہ مین آپکو ویل کم (خیر مقدم) کہون اور
آپکے لئے کلکتہ کی سیر کو حتی المقدور ایک پسندیدہ سیر بناؤن ،، اور لکہا کہ بابت
تاریخ دربار اور انتظامات کے پبلک طور پر آپکی خدمت مین اطلاع پہنچیگی - ،،
چنانچہ تیسوین اگست کو صاحب سکرٹری آرڈر (خطاب) کی طرف سے انعقاد
دربار کا معمولی سمن (اطلاعی پرچہ) آیا اور گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے مسٹر ہی

ایل ٹیپر صاحب انڈر سکرٹری گورنمنٹ موصوف تشریف لائے اور پانچوین
دسمبر کو مہاراج پٹیالہ سے سوار ہوکر علیگڈہ - بریلی - لکہنو - اور عظیم آباد ہوتے اور سیر
کرتے ہوئے ستر ہوین کو تشریف فرمائے کلکتہ ہوئے - اور رسوم مقررہ کے
ساتہہ (جنکا ذکر پہلے کئی دفعہ لکہا جا چکا ہے) نواب ویسرائے بہادر کی ملاقات
اور باز دید ہوکر تئیسوین کو اپنے شہنشاہ زادہ کے استقبال اور انکی جناب مین
ویلکم گذارش کرنیکو پرنسپ گہاٹ پر ان بڑے بڑے رؤسا و صاحب
ملک اور امرا و شرفا کے ساتہہ شریک ہوئے جو باستثنائے سفیران شاہ برہما
جو بطور نیابت اپنے بادشاہ کیطرف سے صرف مبارک باد دینے کو حاضر ہوئے
تہے اکثر طبقہ جلیلہ سٹار آف انڈیا کے ممبر یا اس خطاب کے دینے کے لئے بلائے
گئے تہے مثلاً مہاراجہ صاحب بہادر جموں - گوالیار - اندور - جیپور - جودہپور -
ٹراونکور - ریوان - بنا - جوہپور - سر سالار جنگ بہادر وزیر حیدرآباد دکن -
راجہ صاحب بہادر جیند - نابہہ - اور جنرل رندیپ سنگہہ رانا بہادر سپہ سالار
نیپال وغیرہ -

اسوقت جو خوشی اور امنگ خاص و عام خصوصاً ان رئیسوں اور امرا و
شرفا کی حالت سے جنکو نواب ویسرائے بہادر نے حضور ممدوح الشان کی خدمت

عالی مین خود پیش کیا اور جناب ممدوح الالقاب نے کمال الطاف سے ہاتھ بڑہاکر
اُسنے مصافحہ فرمایا اور عنایت آمیز کلمات ارشاد فرمائے ظاہر تہی اُس سے
یہہ بات خود بخود کہلیان تہی کہ لارڈ کیننگ صاحب آنجہانی نے جو خیال کیا
تہا اور جو رائے ظاہر کی تہی وہ نہایت ہی صحیح اور مستحسن تہی۔

اب جسطرح ملاقات اور بازدید ہوئی اور مہاراج کو اپنے شہنشاہ زادہ
اور آیندہ شہنشاہ سے ذاتی تعارف کا اعزاز حاصل ہوا اُسکی کیفیت سُنیئے کہ
حضور معلّے نے چوبیسوین کی صبح کو دس بجے سب رئیسون سے پہلے مہاراج
کو ملاقات کیواسطے یاد فرمایا۔ چنانچہ مہاراج ہمراہی مسٹر ٹیپر صاحب اور
اپنے نو اعلی عُہدہ دارون کے تشریف لیگئے اور گورنمنٹ ہوس کے شمالی
مشرقی دروازہ سے پانسو گز کے فاصلہ پر حضور ممدوح کے دو مُصاحبون اور میجر
سارٹوریس صاحب نے جو میجر ہنڈرسن صاحب کی نیابت مین کام کرتے
تہے استقبال کیا اور گاڑی سے اُترنیکے بعد صاحب موصوف اور ایک صاحب
نے ہمراہ ہوکر گورنمنٹ ہوس کے اُوپر کے زینہ تک پُہنچایا اور گارڈ آف آنر
نے سلامی کی اور فورٹ ولیم سے معمولی توپین سر ہوئین۔ یہان میجر
ہنڈرسن صاحب جو بمنزلہ فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند حضور ممدوح کے

سٹاف مین پولیٹکل امور کے انجام دینے کیواسطے مقرر کئے گئے تہے لے
اور ہمراہ ہوکر ملاقات کے کمرہ مین جو گورنمنٹ ہوس کے تخت سے کمرہ کی
دائین طرف ایک بہت چہوٹا سا کمرہ تہا لیگئے اور حضور معلی نے جو فیلڈ مارشل
کی فُلڈریس وردی پہنے ہوئے تہے استقبال فرماکر اُسی کوچ پر جسپر تشریف
فرماتہے اپنی دائین طرف بٹہایا اور چند کلمہ و کلام کے بعد اپنا سونے کا بیضوی
تمغہ جسکے ایک طرف حضور ممدوح کی شبیہ مبارک اور مہاراج کا نام نامی اور خطاب
سٹار آف انڈیا اور دوسری جانب حضور ممدوح کا اسم گرامی اور القاب و خطاب
اور اُنکی پلوم (کلغی) کی شکل منقوش تہی اور آسمانی فیتہ پڑا ہوا تہا اپنے
ہاتہہ سے پہنایا۔

اسوقت صرف مسٹر ٹیپر صاحب مہاراج کے ساتہہ تہے اور حضور ممدوح کے
سٹاف مین سے صرف ڈیوک آف سدرلینڈ جو انگلینڈ کے بہت بڑے
امرا مین سے ہین اور سر بارٹل فریر صاحب جی۔سی۔ایس۔آئی جو لارڈ
کیننگ صاحب کے عہد مین کونسل کے سنیر ممبر اور بمبئی کے گورنر رہ چکے ہین اور
جو اپنی مشہور و معروف دانشمندی اور واقف کاری امور سلطنت ہند کے باعث سے
بتخصیص حضور ممدوح کے سٹاف مین مامور کئے گئے تہے حاضر تہے اور ہم کو

تخت کے کمرہ کی بائین جانب ایک گوشہ مین جہان حضور ممدوح کے سٹاف کے جملہ صاحبان کو عالیشان بلباس فُلڈریس اسی غرض خاص کے لئے تشریف رکھتے تھے بٹھا دیے گئے تھے مگر تہوڑی دیر کے بعد ہکو بہی باریابی کی اجازت ہوئی اور کہڑے کہڑے سلام ہوکر ہمارے حاضر ہوتے ہی حضور ممدوح نے مہاراج کو اپنے ہاتہہ سے عطر و پان عنایت فرمایا اور اگرچہ پروگرام مین لکہا تو یہہ گیا تہا کہ ہمراہی سرداروں کو میجر ہنڈرسن صاحب کے سوا کوئی ایک اَور عہدہ دار عطر و پان دیگا مگر دیا اُنہون ہی نے کیونکہ کوئی اَور شخص موجود ہی نہ تہا اور اُسیطرح مشایعت اور سلامی وغیرہ ہوئی جسطرح استقبال ہوا تہا۔

اُنتیسوین کو ایک بجے حضور معلی معہ ڈیوک آف سدرلینڈ اور سر بارٹل فریر اور جنرل بروان اور جنرل پروبن اور میجر ہنڈرسن اور اَور اپنے عالیقدر رفقا اور مُصاحبین کے جو شمار مین بائیس تھے ملاقات باز دید کیواسطے تشریف لائے۔ راقم اور سردار دیوا سنگہہ صاحب دیوان۔ خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی اور سید امداد علی صاحب حاکم عدالت صدر جو استقبال کو گئے تھے ساتہہ آئے اور جب سواری مکان کی دہلیز (پوسٹی کو) مین پہنچی تو مہاراج نے مع مسٹر ٹمپر صاحب کے پیشوائی کی اور ساتہہ مین ہاتہہ دیئے ہوئے دربار کے

کمرہ مین بیٹھ گئے ۔ تہوڑی دیر کے بعد مسٹر ٹیپر صاحب نے سب اہل دربار کو پیش
کیا ۔ اور اسکے بعد حضور ممدوح نے چند تحایف جنپر اُنکا اور مہاراج کا نام نامی مع
القاب و خطاب کے کندہ و مرقوم تہا اور پہلے سے ایک علحدہ مکان مین لاکر رکھے
گئے تہے طلب فرمائے اور براہ اخلاق کہڑے ہوکر اور چند مناسب کلمات ارشاد
فرماکر عنایت فرمائے جنمین سے کرچ کو جو حضور ممدوح نے اپنے دست خاص سے
عنایت فرمائی تہی مہاراج نے فخریہ طور پر فوراً زیب کمر فرمالیا اور جب عطر و
پان دینے کی رسم ہوچکی اور دربار برخاست ہوا تو حضور ممدوح نے اُن تحایف
کو ملاحظہ اور منظور فرمایا جو مہاراج نذر کرنا چاہتے تہے اور دربار کے ساتھ ملے ہوئے
ایک کمرہ مین مناسب طور سے رکہے ہوئے تہے یعنی مہاراج کی تصویر جسکا دس ہزار
روپیہ کی قیمت کا مرصع فریم تہا اور مرصع البم جسمین مہاراج آلا سنگہہ صاحب بہادر سے
لیکر مہاراج تک سب مہاراجگان پٹیالہ کی تصویرین اور دارالریاست پٹیالہ کے
خاص خاص مکانات کے عکسی نقشے تہے اور ڈہال اور تلوار جسکے پہول اور قبضہ وغیرہ
مرصع تہے اور سونیکی گہڑی جسکے اوپر کے ڈہکنے مین مینے کی بنی ہوئی مہاراج
کی تصویر اور نہایت عمدہ موتیوں کا چین تہا جسکو اجازت لیکر مہاراج نے اُنکے
زیب گلو فرمایا اور باتین کرتے ہوئے ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے خوشی خوشی سواری تک

تشریف لائے اور رخصت ہوکر دولتخانہ کو تشریف لیگئے اور استقبال کیطرح ہم لوگون سنگہ مشایعت اور گارڈ آف آنر نے سلامی کی اور فورٹ ولیم سے توپین سر ہوئین ؎

چونکہ اُن رسوم کے معلوم ہونیسے جنکے ساتہ مہاراج اور مہاراجہ صاحب بہادر اندور- جودہپور- جیپور- کشمیر- گوالیار- بیگم صاحبہ بہوپال اور مہاراجہ صاحب بہادر ریوان سے اسی ترتیب سے ایک ہی روز ملاقات ہوئی تہی اس ریاست اور اُن ریاستون کا درجہ اور رتبہ اور وہ تفاوت جو گورنمنٹ اس باب مین ملحوظ رکہتی ہے معلوم ہوسکتا ہے اسلئے اس موقع پران روسا کی ملاقات کی رسوم کا بیان کیا جانا خالی از فایدہ نہو گا- واضح ہو کہ ہمارا اور جودہپور کا پروگرام بالکل مطابق تہا- اندور- جیپور اور گوالیار کا پروگرام اگرچہ اور سب باتون مین ہمارے موافق تہا لیکن اس امر مین کہ ایک دو خاص ہمراہی سردارون کو میجر ہنڈرسن صاحب اور باقی کو کسی ایک اور عہدہ دار کے ہاتہ سے عطر وپان کا دیا جانا لکہا تہا مختلف تہا- ریوان کا پروگرام بہی وہی تہا جو ہمارا تہا مگر ایک اس بات مین کم تہا کہ اُنکے ہمراہی سردار آٹہہ تہے اور ہمارے نو- بہوپال کا پروگرام ریوان کے موافق تہا مگر اسمین اور اُسمین یہہ تفاوت

تہا کہ اندور وغیرہ کی طرح انکے ہی خاص خاص اہلکارون کو علاوہ ان کا میجر ہنڈرسن صاحب کے ساتہہ سے ملنا لکہا تہا۔ کشمیر کے پروگرام مین اورون کی نسبت یہہ امتیاز تہا کہ اٹہارہ سردارون تک کے ہمراہ لیجانے کی اجازت تہی اور گاڑی سے اُترنیکے بعد خود میجر ہنڈرسن صاحب اور ایک مصاحب ساتہہ ہو کر اُنکو ملاقات کے کمرہ مین لیگئے تہے۔

اب ہم حضور ممدوح کے راجپورہ مین مہمان ہونے اور اسکی یادگار کیواسطے ایک نئے گنج کی بُنیاد کے رکہے جانیکا ذکر کرتے ہین۔ واضح ہو کہ حضور معلے کے سیر سفر کا پروگرام جو ہندوستان مین تشریف لانیسے پہلے ہی تجویز ہو کر مشتہر ہو چکا تہا اُسمین جمون۔ جیپور۔ گوالیار اور اندور کے سوا کسی چہوٹے یا بڑے رئیس کی دار الریاست یا کسی اور مقام مین قدم رنجہ فرمانیکی تجویز نتہی لیکن جب مہاراج نے باصرار درخواست کی اور نواب ویسرائے بہادر نے براہ مہربانی اسکی پذیرائی کیواسطے سعی فرمائی تو جناب ممدوح نے براہ نوازش اپنے سفر کا حرج گوارا فرما کر تہوڑی دیر کیواسطے راجپورہ مین جو پٹیالہ سے قریب پندرہ ۱۵ میل کے مشرق کیطرف ایک چہوٹا سا قصبہ ہے ٹہرنا اور کہانا نوش فرمانا منظور فرمایا۔ پس جب یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو سٹار آف انڈیا کا دربار ہو کر تیسری کو حضور ممدوح بنارس کیطرف نہضت فرما ہوئے

تو مہاراج بہی نواب ویسرائے بہادر سے ملاقات رخصت فرماکر پٹیالہ کو سوار ہوائے اور دعوت کی تیاری اور اہتمام بڑے شوق سے کرنے لگے اور چونکہ راجپورہ مین کوئی ایسا مکان نہہا جو اس مقصد کے لایق ہو اسلئے چند بہت بڑے اور عمدہ عمدہ خیمے ریلوے سٹیشن کے قریب مناسب طور سے لگائے گئے اور نہایت عمدہ سامان سے انکو آراستہ او پیراستہ کیا گیا اور سٹیشن بہی نہایت خوبی سے سجایا گیا اور ہر ایک طرحکا تکلف جو مناسب اور ممکن تہا کیا گیا۔ پس چوبیسوین [۲۴] جنوری کو رات کے گیارہ بجے جب شاہی ٹرین سٹیشن پر پہنچی مہاراج نے جو پہلے سے مع مسٹر جیمس ولیم میکناب صاحب کمشنر انبالہ (جنکو گورنمنٹ پنجاب نے بطور خاص رسومات تعظیم و تکریم مین مدد دی کیواسطے بہیجدیا تہا) موجود تہے حضور معلے کو دست بدست گاڑی سے اُتارا اور خیمہ گاہ کو لے آئے اور ایک بڑی زرین کُرسی پر جو حضور ممدوح کے اجلاس کیواسطے مخصوص تہی بٹہایا اور اجازت لیکر اپنے اوّل درجہ کے نو عہدہ دارون کو جنکو اس موقع پر حاضر رہنے کی اجازت تہی پیش کیا اور ہر ایک کا عہدہ اور نام بتایا جنکی نذرین جناب ممدوح نے نہایت مہربانی سے ہاتہہ رکہکر معاف فرمائین اور اسکے بعد ایک دوسرے خیمہ مین جو آرام کے لئے مخصوص تہا تشریف لیگئے اور تہوڑی دیر بعد باہر آکر اپنے عالیقدر رفقا اور مصاحبین کو مہاراج

کے پیش کیا اور تعارف کرایا اور سب کے نام اور عہدے بیان فرمائے اور جس خیمہ مین کہانیکی میز لگی ہوئی تہی تشریف لیگئے اور مہاراج سے جو بائین طرف بیٹھے ہوئے تھے باتین کرتے اور کہانا نوش فرماتے رہے ۔ جب کہانیسے فراغت ہوچکی تو مہاراج نے کہڑے ہوکر اوّل حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے ٹوسٹ کی تحریک کی اور پہر چند منٹ بعد مندرجہ ذیل تقریر فرماکر (جسکا ترجمہ مسٹر میکناب صاحب نے انگریزی مین پڑہکر سُنایا) حضور ممدُوح کی صحت و سلامتی کے لئے جام مسرت پینے جانیکی تحریک فرمائی ۔

سپیچ

حضُور عالیجناب معلے القاب پرنس آف ویلز بہادر ۔ آجکی تاریخ خاندان پٹیالہ کے لئے ایک نہایت خوشی اور فخر کی تاریخ ہے کہ حضور نے جو ہماری نہایت ذی شوکت اور نہایت رحیم شہنشاہ علیا حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے فرزند ارجمند اور خود ہمارے آیندہ شہنشاہ ہین میری ناچیز دعوت کو قبُول فرماکر ریاست پٹیالہ کو افتخار بخشا ۔ خاندان پٹیالہ کو اس بات کا بڑا گہمنڈ ہے کہ ستّر برس سے یعنی جب سے کہ اسکو سرکار عظمت مدار انگلشیہ کے ساتہہ دوستانہ تعلق حاصل ہُوا ہے تمام ریاستہائے ہندوستان مین سے یہہ خاندان اپنی متواتر اور مُسلسل اور غیر منقطع خدمات کی حیثیّت

سے ایک خاص طرحکی برتری اور امتیاز اور شہرت رکہتا ہے اور انہین وجوہ سے
ہمیشہ گورنمنٹ شاہی کی نوازش ہاے بیشمار کا مورد رہا ہے اور اُمید ہے کہ آیندہ
بہی ایسی ہی عنایت اس خیرخواہ خاندان پر رہیگی - یہہ مقام (راجپورہ) اگرچہ اب
تہوڑے عرصہ سے قریب تر ریلوے سٹیشن کے اس جگہہ ہونیکے باعث سے دارالریاست
پٹیالہ کا دروازہ گنا جاتا ہے لیکن اس جگہہ نہ تو کوئی بڑا شہر ہے اور نہ کوئی ایسی
عمدہ عمارت ہی ہے جو حضور کے شوق سیر کو اپنی طرف مایل کرے نہ کسی اور تاریخی
واقعہ سے یہہ جگہہ قابل توجہ اور ممتاز ہے پس ایسے مقام مین جو حضور نے محض
میری توقیر اور عزت افزائی کے لئے اپنے سفر کا ہرج گوارا فرماکر مجہے اعزاز بخشا
ہے یہہ ایک نمایان ثبوت اُسی خاص شاہانہ نظر عاطفت کا ہے جس سے حضور
کی گورنمنٹ نے ہمیشہ اس ریاست کو دیکہا ہے - پس مین نہایت صدق دلسے
حضور کے اس لطف خاص کا شکریہ ادا کرتا ہون اور گذارش کرتا ہون کہ
ہرچند یہہ چند خیمے جنمین میری اس ناچیز دعوت کا سامان ہے حضور کی
شاہانہ قدر و منزلت کے لایق نہین ہین مگر ہمارے اِس ملک ہندوستان
مین یہہ ایک مثل مشہور ہے کہ " صدر ہر جا کہ نشیند صدر است -
آجکی رات ریاست پٹیالہ کی تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہیگی اور مجہے اس امر

کے خیال کرنیسے بڑی مسرت ہے کہ اپنے خاندان مین مین وہ اوّل شخص
ہون جسنے اپنے آیندہ شہنشاہ سے شرف ملازمت حاصل کیا ۔ مین اس
امر سے واقف ہون کہ حضور اور علیا حضرت ملکہ معظمہ دام ظلہما خاندان پٹیالہ کی
خدمات اور اُسکی وفاداری اور فرمان پذیری کی تاریخ سے بخوبی آگاہ ہین پس
خدانکرے کہ پھر کوئی ایسا موقع پیش آئے کہ سرکار کو میری خدمات کی ضرورت ہو
لیکن بالفرض اگر کوئی ایسا اتفاق پیش آئے تو مین نہایت صداقت سے عرض کرتا
ہون کہ مین اپنی فوج اور خزانہ اور اپنی جان سے سرکار کی خدمت کے لیے
حاضر ہون اور مجھے امید ہے کہ جسطرح میرے بزرگون سے خیر خواہی اور اطاعت
گورنمنٹ کے خیالات مجھے بطور میراث ملے ہین اسیطرح پشت بہ پشت میری اولاد
بھی اس امر پر فخر کیا کریگی ۔ اب مین اپنے اس التماس کو حضور اور حضرت ملکہ معظمہ
دام اقبالہما اور تمام خاندان شاہی کی صحت اور سلامتی اور حضور کی سلطنت کی
بقا کی دُعا پر جو ہمارے لئے بہت سی برکتون کا باعث ہوئی ہے ختم کرتا ہون اور
سب صاحبان عالی منزلت سے جو اس مجمع مین میرے ساتھ اس خوشی مین
شریک ہین خواہشمند ہون کہ حضور کی صحت اور سلامتی کا توسط ہین ۔ ،،
اسکے بعد حضور ممدوح الشان اپنی کرسی سے کھڑے ہوئے اور مہاراج کو مخاطب

فرماکر ایک تقریر فرمائی جسکا مطلب قریب قریب یہہ تہا کہ ،، آپنے جو نہایت گرمجوشی اور صداقت دلی سے ہماری دعوت اور مہمانداری اور استقبال وغیرہ کیا مین اسکی بابت آپکی خدمت مین دلی شکریہ ادا کرتا ہون - آپکے خاندان کی خیرخواہی اور وفاداری کا اظہار جسکے لئے آپکا خاندان مشہور ہے آج جو میری اس دعوت اور استقبال اور اپنی دلچسپ تقریر مین آپنے کیا ہے مین بہت خوشی سے اسکا ذکر حضرت ملکہ معظمہ کے حضور مین کرونگا اور ہمیشہ آپکی صحت اور سلامتی اور آپکی ریاست کی بقا اور بہبودی میری عین مراد ہے ،، اور اہل مجلس کیجانب متوجہ ہوکر مہاراج کی سلامتی کے ٹوسٹ کی تحریک فرمائی اور تہوڑی دیر چرٹ پیتے رہے پہر ملاقات کے خیمہ مین تشریف لاکر تصویرات وغیرہ سامان آرایش کو جو اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا تہا دیکہا اور مہاراج کی ایک تصویر پسند فرماکر ازراہ عنایت خاص لے لی اور سوار ہوکر سٹیشن پر آئے اور چند لمحہ آتشبازی کا ملاحظہ فرمایا اور رخصت ہوکر بدولت واقبال آگرے کو تشریف لیگئے اور اس جلسہ کے کامیابی کے ساتہہ ختم ہونیکی بابت نواب ویسرائے وگورنر جنرل بہادر ہند اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے تار کے ذریعہ سے مہاراج کو مبارکباد دی اور چونکہ یہہ پرمسرت واقعہ ہمیشہ یاد رکہنے کے قابل تہا مہاراج نے ہم جہنیوں کو بساعت سعید اس مقام پر جہان خیمے نصب تہے اپنے ہاتہہ سے ایک

نے گنج کی بُنیاد رکھی جسکا نام حضور ممدوح اور مہاراج کے نام نامی کی مناسبت سے البرٹ مہندر گنج رکہا گیا۔ اِس موقع پر جو دو عمدہ قطعہ تاریخ میرے سب سے چہوٹے بہائی خلیفہ سید محمد محسن صاحب مہاراج کے مصاحب نے لکھکر پیش کئے اور مہاراج نے ازراہ قدر دانی اسکے صلہ مین مرصع کڑونکی جوڑی انکو مرحمت فرمائی تفنن طبع ناظرین کے لئے ہم یہان نقل کرتے ہین۔

قطعہ

ولیعہدِ شہنشاہِ فلک قدر — چو مہمانِ شہِ باعز و شان شد
مہاراجہ مہندر سنگھ صد شکر — ازین اعزاز فخرِ خاندان شد
پُراز شادی و عشرت زین مُلاقات — ہمانا از زمین تا آسمان شد
بگو تاریخ خوش از روئے حشمت — متین (خورشید با مہ مقران شد)

سنہ ۱۸۷۰ء

قطعہ دیگر

بنام نامی شہزادہ البرٹ اڈورڈ — نہادہ شد چو بنائے عمارت این گنج
شد از حضور مہاراجہ حکم تاریخش — بنام داعی دولت متین قافیہ سنج
بگفت سال بنایش ز روی استحکام — سروش غیب بمن با صدای خوش آنچ
بگو (جناب مہاراجہ مہندر سنگھہ — بنا نہادِ پی البرٹ مہندر گنج) ۱۲۸۷

کلکتہ جانیکے موقع پر علاوہ اُن رئیسون کے جنسے پہلے مُلاقات تہی مہاراج جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندہیا والی گوالیار اور مہاراج رام راج صاحب بہادر والی ٹریوانکور[1] اور نواب سید تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ وزیر حیدرآباد دکن سے ملاقات ہوئی۔ مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار کے ہان اوّل مہاراج تشریف لیگئے اور پہر وہ تشریف لائے اور اسطرح پر مُلاقات ہوئی کہ اُنکے وزیر سر راجہ گنپت راؤ دادا صاحب کہڑکے شمشیر جنگ بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی نے سواری تک استقبال کیا اور ملاقات کے کمرہ کے دروازہ تک خود سیندہیا صاحب بہادر تشریف لائے اور رخصت کیوقت مہاراج کو خود اُنہون نے اور ہمراہیون کو ایک بڑے عہدہ دار نے عطر و پان دیا اور اُسیطرح مشایعت

---

[1] ڈاکٹر ولیم ہاورڈ رسل صاحب جنہون نے حضور پرنس آف ویلز بہادر کا سفرنامہ بحیثیت اُنکے آنریری اور عارضی پرائیوٹ سکرٹری کے تحریر کیا ہے لکہتے ہین کہ ,,مہاراجہ صاحب بہادر ٹریوانکور قوم کے راجپوت اور اپنے مذہب کے نہایت پابند ہین اور سنسکرت مین اچہی استعداد ہے اور سنسکرت زبان کے علوم مین پنڈتون کے ساتہ مباحثہ کا بڑا شوق رکہتے ہین اور مرہٹی۔ تامل۔ تلنگانی اور اردو زبانون کے علاوہ انگریزی کو بہت صفائی کے ساتہ لکہہ پڑہ سکتے ہین۔ علم موسیقی کے بہی شایق ہین اور خود بہی اُنکو اسمین بڑی دستگاہ حاصل ہے۔ ریاست کے کاروبار مین نہایت عجیب شخص ہین اور اُنکا جو کام ہے نہایت ٹہیک ٹہاک ہے،، اس ریاست کا رقبہ چہہ ہزار چہ سو تریپن میل مربع اور آبادی بقول ڈاکٹر صاحب موصوف تیئیس لاکہہ دس ہزار اور بقول مسٹر ایچیسن صاحب مولف

ہوئی جسطرح استقبال ہُوا تہا۔ علی ہذا جب وہ تشریف لائے اسطرف سے عمل ہوا جیسا کہ سیندہیا صاحب بہادر کا منشا تہا کچہ تحفہ تحایف جیساکہ اکثر دستور ہے طرفین سے لیا دیا نہین گیا مگر صرف ایک بیش قیمت گہڑی جسکے اُوپر کے ڈہکنے مین مہاراج کی مینے کی بنی ہوئی نہایت خوبصورت تصویر تہی جو مہاراج نے بطور یادگار اُنکو دی اور اُنہون نے اُسکو قبول کیا۔

مہاراجہ صاحب بہادر ٹریوانکور جنکے مزاج مین اِس قسم کے تکلفات کہ کون پہلے آئے اور کون پیچھے جائے نہین ہین اور جو اپنے پرائیوٹ سکرٹری کو بہیجکر خود محرّک مُلاقات ہوُے تہے تشریف لائے اور بلحاظ اُنکے حُسن اخلاق اور بےتکلفی کے مہاراج نے سواری کے قریب تک استقبال فرمایا اور جب مہاراج تشریف لے گئے

کتاب عہدنامجات بارہ ۱۲ لاکہہ باسٹہہ ۶۲ ہزار چہہ سو سینتالیس ۶۴۷ ہے مگر ہمکو شک ہوتا ہے کہ کتاب عہدنامجات کے مترجم نے شاید غلطی سے بائیس ۲۲ کی جگہہ بارہ لکہدیا ہے ورنہ اسقدر تفاوت کا ہونا تعجب سے خالی نہین ہے۔ آمدنی بقول مسٹر ایچیسن صاحب بیالیس ۴۲ لاکہہ پچاسی ۸۵ ہزار ہے لیکن خود مہاراجہ صاحب موصوف نے مہاراج سے ایک تذکرہ مین پچپن ۵۵ لاکہہ بیان کی تہی۔ اس ریاست کا دار الحکومت ترپونیدرم آٹہہ درجے عرض البلد شمالی اور ستتر درجے طول البلد شرقی پر مدراس پریزیڈنسی کے جنوبی حصہ مین ساحل ملابار کی جانب عین سمندر کے کنارہ آباد ہے۔ رئیس کی سلامی گورنمنٹ سے اُنیس ۱۹ توپ کی مقرر ہے اور آٹہہ لاکہہ دس ہزار روپیہ ریاست گورنمنٹ کو خراج دیتی ہے۔

تو اسیطرح اُنہون نے عمل کیا۔ انکے مزاج کی سادگی اور بے تکلفی اسی سے سمجھلینی چاہیئے کہ باوجودیکہ پچیس لاکہہ روپیہ کا ملک اُنکے زیر نگین ہے کلکتہ مین صرف شاشیا شاستری صاحب دیوان اور دو تین اَور اہلکار ساتہہ تہے اور جب مہاراج کی ملاقات کو تشریف لائے تو صرف پرائیوٹ سکرٹری جو قوم کا برہمن اور ایک ہوشیار شخص ہے اور ایک چوبدار ہمراہ تہے۔

سر سالار جنگ بہادر کی ملاقات اسطرح پر ہوئی کہ اُنکو مہاراج کے دو مصاحب سواری تک استقبال کرکے لائے اور مہاراج نے سروقد تعظیم کی اور ساتہہ ملایا اور اپنی داہنی طرف ایک چہوٹی کُرسی پر بٹہایا اور اوّل اُردو مین اور پہر جب اُنہون نے فارسی مین پوچہا کہ،، مینے سنا ہے کہ آپ فارسی مین بخوبی بات چیت کرسکتے ہین،، تو فارسی اور پہر اسی سوال کے انگریزی مین کرنے پر انگریزی مین اُنسے گفتگو فرماتے رہے اور اپنے ہاتہہ سے عطر و پان دیا اور کہڑے ہوکر رخصت فرمایا اور دو مصاحب سواری تک پہونچا آئے۔

اِس سفر مین مہاراج نے اپنے دلی شوق کے باعث سے کلکتہ جاتے ہوے چند گہنٹہ ٹہر کر علیگڈہ انسٹیٹیوٹ اور مدرستہ العلوم کو ملاحظہ فرمایا جو میرے شفیق اور قوم کے سرگرم اور دلی خیرخواہ آنریبل مولوی سیّد احمد خان صاحب بہادر

سی۔ ایس۔ آئی ممبر لیجس لیٹو کونسل گورنمنٹ ہند کی دردمندانہ اور بے بہا کوششونکا نتیجہ مین اور جنسے ملک اور قوم کو بے انتہا فایدہ پہنچنے کی اُمید ہے اور ازراہ فیاضی و علم دوستی اٹھارہ سو روپیہ سالانہ کا ایک دایمی وظیفہ اس شرط سے عطا فرمایا کہ اُسکا صرف صرف دنیوی علوم کی تعلیم مین ہوتا رہے اور اپنی مُہر اور دستخط سے اسکی سند مدرستہ العلوم کی کمیٹی کو عنایت فرمائی۔

مہاراج کی وفات اور اُنکے عہد حکومت کی نسبت گورنمنٹ پنجاب اور لارڈ لٹن صاحب بہادر ویسرے و گورنر جنرل ہند کی رائے

اگرچہ یہہ بات انسان کی جبلّی ہے کہ جس سے جسکو محبّت ہوتی ہے اور جس سے جسکو تعلق ہوتا ہے اُسکی جُدائی سے اُسکو رنج والم ہوتا ہے اور اُسکی مفارقت سخت صدمہ پہنچاتی ہے خصوصاً جبکہ جُدای ایک دایمی جُدائی اور مفارقت ایک ابدی مُفارقت ہو مگر جو لوگ دنیا کے نشیب و فراز کو سوچتے اور موجودات کے تغیر اور انقلاب پر غور کرتے رہتے ہین وہ موت کو ہی خواہ وہ کسی کی جوانی ہی کی موت کیون نہو ایک معمولی اور طبعی امر خیال کر کے اپنے دلکو لاحاصل رنج و غم کے جال مین نہین پہنساتے اور طبیعت کو بیفایدہ غم و اندوہ مین مبتلا ہونے نہین دیتے کیونکہ جب وہ دیکھتے ہین کہ بڑے بڑے نبی اور پیغمبر جنکا فرشتے

بہی دم بہرتے تہے قضا کے سامنے اُنکی بہی کچہہ نچلی اور اُنکو اپنے وقت پرس
دنیا کو چہوڑنا ہی پڑا اور بڑے بڑے بادشاہ اور شہنشاہ جو کوس لمن الملکی بجاتے
تہے اور ہزارون لاکہون آدمی اُنکے محکوم تہے جب موت آئی تو کوئی بہی اُنکو
بچا نہ سکا اور اُنہون نے تن تنہا بے یار و غمگسار اپنی راہ لی اور بڑے بڑے
عاقل اور حکیم جو علم و عقل کے زور سے آسمان کے تارے توڑتے تہے وقت
کے پہنچنے پر ٹہرنے کی کوئی بہی تدبیر نکر سکے اور بُلاتے کے ساتہہ ہی اُنکو جانا ہی
پڑا اور بڑے بڑے بہادر پہلوان اور جنگجو شہسوار جنکے نام سے دنیا کو لرزہ چڑہتا
تہا اجل کے پانوٗن کے تلے چیونٹی کیطرح کُچل گئے اور ذرا بہی ہاتہہ پانوٗن
نہ ہلا سکے تو سمجہہ لیتے ہین کہ امیر ہو یا غریب جوان ہو یا بوڑہا جو موجود ہوا ہے اُسکو
ایکدن معدوم ہونا ہے اور زبردست ہو یا کمزور عاجز ہو یا توانا جو آیا ہے اُسکو
ایک روز جانا ہے اور اُنکی یہہ سمجہہ اُنکے دلکو تسلی اور طبیعت کو اطمینان دلاتی رہتی
ہے اور وہ سخت سے سخت حادثون مین بہی اپنے خالق اور مالک کی مرضی
پر جو کسیطرح ٹالے نہین ٹل سکتی راضی اور شاکر رہتے ہین پس ہمکو بہی مناسب ہے
کہ ایسے لوگون کی تقلید سے گذشتہ لوگون کے حال پر نظر کرکے اپنے غمزدہ دلکو
تسلی دین اور مہاراج کی وفات کے واقعہ کو جو اُنکے دوستون اور ہواخواہون

کے لئے فی الواقع ایک سخت حسرت ناک واقعہ ہے صرف تاریخی طور سے قلمبند کرین۔

واضح ہو کہ مہاراجکی طبیعت قریب تین سال سے اکثر نادرست رہتی تہی جسکا باعث ابتدائً یہہ ہوا کہ اپریل ۱۸۷۳ء مین جب اُنکے لخت جگر ولیعہد ریاست کا جسکی پیدایش کا تک سمت ۱۹۲۱ مین ہوئی تہی اور جس سے اُنکو ایک بیحد محبت تہی انتقال ہو گیا تو غم غلط کرنیکو کمبخت شراب کا زیادہ استعمال کیا اور عمر اور موسم کے ناموافق ہونیکے سبب سے طبیعت بگڑ گئی اور اگرچہ بڑی کوشش سے علاج ہوا کیا مگر سبب کے منقطع نہونیکے باعث سے بگاڑ بڑہتا ہی گیا اور جگر مین خرابی آجانیکی وجہہ سے رفتہ رفتہ بہوک بالکل جاتی رہی اور روز مرّہ کے استفراغ اور مسہل اور کم غذائی کے باعث سے جسم سوکہہ کر کانٹا ہو گیا اور اعضا رئیسہ خصوصاً دماغ مین نہایت ضعف آگیا اور آخر کار اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آٹہوین اپریل ۱۸۷۶ء کو جبکہ وہ طلبا پٹیالہ کالج کو سالانہ انعام تقسیم فرمانیکے لئے مہندر باغ کی کوٹہی کو جاتے تہے درباری لباس پہنکر غسل کے کمرے سے باہر آنیکو تہے کہ یک بیک مرگی کی بیماری لاحق ہوئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور چونکہ تہوڑی سی زندگی اور باقی تہی علاج معالجہ کے ہونیسے گہنٹہ بہر کے بعد ہوش آگیا مگر اس صدمہ نے جو دماغ

کی کمزوری اور خرابی کا نتیجہ تہا ایسا مضمحل کر دیا کہ مسٹر لیپل گرفن جب صاحب
سکرٹری گورمنٹ پنجاب (جو دو تین دن سے دوستانہ ملاقات کے لئے آئے
ہوئے تہے) جب عیادت کو تشریف لائے تو اُٹھکر بیٹھہ نہ سکے اور لیٹے
ہی لیٹے بہت آہستہ آہستہ اُنسے باتین کرتے رہے اسکے بعد بارہوین کی صبح تک
طبیعت اچھی رہی اور چونکہ اُس روز تھوڑا سا پانی برس گیا تہا اور ہوا ٹھنڈی اور
فرحت ناک تہی شکار کے ارادہ سے (جسکا اُنکو بہت ہی شوق تہا) گاڑی مین
بیٹھکر شکار گاہ کو تشریف لیگئے مگر اُنکی طاقت کہان تہی کہ شکار کہیلتے ناچار تمام دن
بنگلہ مین (جو شکار گاہ مین بنا ہوا ہے) لیٹے رہے اور رات کو گاڑی مین لیٹے
ہوئے واپس آئے اور اُسی شوق اور طبعی ہمت و جرات کے سبب سے اگلے دن
علی الصباح پہر جانیکو تیار ہوئے اور اگرچہ اُنکے معالج حکیم کریم اللہ صاحب اور
خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی نے (جو ایک سرکاری ضرورت
کے سبب سے اُسوقت مع چلے گئے تہے) بہت روکا مگر وہ یہہ خیال کر کے کہ چلنے پہرنے
سے طبیعت کو فرحت ہوگی تشریف لے ہی گئے اور حکیم صاحب کو بہی ساتھہ نہ لیگئے
لیکن اسدن ہی کچہہ شکار نہ کہیل سکے اور غروب آفتاب کے قریب جو واپس آنیکے ارادہ
سے ہاتہی پر سوار ہو کر چند قدم چلے اور چڑے سے ایک خرگوش مارا تو معاً اُنہی

مرض نے پہر عود کیا اور ساتہی ہی بیہوش ہو گئے - حاضرین نے یہہ حال
دیکھکر ہاتہوں ہاتہہ پہلے ایک چھوٹے ہاتہی پر اور پہر زمین پر اُتارا اور فرش زمین پر لٹا کر
ہاتہہ پانوں کی مالش کرنے لگے اور ہم لوگوں کو جو تنبیلا مین تہے اطلاع کی - رات
کے آٹھہ بجنے کو تہے کہ جب یہہ متوحش خبر میرے پاس پہنچی - پس مین فوراً سردار
دیوا سنگھہ صاحب دیوان - سیّد امداد علی صاحب حاکم عدالت صدر اور
خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب ہیڈ منشی کو ساتہہ لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا مگر
بدقسمتی سے ہمارے پہنچنے مین عجیب پیچ پڑا یعنی جہان مہاراج تشریف رکہتے تہے
شہر سے وہان کو دو راستے جاتے ہین جنمین سے ایک ذرا لمبا ہے مگر صاف
ہے اور گاڑی بآسانی چل سکتی ہے - دوسرا چھوٹا ہے مگر صاف نہین ہے
اور بارش مین اکثر جا بجا پانی بہر جاتا ہے - پس اگرچہ اُسمین کسیقدر پانی ہی بہرا ہوا
تہا مگر جلد پہنچ جانیکے خیال سے ہم اسی راہ سے گئے - اُدہر یہہ اتفاق ہوا کہ بخشی
گنڈا سنگھہ صاحب اور ہماری سرداروں نے جب کچھہ افاقہ ہوتا نہ دیکھا تو اُنکو
گاڑی مین لٹا کر دوسرے راستہ سے قلعہ مین لے آئے چنانچہ جب ہم ایک
سوار کے کہنے سے نصف راہ سے پہر آئے تو ہم سے چند منٹ پہلے وہ قلعہ
مین پہنچ گئے تہے مگر اُسوقت سے یعنی جبسے کہ بیماری نے عود کیا اُسوقت تک

برابر بیہوش تہے ناچار سب سرکاری طبیب بلائے گئے اور انبالہ کے سول سرجن کے بلانیکے واسطے تار بہیجا گیا اور طبیبون نے جو مناسب وقت دیکہا کیا مگر ڈاکٹر نہ پہنچنے پایا اور نہ ہندوستانی طبیبون کے علاج سے کچہ ہوسکا اور یہہ سرخیل روسار پنجاب بغیر کچہ کہے سُننے اور نصیحت و وصیّت کے قریب چوبیس برس کی عمر مین رات کے ایک بجے دنیا سے سدہار گیا ❁ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ❁ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد۔

مہاراج کے عہد حکومت کی نسبت گورنمنٹ پنجاب اور ہز ایکسیلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند کی رائے جو اس سال (۱۸۷۵ و ۱۸۷۶ع) کی رپوٹ مین درج ہوئی اور جو ہز ایکسیلنسی نے چٹہی جنوری ۱۸۷۶ع کو حضور مہاراج راجندر سنگہ صاحب بہادر دام اقبالہ کو مسند نشین کرتے وقت دربار مین علانیہ ظاہر فرمائی ہمارے لئے اس امر کی ضرورت باقی نہین رکہتی کہ ہم بہی اسباب مین کچہ بیان کرین۔ اسلئے ہم گورنمنٹ موصوف کی صرف اُس رائے ہی کا یہان نقل کر دینا کافی سمجہتے ہین اور ہز ایکسیلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر کی رائے عنقریب آیندہ نقل کرینگے مگر اتنا لکہنا ہمپر ہی فرض ہے کہ اگرچہ مہاراج کے عہد مین کونسل بجنسی کے عہد کی نسبت اسیقدر بلکہ اُس سے ایک

برس کم مدّت مین صیغہ مال کی بعض فروعات کی اصلاح اور درستی کے سبب سے بغیر کسیطرحکی دِقّت یا رعایا کی تکلیف کے اور باوجود چہوڑے جانے بہت سے تکلیف دہ محصولون کے ملک کی آمدنی مین قریب چار لاکہہ روپیہ سال کے اضافہ ہوگیا اور سب قسم کے اخراجات کے بعد جنمین سنتیس لاکہہ تہتیس ہزار روپیہ مصارف نہر ستلج اور اٹہارہ لاکہہ ساٹہہ ہزار قیمت جواہرات نوخرید موجودہ ریاست بہی شامل ہے چہہ برس کے عرصہ مین قریب اٹہائیس لاکہہ روپیہ کے نقد پس انداز رہا اور دیگر زر جواہر موجودہ خزاین ریاست کے سوا پونے تین لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کے ستر لاکہہ روپیہ کے گورنمنٹ پرامیسری نوٹ اُنکی وفات کے وقت موجود تہے مگر تب بہی بعض خودغرضون نے آنکہون پر ٹہیکری رکہکر اُنکے انتظام کو دہبّہ لگانیکی خاطر اُنکی وفات کے بعد اُنکو دیندار اور مقروض مشہور کیا اور اُن بیشمار اصلاحون اور ترقی ملک کے عمدہ کامون سے جو اُنکے عہد مین وقوع مین آئے چشم پوشی کرکے طرح طرح سے اُنکے زمانہ کو ایک تاریک زمانہ اور اُنکے عہد کو ایک خراب عہد مشہور کرنیمین کوشش کی۔

رائے گورنمنٹ پنجاب مندرجہ فقرہ دوم رپورٹ مجموعی بابت سنہ ۱۸۷۶-۷۵ء

،، نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اس برس کی رپورٹ مین مہاراجہ مہندر سنگہ

صاحب بہادر والی پٹیالہ کے انتقال کا حال نہایت افسوس کے ساتھہ جج
فرماتے ہین جو بہت سی صورتون مین ایک نہایت روشنضمیر روسا پنجاب مین
تھے انکو ایک نامور ہندوستانی عالم نے نہایت احتیاط کے ساتھہ تعلیم دی تھی اور
انکی ریاست کا انتظام بابت چند سال گذشتہ کے ایسا تھا اگر اسکا ہندوستانکی کسی
اور ریاست سے مقابلہ کیا جائے تو اسکو ترجیح ہو سکتی ہے انکی حیات کے پچھلے
مہینون مین بلاشبہ بعض صیغون مین بہت بدانتظامی اور بے ضابطگی ظہور مین
آئی تھی مگر اسکا باعث حوادث اتفاقیہ تھے اور نیز یہہ کہ بسبب فتور صحت اور ضعف قوا
کے اپنے تئین قابو مین نہین رکھہ سکتے تھے لیکن یہہ امر اس عام بیان کو ضعیف
نہین کرتا کہ وہ اپنی جبلی لیاقت اور انتخاب وزرائے دانشمند سے اپنی ریاست کا انتظام
بڑی لیاقت اور کامیابی کے ساتھہ کرتے رہے۔ ضوابط کارروائی جو اس
ریاست مین معمول تھے وہ وہی ہین جو برٹش گورنمنٹ مین ہین۔ بجٹ سالانہ
بھی تیار ہوتا تھا اور عدالتون مین انگریزی قواعد سہل تر بنا کر جاری کئے گئے
تھے اور باوجود صرف کثیر نہر سرہند کے جو آخرالامر ریاست کے بڑے انتفاع
کا باعث ہوگی اخراجات ریاست معمولی طور سے بڑی احتیاط کے ساتھہ آمدنی
کے اندر ہی رکھے جاتے تھے ،،

مہاراج راجندر سنگھہ صاحب بہادر دام اقبالہ کی نابالغی کے سبب سے کونسل ریجنسی کا مقرر ہونا

مہاراج مہندر سنگھہ صاحب بہادر کے انتقال کیوقت سے حضور مہاراج راجندر سنگھہ صاحب بہادر دام اقبالہ کا سن شریف اِس حساب سے کہ ولادت باسعادت ۲۵ پچیسوین مئی ۱۸۷۲ء کی ہے کچھہ کم چار برس کا تہا اور اسلئے موافق منشاء واجب العرض منظور شدہ ۱۸۷۶ء جسکا ذکر ایک موقع پر ہم پہلے کر آئے ہین اور جسپر اس پر اندوہ حادثہ کے باعث اسوقت دوبارہ عمل کئے جانیکی ضرورت ہوئی اجراء کاروبار ریاست کیواسطے انتخاب اور تقرر ایک کونسل ریجنسی کا ضرور تہا اور چونکہ یہہ امر کسیقدر طلب تہا اسواسطے مسٹر لیپل گرفن صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے جبکہ وہ بموقع انتقال مہاراج مہندر سنگھہ صاحب بہادر یہان تشریف لائے تہے یہہ تجویز کردیا تہا کہ تا تجویز اخیر اس معاملہ کے انتظام ریاست بطور عارضی زیر نگرانی راقم ہوتا رہے چنانچہ اسوقت سے تیرہوین اگست سنہ مذکور تک اسیطرح کام ہوتا رہا اور چونکہ اس عرصہ مین سپریم گورنمنٹ سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی رپوٹ کی جواب مین کی تہی منظوری آگئی تہی اسلئے مسٹر گرفن صاحب بہادر معہ کپتان مارٹن صاحب پرائیوٹ سکرٹری نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب مکرر تشریف لائے اور چودہوین اگست

کی شام کو دربار مین جسمین راجہ صاحب بہادر جیند و نابھہ بھی صاحب موصوف
نے بُلا کر شامل کر لئے تھے تقرر کونسل کا اعلان فرمایا اور یہہ تقریر کی۔

تقریر

مہاراجہ صاحب بہادر راجہ صاحبان و اہلکاران و سرداران چند مہینے گذرے
جبمین بعد انتقال مہاراجہ مہندر سنگھہ صاحب بہادر سرگباشی جنکی
وفات کا گورنمنٹ کو بھی اُسیقدر افسوس ہے کہ جسقدر ریاست کے لوگون کو ہے
پٹیالہ آیا تھا اُس موقع پر مینے حسب الحکم نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اسوقت تک کے
واسطے کہ جبتک حکم اخیر پیشگاہ گورنمنٹ سے صادر ہو کاروبار ریاست کے جاری
رہنے کا انتظام کر دیا تھا۔ جہانتک کہ مین رائے دیسکتا ہون یہہ چند روزہ انتظام
جو اس موقع پر کیا گیا تھا عمدہ طور پر چلتا رہا اور اہلکارون نے کاروبار ریاست کو لیاقت
کے ساتھہ انجام دیا۔ مین نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی خدمت مین رپوٹ کرونگا کہ مینے
ہر ایک امر کا انتظام درست پایا اور یہہ خصوصاً خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم
اور دیوان دیوا سنگھہ صاحب کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جسکا مین اس
حسن کارگذاری کی بابت گورنمنٹ کیطرف سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن یعنی مہاراجہ صاحب بہادر بیکنٹھہ باشی

کے فرزند ارجمند بہت خورد سال ہین اور اس بات کو ایک عرصہ دراز چاہیئے کہ وہ امور ریاست کے انتظام کو اپنے ہاتہہ مین لین اسلئے یہہ بات ضرور ہے کہ انکی نابالغی ہنکے زمانہ مین ریاست پٹیالہ کے واسطے مستقل انتظام کیا جا۔

آپ سب صاحب اس بات سے واقف ہین کہ اعلیٰحضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے ۱۸۵۹ء مین روسا پٹیالہ جیند اور نابہہ کی اس درخواست کو کہ اگر ان ریاستوں مین سے کسی ریاست کا رئیس نابالغ ہو تو اسصورت مین ایک کونسل آف ریجنسی جسمین تین قدیم اور معتبر ملازم شامل ہون برائے انتظام ریاست قایم کیجاے جسکا انتخاب سرکار انگریزی بمشورہ ہر دو رئیسان دیگر فرمائیگی منظور فرمایا تھا چنانچہ اس فیصلہ کے موافق آنریبل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بعد انتقال مہاراجہ مہندر سنگھہ صاحب بہادر راجگان جیند و نابہہ سے بذریعہ مراسلہ یہہ درخواست کی کہ پٹیالہ کے تین اہلکارون کو جو آپکی راے مین کونسل ریجنسی مین مقرر ہونیکے نہایت لایق ہون نامزد فرمائین۔ روسا ممدوح نے اسکے جواب مین بالاتفاق تین اہلکارون کے نام پیش کئے جنکے مقرر کئے جانیکے باب مین بعد غور کامل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ ہند کیخدمت مین سفارش کی ممبران کونسل جنکا تقرر نواب ویسراے و گورنر جنرل بہادر نے منظور فرمایا یہہ ہین۔ سردار دیوا سنگھہ پریذیڈنٹ

چودہری جڑہت رام اور نامدار خان ممبران۔

نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بہروسہ کرتے ہین کہ پٹیالہ کا انتظام کونسل کے تحت جو مذکورہ بالا طور پر مقرر ہوئی ہے دیانت اور لیاقت کے ساتھہ ہوتا رہیگا باینہمہ وہ یہہ بات فراموش نہین کرتے کہ بعہد نابالغی مہاراجہ مہندر سنگھہ صاحب بہادر کے پہلی کونسل ریجنسی ریاست کی بہلائی کیطرف متوجہ ہونیکی نسبت جوڑ توڑون اور پارٹی ڈسپیوٹس یعنی اُن جہگڑون مین جو دو گروہون مین اپنے اپنے گروہ کی جانب داری کے سبب سے پیدا ہون زیادہ تر مصروف رہی اسلئے مین ممبران کونسل اور دیگر کارکنان اور اہلکاران ریاست پٹیالہ کو تہ دل سے یہہ نصیحت کرتا ہون کہ پیچ اور طرفداری کو چہوڑ کر اپنے آقا کی خیرخواہی اور اُنکے ملک کی سرسبزی کیواسطے اتفاق کے ساتھہ کام کرتے رہین گورنمنٹ انگلشیہ نے جو ہمیشہ عہدنامون اور معاہدون کو ملحوظ رکہتی ہے۔ روساء جیند اور نابہہ کی سفارش سے حسب قرارداد مذکورہ بالا ایک کونسل آف ریجنسی مقرر فرمائی ہے مگر گورنمنٹ انگلشیہ سب باتون سے اس امر کو مقدم سمجہتی ہے کہ ریاست پٹیالہ کے حسن انتظام اور اسکی رعایا برایا کی رضامندی اور خوشی اور مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن کی سلامتی اور حفظ عزت کے باب مین (جنکے رتبہ اور حقوق کو گورنمنٹ اُنکے والد

اور داداکی ہواخواہی اور خدمات کو یاد کرکے قایم اور برقرار رکھنا چاہتی ہے) اصرار کرے۔ پس جبتک کونسل اپنے فرض کو اداکریگی اور انتظام ریاست دیانت اور انصاف کے ساتھہ ہوتا رہیگا اسوقت تک گورنمنٹ برطانیہ جو ہندوستانی ریاستونکے اندرونی معاملات مین مداخلت نہین کیا چاہتی اُسکی حامی رہیگی۔ لیکن اگر یہہ لوگ اپنے آقا کے فرض کو بہول جائین اور یہہ خیال کرین کہ ریاست اسواسطے ہمارے سپرد ہوئی ہے کہ ہم خوب روپیہ کمائین اور لوگون پر ظلم و تعدّی کرین توجو اختیار اُنکو عطا ہوے ہین وہ اُنسے لے لئے جائینگے اور نوّاب لفٹنٹ گورنر بہادر فوراً اور بلا تامّل گورنمنٹ ہند کیخدمت مین کونسل کی موقوفی اور انتظام ریاست کی نگرانی کیواسطے ایک انگریز عہدہ دار کے تقرّر کے باب مین تحریر فرمائینگے۔

مہاراجہ راجندر سنگھہ صاحب بہادر رئیس صغیرسن کی مسند نشینی کا

جلسہ اس باعث سے کہ ایک انبوہ کثیر کے جمع ہونیکے واسطے یہہ موسم اچھّا نہین ہے بالفعل ملتوی رہا اور غالب ہے کہ یہہ جلسہ موسم سرما مین بماہ جنوری منعقد ہو اور اُس موقع پر ہز ایکسلینسی لارڈ لٹن صاحب بہادر ویسرے و گورنر جنرل ہی بشرط فرصت مہاراجہ صاحب بہادر صغیرسن کے مسند نشین کرنیکے واسطے خود رونق افروز پٹیالہ ہونگے۔

جب صاحب ممدوح اپنی تقریر ختم کر چکے تو راقم نے اپنی جوکی سے کھڑے ہو کر حسب ذیل گذارش کیا ،، جناب مسٹر گرفن صاحب بہادر آپنے جو میری کارروائی کی تعریف کی اور گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے اُسکا شکریہ بیان فرمایا مین تہ دل سے اسکا شکریہ ادا کرتا ہون - اور جو آپنے ازجانب گورنمنٹ ارشاد فرمایا میرے لئے نہایت موجب فخر ہے - جو خیالات عنایت آمیز آپنے نسبت عزت اور احترام ہمارے خداوند نعمت سر مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ اور بہبودی ریاست منجانب گورنمنٹ اس موقع پر ظاہر فرمائے مین اپنی طرف سے اور نیز اہالیان کونسل ریجنسی اور اپنی کل دربار کیجانب سے اُسکا نہایت درجہ کا شکریہ گذارش کرتا ہون اور آپکو یقین دلاتا ہون کہ جو حکومت اسوقت گورنمنٹ عالیہ نے ریاست مین قایم فرمائی ہے ہم اُسکی دل و جان سے اطاعت کرینگے اور اپنے مالک اور آقا کی نمک حلالی اور خیرخواہی مین ہمیشہ ثابت قدم رہینگے - ،،

اس موقع پر یہہ بات بھی قابل بیان ہے کہ گورنمنٹ نے علاوہ اُس وہمکی کے جسکا ذکر مسٹر گرفن صاحب نے اپنی سپیچ مین کیا اور جو ایک نہایت غور طلب اور قابل توجہ امر ہے ایک یہہ بات بھی نئی کی کہ اپنا ایک ہندوستانی عہدہ دار اخبار نویس کے نام سے اس غرض سے یہان مقرر فرمایا کہ کونسل کی کارروائی

اور پولیٹیکل حالات کی اطلاع مخفی طور پر گورنمنٹ کی خدمت مین کرتا رہے۔

حضرت ملکہ معظمہ کے نئے لقب قیصر ہند کا اعلان اور اُسکے متعلق حالات

سلاطین مغلیہ جنکی سلطنت نہ تو ایسی قوی ہی تہی اور نہ ایسی وسیع کہ جیسی حضرت ملکہ معظمہ **وکٹوریا** قیصر ہند کی سلطنت ہے مگر اسپر بہی وہ شہنشاہ ہند کہلاتے تہے اور اُنکا یہہ کہلانا عموماً زیبا متصوّر تہا۔ پس یہہ امر واجب اور مناسب تہا کہ جب اس بڑے اور وسیع ملک کی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی سے لیجاکر سیدہی تخت شاہی سے متعلق کر لی گئی تہی اُسیوقت حضرت ملکہ معظمہ کے القاب وخطاب مین شہنشاہ کا لفظ جسکی عظمت و وقعت ایک مدّت سے اِس ملک کے لوگون کے دلونمین بیٹہی ہوئی تہی اور جو بلحاظ بدل مطیع اور فرمان بردار ہونے بڑے بڑے صاحب ملک اور عظیم الاقتدار راجون مہاراجون اور نوابون کے جو بمنزلہ چہوٹے چہوٹے خودسر بادشاہون کے ہین ہر طرح سے زیبا اور شایان تہا بڑہایا جاتا مگر کسی مصلحت سے یہہ امر وقوع مین نہ آیا اور اسکے باضابطہ اعلان و اشتہار کیواسطے گورنمنٹ کسی مناسب موقع کی منتظر رہی۔ چنانچہ آغاز ۱۸۷۶ء مین جب حضور **پرنس آف ویلز** بہادر اِس ملک کی سیر فرماکر واپس تشریف فرمائے انگلینڈ ہوئے موقع مناسب جانکر وزرا

سلطنت نے پارلیمنٹ مین یہہ تجویز پیش کی کہ حضرت ملکہ معظمہ کے القاب وخطاب شاہی
مین لفظ **امپرس آف انڈیا** (جو لفظ شہنشاہ کے قریب المعنی سمجھا جاتا ہے) بڑہایا
جائے اور حسب معمول کسیقدر بحث ہوکر (جو اس بنیاد پر تہی کہ امپیرر کا لفظ (جسکا مونث
امپرس ہے) باعتبار اپنے مفہوم کے ایسی حکومت کیطرف اشارہ کرتا ہے جو مقید
بقوانین نہو اور بادشاہ معاملات سلطنت مین صرف اپنی مرضی اور اختیار سے جو چاہے
حکم کرے اور یہہ امر سلطنت برطانیہ کے اصول کے برخلاف ہے) کثرت راے سے
یہہ امر منظور ہوگیا اور از روے ایکٹ پارلیمنٹ مصدورہ تائیسوین اپریل ۱۸۷۶ء حضرت
ملکہ معظمہ کو اختیار دیاگیا کہ موجودہ القاب وخطاب شاہی مین جو مناسب سمجھین اضافہ
فرمائین پس اسی تاریخ کو سلطنت کی مہر اعظم اور حضرت ملکہ معظمہ کے دستخط مبارک سے
اشتہار مندرجہ ذیل اس حکم سے جاری ہوا کہ حضرت ممدوحہ کے القاب وخطاب قدیم
مین لفظ **امپرس آف انڈیا** (جسکا سرکاری طور پر **قیصر ہند** ترجمہ ہوا ہے)
بڑہایا جائے اور بہ تعمیل سکے دہلی مین جو اس ملک کا قدیم دار السلطنت ہے
یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ایک ایسے عظیم الشان مجمع مین جسکی نظیر اس ملک کی تاریخ
مین پائی نہین جاتی اور جسمین سلطنت کے تمام گورنر اور لفٹننٹ گورنر اور چیف کمشنر اور
اور حکام اور اس سرے سے اس سرے تک کے تمام راجے مہاراجے

اور نواب ہز ایکسیلینسی وائسرائے و گورنر جنرل بہادر کے تخت کے سامنے حاضر اور موجود تھے اس مبارک اور عظیم الشان لقب کا اعلان کیا گیا اور چونکہ اُن ریاستوں کو جنکے رئیس بوجہ خوردسالی یا کسی اور ایسے ہی قوی سبب معذوری کے حاضر ہو سکتے تھے ایما ہوا تھا کہ اُسیدن اپنی اپنی قلمرو مین مناسب طور پر اسکے اعلان کا انتظام کرین اور حکم تھا کہ وہان کے پولیٹکل ایجنٹ یا وہ عہدہ دار جنکو گورنمنٹ اس امر خاص کے لئے مامور فرماوے مجمع عام مین اُنکو اشتہار شاہی پڑھکر سنائین اس سبب سے کہ مہاراج بوجہ صغر سنی اور نیز اسوجہ سے کہ حضور ممدوح کی مسند نشینی کا وقت قریب تھا اور حضور وائسرائے بہادر اسموقع پر خود تشریف لانے والے تھے دہلی مین حاضر ہونیسے معاف کیے گئے تھے اشتہار ممدوح کے سنانیکے لیے **کپتان آر پی نسبٹ صاحب** ڈپٹی کمشنر لاہور بحکم گورنمنٹ پنجاب تشریف لائے اور بڑے تزک و احتشام سے دربار ہوکر اشتہار شاہی پڑھا گیا اور ایکسو ایک توپین جو بجائے اکیس توپ مروجہ سابق کے شاہنشاہی سلامی مقرر ہوئی تہی سر ہوئین اور اُسی روز ریاست کی تمام قلمرو مین بڑی خوشی کے ساتھ اسکا اعلان کیا گیا اور اضلاع کے صدر مقامون اور شہرون اور قصبون اور خاص قلعہ معلے اور شہر پٹیالہ مین روشنی کی گئی اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ اشتہار جسکا اوپر ذکر ہوا یہ ہے۔

اشتہار

چونکہ پارلیمنٹ کے حال کے اجلاس سے ایک ایکٹ اس نام کا (ایکٹ بمراد اسبات کے کہ جناب مرحمت قباب ملکہ معظمہ اُس خطاب و القاب شاہی مین جو سلطنت متحدہ اور اسکے تابع ملکون کی بادشاہی سے متعلق ہین ایک اور لقب اضافہ کر سکین) صادر ہوا ہے اور اُسمین لکھا ہے کہ از روے ایکٹ بابت متحد کرنے ممالک برطانیہ عظمی اور ایرلینڈ کے یہہ حکم ہوا تھا کہ بعد ایسے متحد ہونیکے سلطنت متحدہ اور اُسکے تابع ملکون کی بادشاہی کے متعلق خطاب و القاب وہی ہوا کرینگے جو بادشاہ اپنے اشتہار شاہی کے ذریعہ سے جو سلطنت متحدہ کی مہر اعظم سے مزین ہو مقرر فرماوین اور اُس ایکٹ مین یہہ بھی لکھا ہے کہ حسب منشاء ایکٹ مذکور اور اشتہار شاہی کے جو مزین بمہر اعظم اور مورخہ یکم جنوری ۱۸۰۱ء ہے ہمارے حال کے خطاب اور القاب یہہ ہین "وکٹوریا بفضل خدا سلطنت متحدہ برطانیہ عظمی و ایرلینڈ کی ملکہ اور حامیہ دین عیسائی" اور اُس ایکٹ مین یہہ بھی لکھا ہے کہ ایکٹ بابت احسن انتظام گورنمنٹ ہند کے بموجب یہہ حکم نفاذ پایا ہے کہ گورنمنٹ ہند جو اسوقت تک ہمارے دولت کیطرف سے سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی تفویض مین بطور امانت کے تھی ہمارے دولت کے تفویض ہوئی اور یہہ کہ اب آیندہ کے لئے ہندوستان ہماری دولت کی حکمرانی ہوگی اور

مابدولت کے نام سے اُسپر حکمرانی کیجائیگی اور قرین مصلحت یہہ ہے کہ نقل وتحویل گورنمنٹ جو حسب مذکورہ بالا کی گئی اُسکی تسلیم وپذیرائی اس نہج پر ظاہر کیجائے کہ مابدولت کے خطاب والقاب مین ایک اور لقب اضافہ کیا جاے اور اُس ایکٹ مین بعد بیانات مذکور کے یہہ حکم ہُوا ہے کہ مابدولت کو جایز ہوگا کہ نقل وتحویل گورنمنٹ ہند کی تسلیم وپذیرای مذکور الفوق کی نظر سے اُس خطاب والقاب مین جو سلطنت متحدہ اور اسکے تابع مُلکون کی بادشاہی سے بالفعل متعلق ہین بذریعہ اشتہار مُشتہرہ مابدولت مزیّن بمُہر اعظم سلطنت متحدہ ایسا لقب اضافہ کرین جو مابدولت کو مناسب معلوم ہو لہذا مابدولت نے حسب صلاح مشیران پریوی کونسل کے یہہ مناسب سمجھا کہ یہہ تعیّن اور اعلان کردین (اور اُس صلاح کے بموجب اس تحریر کی روسے تعین اور اعلان کیا جاتا ہے) کہ اب سے جہان تک بسہولت ہو سکے تمام موقعون اور تمام دستاویزون مین جنمین مابدولت کے خطاب والقاب مستعمل ہُون بجز اور باستثنا چارٹر (معاہدات مُلکی) اور کمیشن (فرامین مناصب) اور لیٹرس پیٹنٹ (مکاتیب عامہ) اور گرانٹ (ہبات وعطایا) اور ریٹ (پروانجات) اور اُپایئنٹمنٹ (تقررات) اور اسیطرح کے جملہ دستاویزات کے جو سلطنت متحدہ کے باہر اثر پذیر ہُون اُس خطاب والقاب مین جو سلطنت

متحدہ اور اُسکے تابع ملکونکی بادشاہی سے متعلق ہین زبان لاٹن مین یہہ الفاظ ،، انڈی امپراٹرکس ،، اور زبان انگریزی مین یہہ الفاظ ،، امپرس آف انڈیا ،، یعنی **قیصر ہند** اضافہ کیے جائین سوا اسکے مابدولت کی مرضی اور خوشی یہہ ہے کہ جملہ سونے اور چاندی اور تانبے کے نقود جو سکجات رایج الوقت اور جایز الرّواج ہین اور جملہ سونے اور چاندی اور تانبے کے نقود جو آج یا آج کے بعد مابدولت کے حکم سے اُسی طرح کے نقوش سے مسکوک ہون بلالحاظ اُس اضافہ کے جو مابدولت کے خطاب و القاب مین کیا گیا ہے سلطنت متحدہ مذکورہ کے سکّجات رایج الوقت اور جایز الرّواج متصوّر ہون اور سمجھے جائین اور سوا اسکے یہہ کہ جملہ سکّے جو سلطنت مُتحدہ کے تابع مُلکون مین سے کسیکے لئے اور کسی مین مسکوک اور جاری ہوئے ہین اور مابدولت کے اشتہار کی رُو سے اُن تابع مُلکون کے سکّجات رایج الوقت اور جایز الرّواج قرار دیئے گئے ہین اور اُنپر مابدولت کے خطاب والقاب یا اُنمین سے کوئی جزو یا اجزا منقوش ہوئے ہین اور جملہ نقود جو مطابق اشتہار مذکور کے بعد ازین مسکوک اور جاری ہون بلالحاظ ویسے اضافہ کے اُن تابع ملکون کے سکّجات جایز الرّواج اور رایج الوقت رہا کرین تاوقتیکہ مابدولت کی کوئی اور مرضی اُسکی نسبت ظاہر کیجائے ۔

جناب معلی القاب حضور مہاراج راجندر سنگھہ صاحب بہادر دام اقبالہ کی مسند نشینی اور ہز ایکسلینسی لارڈ لٹن صاحب بہادر کا پٹیالہ تشریف لانا

موسم گرما ۱۸۷۶ء مین جب حضور پرنور عالیجناب معلے القاب فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سر مہاراجہ راجگان راجندر سنگھہ صاحب مہندر بہادر دام اقبالہ کی مسند نشینی کا معاملہ ہز ایکسلینسی لارڈ لٹن صاحب بہادر ویسرے وگورنر جنرل ہند کے روبرو معمولی طور پر پیش ہوا تو ہز ایکسلینسی نے براہ مہربانی بنظر اعزاز وامتیاز خاندان ذیشان پٹیالہ کے یہہ تجویز فرمایا کہ شروع جنوری ۱۸۷۷ء مین (کیونکہ گرمی کا موسم اس عظیم الشان تقریب کے مناسب حال نتھا) ہم خود پٹیالہ تشریف لاکر اس معزز اور مبارک رسم کو ادا فرماینگے۔ پس جب امپیریل اسمبلج کے عظیم الشان کام سے فراغت ہوگئی تو لارڈ ممدوح معہ سر ہنری ڈیوس صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ لفٹننٹ گورنر ممالک پنجاب اور اپنے ذاتی سٹاف اور صاحب سکرٹری گورمنٹ ہند فارن ڈپارٹمنٹ کے چھٹی جنوری سنہ مذکور کو تشریف فرماے پٹیالہ ہوئے اور موافق پروگرام مجوزہ فارن آفس گورمنٹ ہند

اوّل درجہ کے چار عُہدہ دارون یعنی تینون ممبران کونسل ریجنسی اور راقم نے راجپورہ کے ریلوے سٹیشن اور مہاراج نے معہ جناب کنور صاحب بہادر اپنے چہوٹے بہای کے (جنکا ابہی نام نہین کہا گیا) اور راجہ صاحبان بہادر جیند و نابہہ و فریدکوٹ کے بہادر گڑہ تک استقبال فرمایا اور جب سواریان قریب ہوئین تو مہاراج اپنی گاڑی اور ویسرائے بہادر اپنی گاڑی سے اُترے اور ہاتہہ ملاکر مہاراج کی گاڑی مین سوار ہوئے۔ کنور صاحب بہادر کے ساتہہ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب اور راجہ صاحب بہادر جیند نابہہ اور فریدکوٹ کے ساتہہ صاحبان سکرٹری گورنمنٹ سوار ہوے اور بڑی شان و شوکت سے شہر مین ہوتے ہوے سواری خیمہ گاہ مین جو موتی باغ کے محاذی بڑے تکلّف سے لگائے گئے تہے داخل ہوئی اور فوج نے جو شہر کے دروازہ سے حضور ویسرائے بہادر کے خیمہ تک دورویہ صف بستہ تہی شاہی سلامی کی اور اس سبب سے کہ دربار کا وقت قریب تہا اور اس سے پہلے حضور ویسرائے بہادر سے ایک تعظیمی ملاقات کا کرنا ضروری تہا نوّاب ممدوح کو اُنکے خیمہ مین پہنچاکر مہاراج موتی باغ مین تشریف لے آئے اور تہوڑی دیر کے بعد معمولی مراسم تعظیم و تکریم کے ساتہہ جو جناب گورنمنٹ سے مقرّر ہین ملاقات کیواسطے تشریف لیگئے اور اس سے فارغ

ہوکر قلعہ مین آئے اور جب نوّاب ممدوح کے تشریف لانیکا وقت قریب ہوا
توحسب دستور اوّل درجہ کے چار اہلکار استقبال کے واسطے خیمگاہ پر پہنچے گئے
اور نصف راستہ تک خود مہاراج نے پیشوائی کی اور نوّاب ممدوح کے ساتہہ دائین جانب
بیٹہکر قلعہ مین تشریف لائے۔ دیوانخانہ کے عام زینہ سے نصف صحن تک ہماری
ایک پلٹن اور اُس سے آگے دربار کے کمرہ تک یورپین پلٹن کا ایک دستہ
جو انبالہ کی چہاونی سے آگیا تہا استادہ تہا انہون نے سلامی اُتاری۔
توپخانہ سے بہی اکتیس ۳۱ توپ کی سلامی ہوئی اور لارڈ ممدوح مہاراج
کے ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے ہوئے دربار مین تشریف فرما ہوئے اور اُسی
چوبی بلند نشستگاہ پر جسپر ضرورتاً مہاراج کیواسطے مسند تکیہ لگایا گیا تہا مہاراج
کے ساتہہ اُنکے دائین طرف بیٹہے اور اُنکے دائین جانب ایک سُنہری
کرسی پر نوّاب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور اور مکلّف اور سادہ کرسیون پر صاحبان
سکرٹری گورنمنٹ ہند و پنجاب و صاحبان کمشنر انبالہ و امرتسر و حصار اور
بہت سے حکّام انگریزی جو دوستانہ طور پر بلائے گئے تہے اور جو تعداد
مین اکاون تہے تشریف فرما ہوئے اور پس پشت لیڈی الگن اور لیڈی
ڈیوس صاحبہ اور اور لیڈیان نشستہ نشین کے کمرے مین مکلّف کوچون اور

کرسیون پر جا گزین ہوئین اور مہاراج کی بائین طرف اول راجہ صاحب بہادر جیند پہر نابہہ پہر فریدکوٹ اور اسی ترتیب سے اُنکے ہمراہی اور اُن کرسیون پر جو محرّف رکہی گئی تہین اور جنسے درباری کمرہ تمام بہرا ہوا تہا ہمارے اور معزز مہمان جو بہت کثرت سے تہے بیٹہے۔ اسکے بعد اوّل مہاراج اور پہر راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ و فریدکوٹ اور پہر ہم لوگون نے نواب ویسرائے بہادر کے حضور مین نذرین پیش کین اور جب دربار کی معمولی رسمین سطے ہو چکین تو حضور ممدوح نے موتیون کی مالا مہاراج کو پہنائی اور بطور علامت اس بات کے کہ گورنمنٹ عالیہ قیصریہ انکا رئیس خود مختار اور مسند نشین پٹیالہ ہونا تسلیم فرماتی ہے اپنے ہاتہہ سے مرصع کلغی پگڑی مین لگائی اور سترہ توپ کی سلامی جو مہاراجگان اس ریاست کیواسطے گورنمنٹ سے مقرر ہے سر ہوئی اور بعد سماعت اڈریس جو سردار دیوا سنگہہ صاحب پریسیڈنٹ کونسل ریجنسی نے متضمن شکریہ الطاف و عنایات گورنمنٹ عالیہ قیصریہ اور اُس اعزاز و احترام کے جو ریاست کو اُنکی تشریف آوری سے حاصل ہوا پڑہکر سنائی تہی اور جسکا ترجمہ انگریزی مین مسٹر تہارنٹن صاحب سی۔ ایس۔ آئی فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کرتے جاتے تہے کہڑے ہوکر مہاراج اور اہل دربار کو مخاطب کرکے یہہ تقریر فرمائی۔

تقریر

"مہاراجہ صاحب بہادر مین اس اہم اور مبارک موقع پر دارالریاست پٹیالہ
مین آنے سے بہت خوش ہوا اور خصوصاً اس بات سے کہ مجھے آپکو اس ریاست
کی مسند پر جو اس صدی کے آغاز سے گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ نہایت اتحاد
اور ارتباط رکھتی ہے جلوہ افروز کرنیکے سبب سے اس تپاک دلی اور محبت باطنی
کے جو اعلیٰ حضرت قیصر ہند کو آپکے خیرخواہ خاندان کے ساتھ ہے علانیہ طور سے
نہ فقط آپ پر بلکہ آپکی تمام رعایا اور برایا پر ظاہر کرنیکا موقع ملا - ۱۸۰۹ء یعنی
آپکے بزرگ مہاراجہ صاحب سنگھ بہادر کے عہد مین ریاست پٹیالہ کو گورنمنٹ
انگریزی کی خاص حمایت مین لیا گیا تھا اور اسوقت جو اعتبار رئوسا خاندان
پھول نے گورنمنٹ انگریزی کی راستبازی اور دانشمندی اور طاقت پر کیا
تھا وہ کچھ بے محل نتھا چنانچہ اسکا ایک قابل اطمینان ثبوت یہ ہے کہ ریاست
پٹیالہ کو جو دولتمندی اور اعزاز اور طاقت بالفعل حاصل ہے وہ معاہدہ کے
وقت سے جو اسکے اطمینان کا باعث بنہایت حراست اس گورنمنٹ کے
ہوا تھا جس پر اس ریاست کے فرمانروا نے اسقدر وفاداری کے ساتھ
بھروسہ کیا تھا بدرجہا زاید ہے -

ہمدرین حال تمام مہاراجگان پٹیالہ ہی خصوصاً آپکے والد ماجد و جدّ امجد غیر متزلزل و غیر منقطع اور مستعدانہ ہوا خواہی کے ساتہہ اپنے شرایط کو جنکا ادا کرنا اُنپر فرض تہا ادا کرتے رہے ہین۔ [illegible]ء مین **مہاراجہ نرایندر سنگہہ صاحب بہادر** نے اپنے تمام وسائل قوّت اور اپنا عظیم الشان ذاتی رعب و داب بہمہ جہت گورنمنٹ کے تصرف مین کردیا پہر اُنہون نے ایک سپاہ دہلی کو روانہ کی جسکی قیمتی خدمات ہمکو ابتک احسانمندی کے ساتہہ یاد ہین اور جو امداد مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح نے اُس موقع پر دی اُسکا احسان حضرت ملکہ معظّمہ کی گورنمنٹ قبول کر چکی اور صلہ ہی عطا فرما چکی ہے۔

آپکے والد **مہاراجہ مہندر سنگہہ صاحب بہادر** جنکے بیوقت انتقال کا ہم سبکو افسوس ہے وفاداری اور دانشمندی کے ساتہہ اپنے نامور والد کی کامل تقلید کرتے رہے اور اُنکے عہد حکومت کو صرف گورنمنٹ برطانیہ کے ساتہہ غیر متزلزل اور دلی خلوص رکہنے ہی سے نہین بلکہ بہت سی اہم اصلاحون کے جاری کرنے اور عام رعایا مین تعلیم و تربیت پہیلانے اور اپنی قلمرو مین تجارت کو ترقی دینے سے شہرت اور ناموری حاصل ہوئی جسوقت سے مین یہان آیا ہون اُسوقت سے مجھکو لوگون کے بشاش چہرے اور سپاہ کی آراستگی اور

اِس دلچسپ شہر کی بہتر بہار اور پر رونق بازارونکو دیکھکر گذشتہ عمدہ حکومت کے آثار جا بجا عیان نظر آتے ہین ـ

بس آپ اِس نامور خاندان مین صرف رئیس بننے کیواسطے ہی پیدا نہین ہوئے بلکہ آپکو ابتدا سے عمر مین ہی اِس خاندان کی قابل احترام اور وفادارانہ قدیم باتین ہی سکھائی جائینگی اور مجھے اُمید ہے کہ جب آپ اُس سن کو پہنچینگے جو سن تمیز کہلاتا ہے اور خدا کے فضل سے مجھکو اُمید ہے کہ آپ ضرور اُس سن کو پہنچینگے اور اپنے مُلک موروثی پر اختیار ذاتی حاصل کرینگے تو مجھکو یقین ہے کہ آپ بھی اُن روسا کی نسبت جنکے جلوس سے مسند پٹیالہ نے آپ سے پہلے رونق پائی ہے حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند کے الطاف اور اشفاق ولی کے کچھ کم مستحق نہونگے ـ

اے راجہ صاحبان جیند و نابہہ مین آپ صاحبون سے دوبارہ اور علی الخصوص یہان (پٹیالہ) ملکر بہت خوش ہوا آپ جو اشتراک نسل کی جہت سے اِس نوعمر رئیس کے قدیمی خاندان کے ساتھہ الحاق رکھتے ہین مین یقین کرتا ہون کہ آپ یہان میرے آنے مین اعلیحضرت قیصر ہند کے دوستانہ ارتباط کا ایک ثبوت ملاحظہ فرمائینگے اور اُن الطاف آمیز اقرارون کا استحکام معاینہ کرینگے جنکا ہن

سال کی پہلی تاریخ کو حضرت ممدوحہ کیطرف سے رؤسا ہند کے روبرو بیان کرنا میرا خاص فرض تہا اور وہ اقرار گورنمنٹ انگریزی کی حکومت ہند کے عمدہ اصول ہین جن پر وہ عمل کرتی رہیگی —

اے ممبران کونسل آف ریجنسی آپکو مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن کی نابالغی کے زمانہ مین اس ریاست کے انتظام کا بہت بڑا اور معزز کام سپرد کیا گیا ہے مین بہروسہ کرتا ہون کہ آپ اسکو دانشمندی کے ساتہ بے رو رعایت اور رعایا کے فایدہ پر نظر رکہکر انجام دینگے اور اسی مطلب کیواسطے آپکو اختیارات عظیم دیے گئے ہین اور اُنکے عوض مجکو آپسے یہہ توقع ہے کہ آپ مہاراجہ صاحب بہادر کیخدمت نمکحلالی اور دیانت اور جانفشانی کے ساتہ کرینگے اور جبتک رعایا کی خیرمندی اور ریاست کی بہبودی اور مہاراجہ صاحب بہادر کو اُن فرایض عظیم کی آیندہ اُنکو ادا کرنے پڑینگے ہوشیاری کے ساتہ تعلیم و تربیت کئے جانیسے آپکے انتظام کی خوبی ثابت ہوگی اُسوقت تک آپ میری گورنمنٹ کی جسنے نواب لفٹنٹ گورنر کی سفارش اور راجہ صاحب جیند و نابہہ کی راے سے آپکو اس منصب اعلے پر مامور کیا ہے ولی امداد پر بہروسہ رکہین —

جب سپیچ ختم ہوچکی تو حضور ممدوح نے بیادگار جشن قیصری ایک نہایت

عمدہ تلوار اور ایک اپنی شبیہ مہاراج اور چاندی کے چار تمغے جن پر ایک طرف حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند دام اقبالہا کی شبیہ مبارک اور نام مع تاریخ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء اور دوسری جانب فارسی انگریزی اور دیوناگری مین الفاظ "قیصر ہند" "ایمپرس آف انڈیا" "ہند کی قیصر" منقوش تھے اور جو دہلی مین بیادگار اس عظیم الشان موقع کے امرا و شرفا ہندوستانی و بعض انگریز عہدہ دارونکو دیئے گئے تھے ممبران کونسل یجنبی اور راقم کو اپنے ہاتھ سے عطا فرمائے۔

یہ پہلا ہی موقع تھا کہ حضرت قدر قدرت ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے حضرت ممدوح کے ایک عالیقدر اور خیرخواہ فیلدار کی مسندنشینی کی تقریب مین بذاتہ شریک ہوکر گورنمنٹ شاہی کی طرف سے اس رسم کو ادا فرمایا۔

اس مبارک موقع پر جو مادہ تاریخ پورا پورا بلا تعمیہ و تخرجہ بطور بیان واقعی راقم کے چھوٹے بھائی **خلیفہ سید محمد محسن صاحب متین** تخلص نے موزون کرکے پیش کیا تفنن طبع ناظرین کیواسطے ہم یہان درج کرتے ہین۔

قطعہ

جبکہ عالیجناب لارڈ لٹن　　صاحب جاہ و منصب والا
بہر اظہار لطف قیصر ہند　　شاہ انگلینڈ حضرت اعلے
ہوئے با صد شکوہ و شوکت و شان　　رونق افزائے شہر پٹیالہ

کھل گئے سب کے غنچہ ہائی دل
فرط شادی سے جون گل ولالہ

دست قدرت نے حرف رنج والم
صفحہ دہر سے مٹا ڈالا

سال تاریخ پوچھا مینے متین
بولا یون ہاتف کہن سالہ

کہ (مہاراج راج اندر سنگھہ
ہوئے مسند نشین پٹیالہ

۷ ۷ ۸ ۱ ۶

خاتمہ

یہہ کتاب جسکا ہم آج خاتمہ لکھنے کو بیٹھے ہین فروری ۱۸۷۶ع مین لکھنی شروع ہوئی تہی اور آج اُنتیسوین ۲۹ اکتوبر ۱۸۷۸ع کو تمام ہوئی اسمین جو کچھہ لکھا گیا ہے وہ اکثر ریاست کے دفتر کا انتخاب یا راقم کا اپنا تجربہ اور مشاہدہ ہے یا اُن کتابون سے لیا گیا ہے جو معتبر اور قابل سند ہین مثلاً جناب مسٹر گرفن صاحب کی کتاب پنجاب راجاز اور پنجاب چیفس وغیرہ اور چونکہ انتظام ریاست کے حسن و قبح اور مہاراجگان ذیشان کی عادات اور خصایل کے بیان کرنے مین (جہان تک تاریخ کے لئے ضرور ہے) خلاف واقع تعریف اور چشم پوشی کو دخل نہین دیا گیا اور واقعی حال لکھا گیا ہے ناظرین والا تمکین سے اُمید ہے کہ اِسکو بے اعتباری کی نظر سے نہ دیکھین گے اور چونکہ راقم ایک ایسے شہر (پٹیالہ) کا رہنے والا ہے جہان اُردو زبان صحیح طور پر نہین بولی جاتی اگر کہین کسی محاورہ یا روزمرہ

مین غلطی اور چوک ہوئی ہو معاف فرمائینگے۔

قطعہ تاریخ اختتام کتاب لاجواب تاریخ پٹیالہ از نتایج طبع بندہ عجز آئین سید محمد محسن متخلص بہ متین کہین برادر حضرت مصنف دام ظلہ

اس عمدہ کتاب کو کیا جب تالیف ‌‌ ‌ دستور معظم نے بشرح و تفصیل

جو لطف بیان و خوبی مضمون سے ‌ ‌ ‌ ہے آپ ہی اپنی ہمیشالی کی دلیل

اور حکم ہوا متین کو تاریخ اسکی ‌ ‌ ‌ کہہ جلد کہ چہپنے مین بہت ہے تعجیل

تب مینے کہا یہہ فوراً از روے حساب ‌ ‌ ‌ پٹیالہ کی ہسٹری ہے بیمثل و عدیل

۱۸۷۸ء

الحمد للہ والمنہ کہ این کتاب صدق انتساب تاریخ پٹیالہ حسب الارشاد واجب الانقیاد حضرت مصنف دام اقبالہ بقلم خام رقم ذرہ بیمقدار خاکسار محمد حسین ابن شیخ خادم حسین صاحب متوطن مرادآباد تجاوز اللہ عن سیئاتہما فی الدارین بتصحیح و مقابلہ جناب خلیفہ سید محمد محسن صاحب متخلص متین کہین برادر حضرت ممدوح و جناب مولانا مولوی عبد العزیز صاحب سابق ممتحن پٹیالہ کالج خلف الرشید مولوی علاو الدین صاحب مرحوم سلمہما اللہ تعالے بتاریخ بست (۲۹) و نہم نومبر ۱۸۷۸ء مطابق سوم ذی الحجہ ۱۲۹۵ ہجری

بمقام پٹیالہ باتمام رسیدہ مطبوع طبع خلایق گردید۔ فقط

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

~~~~~

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس باہتمام پادری رجب علی صاحب

مالک و اڈیٹر اخبار سفیر ہند

۱۸۷۸ء

تنبیہ۔ جس کتاب پر مصنف کے قلمی دستخط نہوں گے وہ مال مسروقہ سمجھا جائیگا۔
~~~~~

noble direction of art with a view to do some good to my fellow-men. As my ancestors have been for generations subject to and in the service of the Puttialah State, and as no detailed history has been written before, I think it proper to attempt a history for the benefit of the subjects of this State and my fellow-countrymen.

I commence the task; may God complete it! AMEN!

our view. Such are the conclusions of those who read history with the eye of discernment and learn lessons from its pages. But even the ignorant and the simple do not fail to derive some benefit from a study of history. If it does nothing else, it at least entertains them in their solitary leisure and lulls them to repose.

In short, every one profits by history according to his taste. Mark the clear and impressive terms in which the celebrated poet and philosopher Petrarch, who flourished in Italy in the fourteenth century, dwells upon the advantages of the study of history when reproached by his friend for retiring from the world and devoting days and nights to the study of books? He writes:—

"You set the greatest value upon the pleasures of the world and deem it improper to renounce them. Here am I surrounded by a circle of friends whose society is extremely agreeable to me. They are men of all countries and all ages. They have distinguished themselves in war, in politics, in science and literature. Their society is not difficult to reach. Their services are always at my command. I can call for them and send them away at my pleasure. They do me no injury, on the contrary they always answer my questions patiently. Some relate to me the events and incidents of past ages; while others unveil to me the mysteries of nature. Some suggest the plans of spending time with joy and comfort; others impress on my mind the plans by which my end may be happy and my soul may depart from the world in peace; some drive away the sorrows of my heart by their counsel of wisdom and liveliness of wit, others give me good advice which, when followed, renders it easy to endure affliction incidental to human life. Some eloquently teach me to depend upon the labours of my own arms as far it lies in my power; others open to my view the wonderful exhibition of art and science. In return for these services they but require a corner in which they may repose in peace."

Such are the reasons which induced the able and the learned to write accounts and histories of their own and foreign countries. The progress made by the people of Europe in the art of history is beyond all praise. Though I possess neither their ability nor their knowledge to write the history of some large country or great kingdom, I am tempted to make an attempt in this excellent and

zeal and undiminished energy, we learn to do disinterested good to our nation and to overcome steadily the troubles and difficulties which confront us in such noble undertakings. Sometimes history preaches to us lessons which inspire religious awe in our hearts. When we read in the Sacred Scriptures the account of the nations which paid no heed to the warnings of prophets and thus drew upon themselves the wrath of their offended God, our hair stands on end and our hearts are softened to obey His sacred commands. And sometimes the virtues and pious lives of the servants of God console our troubled hearts and inspire faith in the true promises of the compassionate and merciful God. Living in hopes of His infinite mercy and goodness, we live in happiness. Sometimes history encourages us to leave the comforts of home in pursuit of some noble object, like Columbus who discovered the New World with the aid of the Queen of Spain, and keeps us from giving up the pursuit in disappointment when the accomplishment of the object of desire is delayed.

By telling us that Socrates, that Greek philosopher, on his death bed, requested a friend to offer a hen at the shrine of his God, history teaches us that heroic courage is required to break through the adamantine chains of superstitious customs. By recording the wholesale murders perpetrated by Taimur and Nadir, it teaches us that even man, under the impulse of the passion of wrath, at times becomes more bloodthirsty than the wild beasts. It tells us: "Luxury and Administrative capacity clash with "each other. If you do not credit testimony, witness how kings "in debauchery lost their kingdoms for mere trifles." It tells us in language not to be mistaken that knowledge is the source of all blessings. It is through knowledge that man acquires all accomplishments and perfections. If any one doubts this, let him witness the people of Europe who by means of knowledge, have gradually attained the highest pinnacle of civilization. It teaches us that discord and selfishness ruin kingdoms and degrade nations. You daily hear and read the account of India. Listen to the recent story of the French who, on account of this baneful habit, but a few years ago sustained defeat at the hands of the Germans and lost their pre-eminence. It tells us that unity and patriotism are the most potent powers, and holds up Prussia as a model to

Court to entercede in behalf of a friend—his wrathful attack upon the Judge when the latter disregarded the illegal recommendation, the Judge's order to confine him in prison, and the king's approval of the Judge's proceedings—do not all these facts of history teach us to administer the law impartially like the Judge who in order to preserve the authority of law, disregarded such a great personage—to obey the Law like the heir-apparent of England who though of exalted position, bowed to its authority and went to prison—and to uphold the law-like Henry, the king, who acknowledged its superiority over the rank of his son.? Various are the lessons which our heart instinctively learns when we read how the brothers of Joseph deceived their father and took Joseph with them to a wilderness where they threw him into a well—how Joseph was taken out by a passer by who sold him as a slave to the king of Egypt, how in course of time he himself became king of Egypt, how he recognised his brothers, detained them by pretext and behaved towards them in a manly spirit when in time of famine in their native land they came to buy corn in Egypt. The life of Joseph first of all reminds us that the mean feeling of jealousy sometimes estranges even the hearts of brothers and tempts them to do forbidden deeds. Then again it recalls to our mind the noble quality of benevolence which Joseph showed to his brothers in return for the harsh treatment which he had received at their hands. Then again it makes us reflect upon the mysterious ways of Providence who made the very enemies of Joseph, who had taken him from home and thrown him into a well, the means of his accession to the throne of Egypt. He was taken out of the well by some wayfarers who sold him to the king of Egypt, and he gradually rose to the exalted position of his royal purchaser. God gave him authority over the brothers who had illtreated him. The memoirs of Ayoub (Job), the pious servant of God, encourage us to bear adversity with patience, when we read how our own and the world's true guide Mahomed (may God's blessing and peace be on him and his descendants) and his pious and chosen friends were subjected to various tortures by their nation in return for their disinterested and pious teachings, and how the prophet and his pious companions bore persecution with patience and persevered in their great mission of preaching and instruction with unabated

ism, and can attain the highest stage of progress and civilization. But knowledge of history is the chief means which guides human progress. It enables man to compare his present state with that of his ancestors, to gain experience of good and evil from knowledge of the deeds of his ancestors and, by profiting by that knowledge to inherit the fruit of their life-long labours and the rich patrimony of accumulated experience which his forefathers have left behind in black letters formed of straight and crooked lines. Can any one in the limited span of life, learn, without a knowledge of history all the useful facts which Nature, during centuries, has revealed for the benefit of mankind? Can it be that all those various events, which according to the tendency of the age have happened to different men during hundreds nay thousands of years, should fall to the lot of a single man? Certainly not! History is therefore the only means which enables us to learn, with very little perseverance, such facts as are useful to us, and to teach ourselves the precious and valuable conclusions, which different men have derived from varied experiences in various ages. When we read in history of the heroic exploits of some brave and patriotic man, challenging his enemy in the field of battle, we feel our hearts filled with martial ardour, and wish to overcome our foes in a fight for the cause of our country and our nation, and to win the well-merited name of the brave and valiant. Again when we read the memoirs of some generous man, we desire to spend what we have earned by 'the sweat of the brow' for the benefit of our fellow-beings, and to obtain the reputation of being liberal and generous. The amours of Zullekha the wife of the king of Egypt—her endeavours to tempt Joseph in a secluded place to sin—Joseph's escape from her wiles, saying "shall I steal the reputation of my master and inflict injury on me by behaving unjustly?" Zullekha's tearing off Joseph's garment and charging him before her husband with violence—the testimony to Joseph's innocence borne by an unweaned infant—do not all these historical facts teach us to control the impure and unworthy desires of our wicked and strong passions, to copy the chastity and continence of Joseph, to guard against the machinations of the cunning and to fear their calumnies; and to have faith in God's support of the truth? The appearing of the heir apparent of Henry III, King of England, in

and godless, that they attributed their defeat in a battle with a hostile tribe to the wrath of their great idol, and, to propitiate the god, immolated at his altar four hundred innocent children of their own tribe. These very Englishmen who are at this day the avowed enemies of slavery, and who in their zeal for humanity and philanthropy are ready to have recourse to arms to compel other nations to abolish slavery, were, but a few days ago its warm supporters. They had several hundred-thousand slaves whom they emancipated at an expense of many crores of rupees defrayed by their Government. There was a time when the Arabs were so shameless, cruel, and ignorant that thousands of men and women marched round the sacred shrine of the "Kaba" during the days of pilgrimage; when they interchanged wives, and to avoid the shame of becoming fathers-in-law through their daughters, buried them alive or threw them down from the hill tops, when not a single man in the whole country knew how to read or write, and thereby earned for their nation the name of "*Ummis*" the Illiterate. They afterwards abolished such indecent customs, regarded with horror the interchange of wives, and considered infanticide a heinous crime. They made such rapid progress in knowledge that the people of Europe not unfrequently visited Andelusia to study various arts and sciences with the Moors, whom up to this day, they acknowledge as their teachers. Then came a time when the very Musalmans, whose large cities were the centres of knowledge and civilization, and seats of numerous Schools and Colleges, were shorn of all their literary glory and degenerated into their former state of primitive society. The far-reaching lustre of the sun of their knowledge and literary excellence dwindled into the dim light of a flickering lamp. And now again those very Mahomedans have begun to establish a Mahomedan University in Hindustan to meet the peculiar wants of their co-religionists. They have roused themselves from the deep lethargy and torpor of ages, and sanguine hopes may be entertained that if they but persevere in their efforts, they will regain at no distant period the valuable treasure which they had lost.

It is thus evident that the Creator of the universe has undoubtedly endowed man with a power by the aid of which he can merge from the low and degraded state of rudeness and barbar-

the choicest dishes relished with saffron. There was a time when you navigated along the coast, and did not venture far out in the sea for fear of losing your way; and now your ships and boats sail about in the sea, miles away from the shore without any fear or danger. There was a time when you used sails to propel your boats and ships, and waited for favourable winds; now you propel them by the force of steam, and do not care whether the wind is with or against you. There was a time when you explained the cause of the eclipse of the moon to be that she was arrested by her creditors, as if she were a living thing; now you have given up such a fanciful theory, have discovered that the lunar eclipse is caused by the shadow of the earth falling upon the moon as the earth comes between the moon and the sun. There was a time when you believed the earth to be the centre of the universe and stationary, and consigned* those to the flames who believed that it moved round the sun, branding them as sceptics and infidels; now you know the earth to be a planet of the illimitable system. There was a time when your messages were delivered orally and verbally; at a further stage of progress, they were conveyed by means of letters and epistles, and now you make use of electric signals which bring you intelligence in a single moment from places thousands of miles away. There was a time when writing was absolutely unknown to you; afterwards you invented the art of writing, now by means of the printing press you can easily make thousands of copies of your writing in a short time. There was a time when you used broad bones of animals, stones, wood, bark, leaves of trees, and leather for writing on; now you manufacture and write upon a variety of elegant and polished paper. This very England which at this day is the brightest star in the firmament of civilization, science and intellect, was but yesterday the abode of utterly ignorant and rude barbarians. The inhabitants of England painted and tattooed their bodies, instead of covering them with clothes. They lived like wild animals, and found sustenance from fruits and herbs. They were so merciless

* The allusion made refers to Jardeno Brono of Italy, who was burnt alive in 1600 A. D., and who like Galelio was a follower of Copernicus in believing the solar system to be an illimitable one. His principal doctrine [illegible] the sun to be the centre of the w hole universe, and that all the c[illegible] moved round it, the earth among them.

IN THE NAME OF GOD,
THE MERCIFUL, THE COMPASSIONATE.
INTRODUCTION.

If we study the nature of man, we shall find him possessed of an attribute which distinguishes him above the rest of the animal creation, although apparently, in common with animals, the Creator of the universe has endowed him with the same limbs and organs of sense, *viz.*, hands, feet, eyes, nose, &c. But this special attribute is a faculty which justifies his claim to superiority above animals and is given to him alone. This may be designated the power of descrimination or human intelligence. It is by the aid of this faculty that he emerges from a savage and uncivilized state, attains the highest grade of humanity and civilization, and earns the appellation of *man*, as distinguishing him from animals, who can neither change their condition, nor improve nor reform it. The swallow, for instance, builds its nest now exactly as it did 5,000 years ago; the rat lives in holes similar to those which its forefathers prepared for shelter. The warm and feathery garment of the pigeon, suited for cold, adorns its body even in the hotest season. The turtle-dove preserves to this day the dusky coat allotted to it by the Creator at the beginning of things. In short, all birds and beasts have retained the same condition which nature originally chose for them. But man is capable of changing his state. Nature has conferred upon him the power of altering his condition at will, and of raising himself from low degradation to the summit of improvement and excellence.

Have you not read that at one time your progenitor Adam covered his body with leaves of the fig-tree, whilst you now adorn yourself with garments of varied beauty. He sought shelter from sunshine and rain, in the caves of hills, and under the shade of trees; you raise splendid mansions in which you live. There was a time when you fed on bread of unsifted barley flour, but now even the best baked bread (*Sheermal*) sticks in your throat. [illegible] time when the blossoms and fruit of trees and herbs [illegible]le formed your food; now you turn up your nose at